طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم

از افادات

حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

مرتب

مولانا محمد عرفان قادری ضیائی حفظہ

مکتبہ برکات المدینہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

طلاقِ ثلاثہ

کا

شرعی حکم

از افادات

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادرآباد کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 10

نام کتاب: طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

از افادات: حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

مرتب: حضرت مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

ضخامت: 368

طبع اوّل: 1423ھ/2002ء

(ادارہ جمعیت اشاعت اہل سنت)

طبع دوم: 1428ھ/2007ء

تعداد: 1100

قیمت:

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی

فون: 021-4219324

barkatulmadina@yahoo.com

اداریہ

پچھلے دنوں ہمارے ملک ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں ایک گروہ نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں'' بل کو منظور کرانے کی تگ ودو میں لگا ہوا تھا اور دوسرا گروہ اس کی مخالفت کر رہا تھا یہ سب کچھ قومی اسمبلی میں ہوا اور پھر میڈیا پر برسر اقتدار فریق کی طرف سے اپنے مؤقف کی تائید میں دلائل دیئے گئے اور دوسرے فریق سے مسلسل مخالفت مع دلائل جاری رہی۔ باوجود اس کہ حامی فریق نے وہ بل منظور کروالیا اس سوچ کے ساتھ کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ''قرآن و سنت کا قانون عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا''۔ دوسری طرف حقائق سے ناآشنا عوام الناس گلی کوچوں میں قرآن کی نصوص قطعیہ اور سنت متواترہ ومشہورہ پر نکتہ چینی کرتے رہے، قرآن وسنت کی اہمیت وعظمت کو نقصان پہنچایا گیا جو کہ ناقابل تلافی ہے۔

اب پھر انہی لوگوں کی طرف ایک نئی بحث کا آغاز ہوا کہ بیک مجلس تین طلاق دینا عورت کے ساتھ ظلم ہے اور حقیقت بھی یہی ہے ایسا شخص خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مطابق قابل سزا ہے۔ مگر بحث کا موضوع یہ نہیں بلکہ بات یہ ہے بیک مجلس تین طلاق واقع ہو جائیں گی یا نہیں؟

اس مسئلہ میں آٹھویں صدی ہجری سے ایک مخالف قرآن وسنت نظریہ جنم لے چکا تھا وہ یہ کہ اگر کسی نے بیک وقت تین طلاق دے دیں چاہے بیک کلمہ دے یا متعدد کلمات سے دے تو صرف ایک واقع ہو گی اور اس نظریئے کا موجد ابن تیمیہ تھا اور اس کا بھرپور ساتھ اس کے شاگرد ابن قیم نے دیا۔ اس وقت کے علماءِ اسلام نے اس کی بھرپور مخالفت کی کہ یہ نظریہ شرع مطہرہ کے خلاف ہے قرآن وسنت کی بالادستی کی قائل حکومت وقت کی طرف سے علماءِ اسلام کی بھرپور مخالفت کے سبب اس نظریہ کے موجد اور حامی سب کو سخت سزاؤں سے دوچار ہونا پڑا۔ مجرم اپنے انجام کو پہنچے مگر جو برائی انہوں نے پیدا کر دی وہ باقی رہی۔ ہر دور میں چند

افراد اس نظریئے کے حامی رہے اور علماءِ اسلام نے اپنے اپنے وقتوں میں ان کی مخالفت کو جاری رکھا اور کسی حکومت کی طرف سے اس باطل نظریئے کی سرپرستی نہ رہی اس طرح یہ برائی دبی رہی۔

ایک بار پھر اس باطل نظریئے نے سر اُٹھایا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اندیشہ اس بات پر ہے کہ کہیں ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کی طرح حکومت اس کی سرپرستی نہ کر بیٹھے۔

لہٰذا عوام الناس اور خصوصاً وہ طبقہ جو پڑھا لکھا کہلاتا ہے اِن کی رہنمائی کے لئے ''طلاق ثلاثہ'' کے موضوع پر (جس کا تعلق حلال و حرام سے ہے) کوئی ایسا مواد شائع کیا جائے تا کہ وہ نام نہاد مبلغین اور مصلحین کے دام فریب میں آکر اللہ و رسول کے حرام کردہ کو حلال نہ سمجھ بیٹھیں۔

جمعیت اشاعت اہل سنت کے تحت تقریباً پانچ سال قبل اس موضوع پر مدیر دار الافتاء حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ نعیمی سلمہ کا تحریر کردہ مواد (جو کہ قرآن وسنت، آثار صحابہ و تابعین، آئمہ اربعہ اور جمہور علماء اسلام کے نظریات کو محیط ہے) کو اپنی مفت سلسلہ اشاعت میں شائع کیا۔ اس جامع کتاب سے فقط ممبرانِ جمعیت مستفید ہوئے۔ عوام وخواص اسے حاصل نہ کر سکے۔ اس لئے ہمارے ادارہ نے اس بے نظیر تحریر کو (مزید حوالوں اور نئی کمپوزنگ کے ساتھ) شائع کرنے کا اہتمام کیا اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسے شائع کیا جائے۔

ادارہ، جمعیت اشاعت اہل سنت کا مشکور و ممنون ہے کہ اس نے اجازتِ اشاعت اور بھرپور تعاون سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ دین متین کی خدمت، حق کی بالادستی، لوگوں کو حلال وحرام سے آگاہی کے لئے ہماری کاوشوں کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبین الامین

خادم

مکتبہ برکات المدینہ

فہرست مضامین

حرف اولیں

علمی وادبی حلقوں میں مفتی اعظم سندھ شیخ الحدیث والتفسیر شمس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں حضرت اپنی ساری زندگی دین متین کی خدمت کرتے رہے اور بعد وفات بھی آپ کا مزار پُر انوار مرجعِ خلائق ہے جو کہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبداد گوٹھ ملیر کے احاطہ میں ہے آپ کی زندگی میں ہی آپ کے بے شمار شاگردوں نے مختلف مقامات پر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا تھا ان ہی میں سے ایک نام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد نعیمی صاحب مدظلہ العالی کا ہے جنہوں نے پہلے پہل دوبئی اور پھر شاہ بندر ٹھٹھہ میں درس وتدریس وافتاء کا سلسلہ شروع کیا اور پھر مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمہ کے وصال پر ان کے باغ کی آبیاری کے لئے ملیر کراچی تشریف لاکر درسِ حدیث اور افتاء کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنے ادارے کو غریب آباد ملیر جیسے پسماندہ علاقے میں منتقل کیا اسطرح غالباً ۱۹۹۴ء تک دونوں جگہ یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ حضرت کی محنت ولگن کا نتیجہ ہے کہ آپ کے اکثر شاگرد آج درس وتدریس اور افتاء کے ذریعے دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ان ہی کے شاگرد خاص اور داماد ہیں۔ مفتی صاحب موصوف انتہائی مخلص، دین متین کی بے غرض خدمت کرنے والے اور انتہائی محنت اور لگن سے اپنے فرائض انجام دینے والے شخص ہیں ان کے فتاویٰ میں جامعیت اور تدبّر جھلکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی علم دین سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت روزانہ موٹر سائیکل پر ملیر سے میٹھادر کے دور دراز علاقے کا سفر کر کے درس وتدریس کے لیے ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے مرکزی دفتر نور مسجد کاغذی بازار تشریف لاتے ہیں نیز ہمارے ہاں دارالافتاء کا کام بھی آپ نے ہی شروع کیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب حضرت مفتی صاحب قبلہ کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے اس کتاب میں حضرت نے ''تین طلاق'' کے موضوع پر بڑی جامع اور مدلّل بحث کی ہے نہ صرف قرآن وحدیث بلکہ

افعال، اقوال و آثار صحابہ و تابعین و سلف صالحین سے آپ نے اپنے موضوع پر دلائل دیے ہیں۔اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہر بات باحوالہ اور مدلّل ہے تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔اس کتاب کو ترتیب دینے والے ہماری تنظیم کے ناظم اعلیٰ اور ہمارے استاد محترم جناب محمد عرفان ضیائی صاحب ہیں۔جبکہ فیضِ مِلّت حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نعیمی دامت برکاتہما کی تصدیقات و تقاریظ اور پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قادری، سرمایۂ اہلسنّت مفتی عبدالعزیز حنفی صاحب، مفتیٔ اہلسنّت حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق صاحب قادری دامت برکاتہم القدسیہ، اور شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تقاریظ بھی شامل اشاعت ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کی اس کتاب سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علم وعمل اور عمر میں خیر و برکت نازل فرمائے اور ان کو یوں ہی دین متین کی مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے اس کتاب کو اپنے سلسلۂ مفت اِشاعت کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔حُسنِ اتفاق کہ یہ ہمارے ادارے کی جانب سے شائع ہونے والی 100 ویں کتاب تھی۔ادارہ چونکہ اپنے ممبران کے لئے ہر ماہ ایک مخصوص تعداد میں کتب ورسائل شائع کرتا ہے، ایک عرصہ سے یہ کتابیں ہمارے پاس بھی ختم ہوگئیں تھی اور پھر علماء کرام اور عوام المسلمین سے اس کی مسلسل مانگ کے پیش نظر ادارہ نے برکات المدینہ (بہار شریعت مسجد، بہادر آباد) کے تعاون سے کچھ اضافہ اور تصحیح کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ ملک بھر کے کتاب خانوں پر یہ کتاب ہر وقت دستیاب ہوسکے، امید ہے ہماری یہ کاوش اہلِ تحقیق کے لئے معاون اور متلاشیانِ حق کے لئے راہنما ثابت ہوگی۔

فقط

محمد سکندر قادری

صدر مُدرّس مدرسہ (درس نظامی)

جمعیّت اِشاعت اہلسنّت (پاکستان)

تقاریظ

۱۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

۲۔ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ

۳۔ حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ

۴۔ حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی مدظلہ

۵۔ حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری مدظلہ

تقریظ

شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ إمام الأنبیاء و علیٰ آلہ و أصحابہ أجمعین

''طلاق ثلاثہ'' کا مسئلہ ابن تیمیہ کی بدعات سے ہے یعنی تین طلاقیں بیک وقت وقوع کا انکار جمہور سے ہٹ کر اپنا عندیہ (جیسا کہ ابن تیمیہ کی عادت تھی) اسی نے مداخلت فی الدین کا ارتکاب کیا عرصہ تک تو نجدیوں نے اسکی پیروی کی چند سالوں سے نجدی بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ آکر ملے ہیں لیکن غیر مقلدین (وہابی) تاحال ابن تیمیہ سے چمٹے ہوئے ہیں۔ (انوار الباری شرح البخاری از احمد رضا بجنوری تلمیذ انور شاہ کشمیری دیوبندی)

علمائے اہلسنّت احناف نے اپنے مؤقف پر بھرپور دلائل سے ابن تیمیہ اور اسکے ہمنواؤں کا رد کیا متعدد تصانیف و رسائل معرض وجود میں آئے۔

فقیر نے چند مقامات کو دیکھا راحت و مسرت ہوئی اللّٰھم زِدۡ فَزِدۡ بیساختہ زبان سے سرزد ہوا خدا کرے زور قلم ہو اور زیادہ۔

فاضل نوجوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب زِیۡدَ مَجۡدُہٗ نے اس موضوع کو خوب نبھایا قرآن و حدیث مبارکہ کے علاوہ صحابہ کرام و تابعین عظام و مذاہب اربعہ اور جمہور ائمہ علماء کی تصریحات سے مسئلہ کو بہترین انداز میں موثق فرمایا ہے طرفہ یہ کہ خود غیر مُقلِدین کے صنادید سے مسئلہ ہذا کی تائیدات لائے ہیں اور انکے اعتراضات کے جوابات تسلی بخش لکھے ہیں۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ فتاویٰ کی ترتیب مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ نے دی ہے یہ فتاویٰ پر سونے پر سہاگہ کا کام ہو گیا ہے۔

مولیٰ عزوجل مفتی صاحب زِیۡدَ مَجۡدُہٗ اور مُرتّب گرامی سَلّمہٗ کی یہ کاوش قبول فرمائے۔ آمین بجاہ حبیب الکریم الامین ﷺ

مدینے کا بھکاری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان۔ وارد کراچی باب المدینہ، ۲۲ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اس فقیر نے، فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلّمہٗ کی کتاب ''طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم'' کو کہیں کہیں سے پڑھا، جہاں جہاں سے بھی پڑھا تو اسے خوب سے خوب تر پایا، شُستہ اردو، عام فہم زبان، دلائل و براہین کا ایک سیلاب، ہر بات مُدلّل، اصل عبارتوں کی نقل، ہر بات بحوالہ کُتُب، قرآنی آیات کا متن، جہاں احادیث سے استدلال کیا وہاں حدیث کا پورا متن مسئلہ زیر بحث پر جتنے عنوانات ممکن تھے ان پر بحث، تین طلاقوں کو ایک کہنے والوں کا ردِّ بلیغ، ان کے تقریباً تمام شکوک وشبہات جو زیر بحث مسئلہ میں پیدا ہوئے ان کے جوابات، طلاق کے لغوی معنی و اصطلاحی معنی، طلاق کی اقسام، احسن طلاق اور طلاق حسن، طلاق بدعی، نشہ میں طلاق دینے کا حکم، بالجبر طلاق دلوائی گئی اس کا حکم، حلالہ کے متعلق اہم گفتگو، متعہ کے جواز کے قائلین کی سرزنش، مسئلہ زیر بحث پر جید صحابہ کرام وتابعین اور علماءِ ملّت علیہم الرضوان کے اقوال وفتاویٰ اور ان کا عمل اس جیسے کئی نوادرات آپ اس کتاب میں پائیں گے۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ فاضل نوجوان مصنِّف کی ان مسائل پر کافی وشافی گرفت ہے میں سمجھتا ہوں جو لوگ تین طلاقوں کو ایک گردانتے ہیں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ان کو حقیقت کو مان لینے سے گریز نہیں کرنا چاہئے ساتھ ہی ہمارے زمانے کے وہابیہ جو اس مسئلہ میں اہلسنّت کو گمراہ کر رہے ہیں ان کے بھی مُسکِت جوابات اس کتاب میں موجود ہیں۔

میں اپنی بے انتہا مصروفیت کی وجہ سے بالاستعاب تو نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں جہاں سے بھی میں نے پڑھا دل کو ایک طمانیت حاصل ہوئی میری دانست میں جہاں عوام کیلئے یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے اتنی ہی علماء کے لئے بھی مفید ہے اس لیے کہ ماخذ ومراجع اس حُسنِ

وترتیب سے ہیں کہ ہر عالم کو اس کی ضرورت ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، لوگوں کو گمراہی و بے راہ روی سے راہ ہدایت پر آنے کا بھی ثواب مرحمت فرمائے اور موصوف کی عمر و علم میں مزید برکتیں عطا فرمائے

آمین ثم آمین

بجاہ نبیّ الکریم

علیہ وعلی آلہ أفضل الصلوٰۃ والتّسلیم

یکم ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ
۱۴ فروری ۲۰۰۲ء

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری
امیر جماعت اہلسنّت پاکستان، کراچی

تقریظ

سرمایۂ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا مفتی عبد العزیز حنفی مدظلہ العالی

دین اسلام وہ مذہب مہذّب ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات سے متعلق واضح ہدایات وتعلیمات ذکر کیں۔ بنیادی احکام ومسائل بیان فرمائے۔ مہد سے لیکر لحد تک کوئی شعبہ تشنہ نہیں چھوڑا جس میں راہنمائی نہ کی ہو۔ ازدواجی حوالہ سے ایک پہلو میاں بیوی کے باہمی حقوق وتعلقات بڑی اہمیت کے حامل ہیں ان میں اگر توازن قائم نہ ہو تو ناہمواری پیدا ہوجاتی ہے اور تعلقات ناخوشگوار ہوجاتے ہیں اور حالات اس قدر کشیدہ ہوجاتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان طلاق ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل طلاق کی بہت کثرت ہے۔ اس کا اندازہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زید مجدہ سے مختلف اوقات میں دریافت کئے گئے طلاق سے متعلق استفتاء سے بھی ہوتا ہے۔ ہر دار الافتاء میں یہی صورت حال ہے کہ صبح طلاق شام طلاق۔ مُحَشّی مفتی محمد عطاء اللہ زِیْدَ مَجْدُہٗ نے طلاق سے متعلق مسائل کے جو جوابات دیئے ہیں ان کو قرآن واحادیث صحیحہ، اقوال جمہور صحابہ اور مستند فقہاء متقدمین ومتأخرین کے فتاویٰ جات سے مرصّع کیا طرزِ بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ جس سے ہر خاص وعام مستفید ہوسکتا ہے اس رسالہ طلاق کے ذریعہ مسائل طلاق سمجھنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ لوگوں کو آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رسالہ کی قبولیت ومقبولیت اور مُجیب مُصیب کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ ...... ۳۱ مارچ ۲۰۰۲ء

عبد العزیز حنفی غفرلہ

دار الافتاء دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ العالی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ ربِ العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یو م الدین
والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین
و علی الہ الطیّبین الطاھرین و أصحابہ الھادین المھدیّین

اما بعد! فاضل نو جوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلّمہٗ نے مسئلۂ طلاق ثلاثہ (بیک وقت وقوعِ طلاق ثلاثہ) پر بڑی محنت کے ساتھ تحقیقی فتویٰ لکھا ہے اور بھرپور دلائل قاطعہ سے ابن تیمیہ اور انکے متبعین غیر مُقلّدین (وہابیوں) کی اچھی طرح سے خبر لی ہے۔ علماءِ اہلسنّت احناف کے مذہب حقّہ کی حقّانیت کو دلائل سے واضح کیا ہے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور جمہور علماء کی تصریحات سے مسئلۂ طلاق ثلاثہ کو مؤیّد فرمایا ہے اور مخالفین کے باطل مُستدِلات کا دلائل کی روشنی میں جواب باصواب دیا ہے پورا رسالہ ناچیز کی نظر سے گذرا ہے پڑھ کر خوشی اور مسرت ہوئی۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ کے دعائیہ کلمات زبان سے بیخودسرزد ہوئے اور بڑی خوشی کی بات کہ اس رسالہ کے فتاویٰ کی ترتیب حضرت علامہ مولانا محمد عرفان صاحب ضیائی مدظلہ العالی نے دی ہے۔ دعا ہے کہ ربّ کریم جل شانہ بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ مؤلِّف صاحب اور مُرتّب صاحب کو علمی ترقی عطا فرمائے اور مزید دینی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم انوار المدینۃ النعیمیہ
محلّہ غریب آباد ملیر توسیعی کالونی کراچی

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلّی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم و الہ و صحبہ أجمین

اس پرُفتن اور آوارگی کے دور میں کلمہ پڑھنے والے مرد اور عورتیں، گمراہوں کا سہارا لے کر ان پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ شکوک شبہات سے نہیں بچتے۔ اِجماع اور جمہور کے فیصلہ کو پسِ پُشت ڈال کر ایک کمزور ترین اور مجروح راستہ اختیار کرتے ہیں۔ قران کریم کی واضح نُصوص اور احادیث نبویہ کثیرہ اور جمہور بلکہ اجماعِ صحابہ واہلِ بیت کا انکار کر کے عیاشی سے کام لے رہے رہیں۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ بد عملی سے بد مذہبی تک پہنچ رہے ہیں۔ نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ حلال کم اور حرام زیادہ پھیل رہا ہے۔ جوش میں ہوش سے کام نہیں لیتے پھر نادم ہوتے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب ''تعارف ابن تیمیہ'' میں ابن تیمیہ کے منفرادات کا بیان کیا ہے۔ طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا یہ بھی ابن تیمیہ کے منفردات میں سے ہے کہ یہ خوارج کا امام تھا کچھ لوگ اس کی تابعداری کر کے تین طلاق کو ایک قرار دے رہے ہیں۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب زِیدَ رُشدُہٗ کو جنہوں نے طلاق کے مباحث کو تحقیق سے بیان فرمایا ان کی کتابِ لاجواب ''طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم'' میں ''طلاق مکرہ'' کی بحث سرسری نگاہ سے پڑھی اور ''طلاق ثلاثہ'' کی بحث کے اکثر حصہ کو پڑھا، ماشاء اللہ تعالیٰ موتیوں کی لڑیاں ہیں۔ صراطِ مستقیم ہے۔ فنِ حدیث اور اُصولِ حدیث اور جرح قدح کے سمندر میں مفتی صاحب نے غوطہ لگا کر موتی چنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور لوگوں کو حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تیمیوں اور غیر مُقلِدین کے ردّ کے لئے لاجواب تحقیق ہے، حضرت مولانا محمد عرنان صاحب قادری کے لئے بھی تہہ دل سے دعا گو ہوں کہ جن کی مساعیٔ جمیلہ سے حق کی نشر واشاعت ہو رہی ہے۔ جزاهم اللّٰه تعالٰى أحسن الجزاء۔ کثرت مصروفیات اور ذہن پر بوجھ نہ ہوتا تو بہت کچھ لکھتا، تحقیق مزید رقم کرتا۔ فی الحال انہی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام

محمد منظور احمد فیضی[1]

مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ و فیض الاسلام،

احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور، پاکستان

---

[1] (مستفیض از قطب الاقطاب خواجہ فیض محمد شاہ جمالی و والد کریم، غزالیٔ زمان امام کاظمی، قطب مدینہ امام ضیاء الدین مدنی، مفتی احمد یار خان نعیمی، قلندر پیر غلام یاسین شاہ جمالی، مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان، قطب مکہ شیخ سید محمد امین کتبی ﷺ ورحمہم اللہ تعالیٰ وافاض اللہ تعالیٰ علی من فیوضاتہم) اور کلمات شیخ الحدیث مفتی منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے تحریر کردہ ہیں اور حضرت نے جب یہ تقریظ رقم فرمائی اس وقت آپ عالمگیر اسلامی و دینی تحریک دعوت اسلامی کے ادارے "جامعۃ المدینہ" گلستان جوہر، کراچی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ العالی

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّدنا و مولٰنا محمد و علٰی اٰلہ و أصحابہ أجمعین

اسلام ایک عالمگیر و آفاقی مذہب ہے اس لئے اسلام نے استحکام معاشرہ کے لئے نہایت وسیع اقدامات کئے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے بہت جامع تعلیمات پیش فرمائی ہیں۔

مطالعۂ اسلام سے واضح ہوتا ہے استحکام معاشرہ کے لئے لازم ہے کہ معاشرہ کی بنیادی اِکائی یعنی فرد کے حقوق اور فرائض کا تعین کیا جائے اور اس پر باقاعدہ عمل کیا جائے۔

پھر انسان مدنی الطبع ہے لہٰذا وہ مل جُل کر رہے گا تو تب ہی وہ اپنے وظائف صحیح طور پر ادا کر سکے گا اور یقیناً معاشرہ میں سب سے پہلی نظر مدنیت کی آتی ہے تو ایک گھر کا تصوّر ذہن میں اُجاگر ہوتا ہے جس سے قطعاً واضح ہے کہ اسلام کا اصل ہدف جو استحکام معاشرہ ہے یہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک گھر میں مکمل اطمینان کی کیفیت نہ ہو۔

اور گھر میں اطمینان اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گھر کے دونوں بنیادی ارکان میاں و بیوی کے آپس کے معاملات خوشگوار ہونگے اور یہ حالات و معاملات خوشگوار ہونگے احکام اسلامی پر عمل کرنے سے لیکن افسوس کہ تعلیمات دینی سے بے خبری اور دوری کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ اور اس کے اکثر گھر بے چینی کا شکار ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر طلاق کی نوبت آ جاتی ہے اور اسلام کی مقررہ کردہ یہ حدود بازیچۂ اطفال بنتی نظر آتی ہیں بہت ضرورت ہے کہ علماء اسلام اس طرف توجہ فرمائیں تاکہ صحیح اسلامی معاشرہ

کے حقیقی قیام واستحکام کی طرف پیش قدمی ہو سکے۔

زیرنظر کتاب طلاق جیسے اہم مضمون پر مشتمل ہے طلاق آج محض اسکی حقیقت سے بےخبری اوراس کے غلط استعمال کی وجہ سے پریشانی کی صورت اختیار کرگئی ہے۔

کتاب کے ملاحظہ سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب کے مُصنّف حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ ایک انتہائی بالغ نظر عالم دین ہیں جنہوں نے تمام زاویوں پر پوری پوری توجہ مبذول فرما کر حقیقت طلاق اور طلاق کی تمام صورتوں پر مفصّل ومدلّل گفتگوفرمائی ہے اور طلاق کے سلسلہ میں بھی مسلمانوں میں دورِ حاضر میں پائے جانیوالے غیر مُقلِّدین کے ایک فتنہ پر کھل کر ہر اعتبار سے کلام محقق ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ مصنّف حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی ومُرتّب حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی کو جزائے خیر سے نوازے اوراس کتاب کوتمام مسلمانوں کے لئے ذریعہ اصلاح بنائے۔ آمین

فقیر محمد اشفاق احمد غفرلہ

خادم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم

خانیوال

پیشِ لفظ

چند دن ہوئے ہمارے دیرینہ دوست اور ساتھی جناب محمد فاروق صاحب (ناگوری) میرے پاس تشریف لائے مختلف مسائل پر بات چیت جاری تھی دوران گفتگو تین طلاقوں کا مسئلہ زیر بحث آیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ غیر مقلد حضرات کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے عام لوگوں میں عموماً اور ان کی برادری میں خصوصاً بہت غلط طریقے سے جڑ پکڑ رہا ہے چونکہ ان کے علاقے میں غیر مقلد حضرات کچھ زیادہ تعداد میں ہیں اور انہوں نے اپنے مسلک کے پھیلاؤ کیلئے اس مسئلہ کو ایک اہم ذریعہ بنایا ہوا ہے اسلئے ہر وہ شخص کہ جس سے طلاق جیسا فعل سرزد ہو جاتا ہے وہ بعض اوقات تو لاعلمی اور غیر مقلدین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے اور بعض اوقات جان بوجھ کر صرف اور صرف دنیاوی مفاد کے پیش نظر کسی غیر مقلد دارالافتاء سے رجوع کرتا ہے اور کچھ رقم خرچ کر کے تین طلاقوں کو ایک طلاق لکھوالیتا ہے اور اس کے بعد ساری زندگی حرام کاری میں گزارتا ہے۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ "تین طلاقوں کے مسئلہ" پر کسی سنی عالم دین کی کوئی ایسی کتاب شائع ہونی چاہیے کہ جس میں قرآن وحدیث اور آثار صحابہ وسلف صالحین سے اس مسئلہ کی کماحقہ وضاحت ہو تاکہ عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ غیر مقلدین کے دام فریب سے نجات دلائی جائے بلکہ ان کو اس حرام کاری سے بھی بچایا جائے۔

چنانچہ میں نے اس مسئلے پر لکھی گئی علمائے اہلسنّت وجماعت کی کتابوں کو دیکھنا شروع کیا کسی کتاب میں صرف قرآن وحدیث کے ذریعے اس مسئلے کی وضاحت کی گئی تھی تو کسی میں صرف آثار وافعال صحابہ کے ذریعے اپنے موضوع پر دلائل دیے گئے تھے جبکہ وقت کی ضرورت یہ تقاضہ کر رہی تھی کہ کوئی ایسی جامع اور مبسوط تحریر ہو جس میں قرآن وحدیث اور اقوال وافعال صحابہ وتابعین سے اس مسئلہ کی وضاحت ہونے کے ساتھ ساتھ دور حاضر تک کے جمہور علماء کا موقف بیان ہو اور مخالفین کے باطل مستدلات کا کافی شافی جواب بھی موجود ہو۔ نیز اس تحریر میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ہر بات باحوالہ، مدلل اور اتنی آسان پیرائے میں ہو کہ ہر آدمی اس سے کماحقہ استفادہ کر سکے۔

حسن اتفاق سے میری نگاہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب پر پڑی جو کہ ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت جاری شبینہ کلاسوں میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے دارالافتاء کی مسند پر بھی متمکن ہیں موصوف کم سخن، سنجیدہ طبیعت اور انتہائی لگن، خلوص اور محنت سے اپنا کام کرنے والے ایک باعلم و باعمل شخص ہیں میں نے مفتی صاحب قبلہ سے اپنا یہ مسئلہ عرض کیا تو انہوں نے اپنی گوں نا گوں مصروفیات کے باوجود اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر قلم اُٹھانے کی حامی بھر لی۔ میں نے اس کتاب کو ترتیب دیتے وقت ہمارے دارالافتاء سے جاری کیے گئے مفتی صاحب قبلہ کے ہی چند فتاویٰ مثلاً طلاق کے معنی و اقسام، طلاق دینے والے کے اوصاف، نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم، عورت کا نکاح کے وقت اپنے لیے طلاق کا حق حاصل کرنا، زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم، نابالغ، مجنون اور نیند کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم نیز حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ شامل اشاعت کر دیے ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت میں یک گونہ اضافہ ہو گیا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ آج ہمارے ہاتھوں میں تین طلاقوں کے مسئلہ پر ایک ایسی تحریر ہے جو کہ اپنے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا کرے زورِ قلم اور زیادہ ہو۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ العالی اور سرمایہ اہلسنّت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد صاحب نعیمی مدظلہ العالی کی فتاویٰ پر تصدیقات نے اس کتاب کی اہمیت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفتی صاحب قبلہ کے علم میں عمر میں اور عمل میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کو مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط

محمد عرفان قادری ضیائی

ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

طلاق کے متعلق چند فتاویٰ

طلاق کے معنی واقسام

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی ازدواجی زندگی میں نہایت غیر اطمینانی محسوس کررہا ہوں اور جدائی ناگزیر پاتا ہوں، نباہ کی ہر ممکن کوشش کرکے دیکھ لی مگر دوسری جانب سے کوئی خاطر خواہ تعاون نہیں۔ بچے کوئی نہیں، لہٰذا دونوں باہم متفق ہیں کہ معاملہ ختم ہوجانا چاہئیے۔ محترم مفتی صاحب میں آپ کی راہنمائی کا طلبگار ہوں کہ برائے مہربانی مجھ پر بیان فرمائیں کہ طلاق کی حقیقت کیا ہے؟ نیز طلاق دینے کے کون کون سے طریقے ہیں؟ اور ان میں سب سے بہتر کونسا ہے کہ گناہ کا عنصر نہ پایا جائے؟ برائے مہربانی ہماری راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمه تعالى وتقدس

الجواب:

طلاق کے لغوی معنی:

''لسان العرب'' میں ہے:

" التَّطْلِيقُ: التَّخْلِيَةُ، وَ ا لإِرْسَالُ، وَحَلُّ الْعَقْدِ"(١)

یعنی، ترک کردینا اور چھوڑ دینا اور گرہ کھولنا۔

''کتاب الفقہ'' میں طلاق کے لغوی معنی حَلُّ الْقَيْدِ (بیڑی یا بندش کھولنا) ہے۔ چاہے قید حسّی ہو جیسے قَيْدُ الأَسِيْر (قیدی کی بندش) اور قَيْدُ الْفَرَسِ (گھوڑے کی بندش)۔ یا معنوی ہو جیسے قَيْدُ النِّكَاحِ۔(٢)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں، طلاق بمعنی تطلیق ہے جیسے سلام بمعنی

١۔ لسان العرب، المجلد(١٠)، حرف القاف مع الطاء، ص٢٢٩

٢۔ كتاب الفقه على مذاهب الأربعة، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، تعريفه، ص٢٧٨

تسلیم، کہا جاتا ہے:

"طَلَّقَ يُطَلِّقُ تَطْلِيقاً وَطَلَّقَتْ (بِفَتْحِ اللَّامِ) تَطَلَّقَ طَلَاقاً فَهِيَ طَالِقٌ وَطَالِقَةٌ أَيْضاً"۔(٣)

اور لکھتے ہیں:

"هُوَ لُغَةً رَفْعُ القَيْدِ مُطْلَقاً مَأْخُوذٌ مِنْ إِطْلَاقِ الْبَعِيرِ وَهُوَ إِرْسَالٌ مِّنْ عِقَالِهِ"۔(٤)

یعنی، وہ لغت میں مطلقاً قید اُٹھانا ہے جو ''اِطلاق البعیر'' سے ماخوذ ہے اور وہ اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی کو کھولنا ہے۔

طلاق کے اصطلاحی معنی:

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

"وَفِي الشَّرْعِ: رَفْعُ قَيْدِ النِّكَاحِ وَيُقَالُ: حَلُّ عُقْدَةِ التَّزْوِيجِ"۔(٥)

یعنی، شرعاً وہ نکاح کی قید کو اٹھا دینا ہے اور کہا گیا، شادی کی گرہ کھولنا ہے۔

علامہ ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: الفاظِ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا ازروئے مآل نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظِ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ جو صراحۃً یا کنایۃً طلاق پر مشتمل ہوں، اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے قاضی کی تفریق بھی شامل ہے۔ طلاق بائنہ کی وجہ سے نکاح کی قید فی الفور اٹھ جاتی ہے اور طلاق رجعی کی وجہ سے نکاح کی قید ازروئے مآل اٹھ جاتی ہے۔(٦)

٣۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد(١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، ص٢٢٥

٤۔ شرح الکنز للعینی، الجزء (١)، کتاب الطلاق، ص١٣٨

أیضاً عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد(١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، ص٢٢٥

٥۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد(١٤)، کتاب الطلاق، ص٢٢٥

٦۔ البحرالرائق شرح کنز الدقائق، المجلد(٣)، کتاب الطلاق، ص٤١٠

طلاق کن حالات میں دی جائے؟

طلاق صرف اور صرف ناگزیر حالات میں دی جائے کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ شوہر کو اگر بیوی ناپسند ہو پھر بھی اس کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (۷)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنزالایمان)

اور حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ"۔

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ حلال چیزوں میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

عَنْ مَحَارِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا أَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ"۔(۸)

یعنی، حضرت محارب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۷۔ النساء:۴/۱۹۔

۸۔ سنن أبی داوٗد، المجلد(۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۳) فی کراهية الطلاق، ص۳۸۹، الحدیث:۲۱۷۷، ۲۱۷۸۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال فرمایا ہے، ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلامی ہدایات یہ ہیں کہ طلاق صرف اور صرف ان حالات میں دی جائے جب نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے ورنہ شوہر پر لازم ہے کہ اختلاف کی صورت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے۔ طلاق اگر ناگزیر ہو جائے تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر طلاق دے۔

طلاق کی اَقسام:

طلاق کی تین قسمیں ہیں: اَحسَن، حَسَن اور بدعی۔ طلاق دینے والے کو چاہئے کہ وہ طلاق کے اَحسَن طریقہ کو اختیار کرے یا پھر حَسَن کو اور طلاق بدعی سے احتراز کرے اگرچہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے مگر گناہ ہے۔

۱۔ اَحسَن طلاق: اَحسَن طلاق کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مجامعت بھی نہ کی ہو تو ان ایام میں صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے یہاں تک کہ تین حیض گزر جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے کہ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا: جو شخص طلاق دینے کا ارادہ کرے اُسے چاہیے کہ ایک طلاق دے پھر چھوڑ دے کہ عورت تین حیض گذارے۔

اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی روایت کیا ہے آپ نے فرمایا:

اگر لوگ طلاق کی حد کو پہنچ جائیں تو کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے پھر تین ماہواریاں گذارنے تک چھوڑ دے تو وہ اپنی طلاق پر نادم نہیں ہوتا۔

اوران ہی سے مروی ہے کہ ''حضرت ابراہیم نخعی (تابعی) نے بیان کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان (طلاق دینے میں) اس کو مستحب جانتے تھے کہ بیوی کو ایک طلاق دی جائے پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گذر جائے۔(۹)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بھی یہی نقل کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک طلاق دے کر عِدّت گذرنے تک چھوڑ دینے کو مستحب جانتے تھے اور ''مصنَّف ابن ابی شیبہ'' کی مذکورہ بالا روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔(۱۰)

طلاق اَحسَن کے فوائد: جب کوئی شخص طلاق اَحسَن طریقہ پر دیتا ہے تو تین ماہواریوں تک مرد کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو تو اسے بھی اپنے مطالبے پر غور کرنے کا وقت مل جاتا ہے اور عین ممکن ہے کہ عورت اپنا مطالبہ ترک کر دے۔

اگر طلاق کی نوبت عورت کے غلط طرزِ عمل کی وجہ سے آئی ہو تو عورت کو اپنے ازدواجی تعلقات برقرار رکھنے کے لئے اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

عِدّت گذرنے تک مرد کو رجوع کا اختیار رہتا ہے۔

بالفرض مرد دورانِ عِدّت رجوع نہ بھی کرے پھر بھی عدت گذرنے کے ساتھ صرف نکاح ختم ہوتا ہے طلاق مغلّظہ واقع نہیں ہوتی کہ طلاق مغلّظہ کے بعد سوائے حلالہ شرعیہ کے نکاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی جبکہ طلاقِ اَحسَن کی صورت میں عدت کے بعد بھی اگر حالات سازگار ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲۔طلاقِ حَسَن: طلاقِ حَسَن کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے

۹۔ مصنَّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب (١١) الطلاق، باب (٢) ما یستحب من طلاق السنّة کیف هو؟، ص ٥، الحدیث:١ـ٤ـ٥

۱۰۔ الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة علی هامش الهدایة، المجلد(١)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، ص ٣٥٤

پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں پہلی طلاق دے۔ اس کے بعد جب ایک ماہواری گذر جائے تو بغیر مقاربت کئے پاکیزگی کے اس دور میں دوسری طلاق دنے دے پھر جب ایک ماہواری اوز گذر جائے تو بغیر مقاربت کئے پاکیزگی کے اس دور میں تیسری طلاق دے دے، اسے طلاقِ سنّت بھی کہتے ہیں۔

چنانچہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: "طَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا فِي كُلِّ طُهْرٍ تَطْلِيقَةً"۔(۱۱)

یعنی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلاق سنّت یہ ہے کہ مرد عورت کو ہر طُہر (پاکیزگی کے زمانہ) میں ایک طلاق دے۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے حدیث شریف نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا سنّت یہ ہے کہ جب ماہواری سے پاکیزگی کا دَور آئے تو ہر ماہواری کے بعد پاکیزگی کے دَور میں ایک طلاق دے۔(۱۲)

اور طلاق اس طُہر (پاکی کے زمانے) میں ہو جس میں مقاربت نہ کی ہو چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ لکھتے ہیں:

"وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِراً مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ"

یعنی، اور طلاق سنّت یہ ہے کہ طلاق طُہر میں بغیر جماع کے دی جائے۔

اور امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا:

۱۱۔ السنن الکبری للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۳) الإختيار للزوج أن لايطلّق إلا واحدة، ص۵۴۳، الحديث:۱۴۹۴۷

۱۲۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية على هامش الهداية، المجلد(۱)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص۳۵۵،

"إِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمُسَّ"۔(۱۳)

یعنی، اگر وہ طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے۔

اسی طرح امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا جب اس کی بیوی ماہواری سے پاک ہو جائے تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس پاکیزگی کی مدت میں اس سے مقاربت نہ کی ہو۔(۱٤)

اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: "مَنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَ السُّنَّةَ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ، فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ" (۱٥)

یعنی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص سنّت کے مطابق جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے طلاق دینا چاہے اسے چاہئے کہ پاکیزگی کے ایام میں جماع کئے بغیر طلاق دے۔

اور امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللّٰه أنّه قال: "طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيقَةٌ وَ هِيَ طَاهِرٌ فِيْ غَيْرِ جِمَاعٍ فَإِذَا حَاضَتْ وَ طَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرٰى، فَإِذَا حَاضَتْ وَ طَهُرَتْ طَلَّقَهَا أُخْرٰى الخ" (۱٦)

یعنی، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: طلاق

۱۳۔ صحیح البخاری، المجلد(۳)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (۱) قول اللّٰه الخ، ص ٤١٠، الحدیث: ٥٢٥١

١٤۔ صحیح مسلم، المجلد(٥)، الجزء (١٠)، کتاب (١٨) الطلاق، ص ٥٤، الحدیث: ٢(١٤٧١)

١٥۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٢) وجه الطلاق الخ، ص ٢٣٧، الحدیث: ١٠٩٧٢

١٦۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد (٣)، کتاب (٤٤) الطلاق، باب (٢)، طلاق السنّة، ص ٣٤٢، الحدیث: ٥٥٨٧/١

سنّت وہ طلاق ہے جو (اس وقت) جب کہ عورت حیض سے پاک ہو بغیر جماع کے دی جائے، پھر جب وہ حیض والی ہو اور پاک ہو تو اُسے دوسری طلاق دی، پھر جب وہ حیض والی ہو اور حیض سے پاک ہو تو اُسے (تیسری) طلاق دے۔ الخ

امام احمد بن حنبل(۱۷) اور ان سے سے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ(۱۸) روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا:

فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُفَارِقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا، أَوْ لِيُمْسِكْهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أُمِرَ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ"

یعنی، پس جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اُسے ہمبستری کرنے سے قبل جُدا کر دے یا چاہئے کہ روک لے، پس یہی عِدّت کے عورتوں کو اسی پر طلاق دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس حدیث کے بارے میں عبد المعطی قلعجی لکھتے ہیں:

و اسناده صحيح (۱۹)

یعنی، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

اور امام احمد(۲۰) سے دوسری روایت ہے کہ جسے علامہ ابن کثیر(۲۱) نے نقل کیا:

"فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا حِينَ تَطْهُرُ قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ"

۱۷۔ المسند: ۱۰۲،٥٤/٢

۱۸۔ جامع المسانيد و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبدالله بن عمر رضى الله عنهما، (۲٤۳) نافع أبو عبدالله المدنى مولى ابن عمر عنه، ص١١٦، ١٢٥، الحديث: ١٦٦٩، ١٦٩٧

۱۹۔ تحقيق جامع المسانيد و السنن ١١٦/٢٩

۲۰۔ المسند: ١٦٤/٢

۲۱۔ جامع المسانيد و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبدالله بن عمر رضى الله عنهما، (۲٤۳) نافع عنه، ص ۲۲۱، الحديث: ۱۹۹۸

یعنی، پس اگر وہ چاہے تو جب وہ ماہواری سے پاک ہو تو ہمبستری
کرنے سے قبل اُسے طلاق دے دے، پس یہی وہ وقت ہے جس
میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

طلاق حَسَن کے فوائد: اگر کوئی شخص حَسَن طریقہ پر طلاق دیتا ہے تو اسے تیسری طلاق دینے تک اپنے فیصلہ پر غور و فکر کا موقع میسر آتا ہے۔

اگر خامی مرد کی طرف سے ہوگی تو اتنے عرصے میں دوسری یا تیسری طلاق سے پہلے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائیگا اور وہ ازدواجی تعلقات منقطع کرنے سے باز رہے گا۔ اور مطالبہ اگر عورت کی طرف سے ہو تو اسے اپنا مطالبہ ترک کرنے کے لئے سوچ و بچار اور اپنے رشتہ داروں سے مشورے کا موقع ملتا ہے۔

طلاق کی وجہ اگر عورت کا غلط طرزِ عمل ہو تو اسے اتنے عرصے میں اپنے طرزِ عمل کو درست کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ عورت اگر ازدواجی تعلقات کو بچانا چاہتی ہو تو ہر صورت میں وہ پہلی یا دوسری طلاق کے بعد اپنے طرز عمل کو درست کر لے گی یا اس کے ماں، باپ، بہن، بھائی اس پر دباؤ ڈال کر تبدیلی پر آمادہ کرلیں گے۔

مرد جب پہلی طلاق دے گا اور ماہواری کے وقفے کے بعد دوسری طلاق دے گا تو عورت کو یقین ہو جائے گا کہ میرے شوہر نے پہلی طلاق کے بعد اگر دوسری طلاق بھی دے دی تو وہ تیسری طلاق دینے سے بھی باز نہیں آئے گا اگر وہ اپنے گھر کو آباد رکھنا چاہتی ہوگی تو اپنی رَوِش درست کر لے گی۔

۳۔ طلاق بدعی: اس کی چند صورتیں ہیں:

پہلی صورت: ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دینا:

ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دینا خواہ ایک ساتھ ہوں جیسے تم کو تین طلاقیں دیں یا کلماتِ مُتعدّدہ کے ساتھ ہوں جیسے تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی، تم کو طلاق دی۔

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میرے سامنے اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جارہا ہے؟'' حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی، یارسول اللہ! میں اسے قتل نہ کردوں۔(۲۲)

اور امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۲۳)، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ (۲٤) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۲٥) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ایک ایسا شخص آیا جس نے غصہ میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا فرمادیتا ہے''، اور بے شک تُو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جُدا ہوگئی۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری مُتوفّٰی ۲۶۱ھ نے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا! اگر تم نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تجھے طلاق دینے کا جس طریقہ سے حکم دیا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جُدا ہوگئی۔(۲٦)

۲۲۔ سنن النسائی، المجلد(۳)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (٦) الثلاث المجموعة الخ، ص١٤٢، ١٤٣، الحدیث:٣٣٩٨

۲۳۔ سنن أبی داود، المجلد(۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱۰) بقیة نسخ المراجعة الخ، ص٤٤٩، الحدیث:٢١٩٧

۲٤۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، الحدیث:٣٨٨٢، ٣٩٨٩، ص١٠-١١-٣٢

۲٥۔ السنن الکبری للبیهقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۱۳) الإختیار للزوج أن لایطلّق إلا واحدةً، ص٥٤٢، الحدیث:١٤٩٤٤

۲٦۔ صحیح مسلم، المجلد(٥)، الجزء(١٠)، کتاب (١٨) الطلاق، باب (١) تحریم طلاق الحائض الخ، ص٥٥، الحدیث: ٤-(١٤٧١)

لہٰذا بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے اگر چہ واقع ہو جاتی ہیں۔

دوسری صورت: عورت کے ماہواری یا خونِ ولادت کے ایام میں طلاق دینا:

ماہواری کے ایام میں طلاق دینا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾(۲۷)

ترجمہ: اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو۔ (کنز الایمان)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے عہدِ رسالت ﷺ میں اپنی بیوی کو ماہواری کی حالت میں ایک طلاق دی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس طلاق سے رجوع کریں پھر ماہواری ختم ہونے تک بیوی کو رکھیں پھر جب وہ ماہواری سے پاک ہو جائے تو ایک حیض گذرنے تک اُسے مہلت دیں اور جب وہ اس دوسری ماہواری سے پاک ہو جائے اور وہ اس کو طلاق دینا چاہیں تو ماہواری سے پاکیزگی کے اُس دَور میں طلاق دیں بشرطیکہ پاکیزگی کے اِس دَور میں بیوی سے مجامعت نہ کی ہو اور یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینا کا حکم دیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے عبید اللہ کہتے ہیں میں نے نافع سے پوچھا جو طلاق دی گئی تھی اس کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا اس طلاق کو شمار کیا گیا۔(۲۸)

اور یہی سوال حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی کیا گیا، چنانچہ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۲۹) روایت کرتے ہیں اور اُن سے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۳۰) نقل

۲۷۔ الطلاق: ۱/۶۵

۲۸۔ صحیح مسلم، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱) تحریم طلاق الحائض، ص ۵۴، الحدیث: ۲ (۱۴۷۱)

۲۹۔ المسند، المجلد (۲)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ص ۱۲۸

۳۰۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۸)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، أنس بن سیرین، أبو حمزہ الأنصاری، عنہ، ص ۴۲۔۴۳، الحدیث: ۲۹

کرتے ہیں کہ یہی سوال انس بن سیرین نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

وَ مَالِیَ لَا أَعْتَدُّ بِهَا

یعنی، مجھے کیا ہوا کہ حالت حیض میں دی گئی طلاق شمار نہ کرتا۔

شیخ احمد بن احمد المختار الجکنی الشنقیطی لکھتے ہیں کہ دارقطنی کی شعبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ (ابن عمر کی حالت حیض میں دی ہوئی) طلاق شمار کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' اور لکھتے ہیں کہ اس روایت کے راوی شعبہ تک ثقات ہیں۔ (مواهب الجليل: ۳/۱۴۲۔۱۴۳)

تیسری صورت: پاکیزگی کے جن ایام میں مجامعت کی ہو ان ایام میں طلاق دینا:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''اگر تو طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے''۔ (۳۱)

لہٰذا پاکیزگی کے جس دور میں مجامعت کی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے۔

طلاق بدعی کے نقصانات: تیسری طلاق آخری حد ہے۔ اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں رہتی اس لئے تیسری طلاق دینے سے قبل غور و فکر کرنے کا موقع اَحسن اور حَسن طریقہ پر طلاق دینے کی صورت میں میسر آتا ہے۔ بیک کلمہ یا بیک وقت یا بیک مجلس یا بیک طُہر تینوں طلاقیں دینے میں یہ موقع نہیں ملتا پھر سوائے ندامت، پشیمانی و پریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسی لئے بکثرت احادیث و آثار میں اس طرح تین طلاقیں دینے کو معصیّت اور گناہ فرمایا گیا ہے اور اس طرح طلاق دے کر بندہ معصیّت کا مُرتکب ہوتا ہے۔

۳۱۔ صحيح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۱) قول الله ﷻ الخ، ص ۴۱۰، الحديث: ۵۲۵۱

طلاقِ بدعی گناہ ہے:

اور طلاقِ بدعی دینا گناہ ہے اور دینے والا گنہگار ہوتا ہے چاہے تینوں صورتوں میں سے کسی صورت پر بھی دے۔ لہٰذا اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو اَحسَن یا حَسَن طریقہ پر دی جائے یہی دو طریقے جواز کے ہیں اور تیسرا طریقہ (طلاقِ بدعی) عدم جواز کا ہے اگرچہ اس طریقہ پر دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ
الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق دینے والے کے اَوصاف

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طلاق دینے والے میں کن اَوصاف کا پایا جانا ضروری ہے کہ اس کی طلاق واقع ہو سکے؟ بینوا وتوجروا عند اللہ

باسمہ تعالی وتقدس

الجواب:

طلاق دینے والے کا عاقل و بالغ ہونا ضروری ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

"و یقع طلاق کل زوج إذا کان عاقلاً بالغاً"۔(۳۲)

یعنی، ہر شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ وہ عاقل بالغ ہو۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا

۳۲۔ الهداية، المجلد (۱۔۲)، الجزء (۱)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۲۵۰

طَلَاقُ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلٰى عَقْلِهِ"۔(۳۳)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر طلاق واقع ہے سوائے بوہرے کی طلاق کے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ: "وَ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوهِ"۔(۳٤)

یعنی، حضرت علی ﷺ نے فرمایا: "ہر طلاق واقع ہے سوائے معتوہ (یعنی بوہرے) کی طلاق کے"۔

شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ"۔(۳۵)

یعنی، ہر طلاق واقع ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔

اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین اشخاص مرفوع القلم ہیں ایک سویا ہوا شخص جب تک نہ جاگے مرفوع القلم ہے، دوسرا بچہ جب تک بالغ نہ ہو مرفوع القلم ہے، اور مجنون جب تک اسے جنون سے اِفاقہ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے"۔(۳٦)

لہٰذا معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کے لئے دو وصفوں عقل اور بلوغ کا اکٹھا پایا جانا ضروری ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

۳۳۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوہ، ص ٤٤ ۲، الحدیث: ۱۱۹۱

۳٤۔ صحیح البخاری، المجلد (۳)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (۱۱) الطلاق فی الأغلاق الخ، ص ٤١٦

۳۵۔ الهدایة، المجلد (۱۔۲)، الجزء (۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص ۲۵۰

۳٦۔ سنن ابن ماجة، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۵) طلاق المعتوہ والصغیر و النائم، ص ٥١٦، الحدیث: ۲۰٤۱

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نشہ والے کی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ واقع نہیں ہوتی کیونکہ حالتِ نشہ میں جب نماز نہیں ہوتی تو طلاق کیسے ہوگی؟ اور بعض لوگ حضرت ماعز بن مالک کے واقعہ سے دلیل لیتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بینوا و توجروا عند اللّٰہ

باسمہ تعالٰی وتقدس

الجواب:

"نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہوجائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے، افیون کی پینک میں طلاق دے دی تو بھی واقع ہوجائے گی"۔(۳۷)

حدیث شریف میں ہے:

"ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، هَزْلُهُنَّ جِدٌّ، النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ"۔(۳۸)

۳۷۔ بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، احکام فقہیہ، ص۸

۳۸۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۹) ماجاء فی الجدّ والهزل، ص۴۰۲، الحدیث:۱۱۸۴

أیضاً سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۹) فی الطلاق علی الهزل، ص۴۴۷، الحدیث:۲۱۹۴

أیضاً سنن ابن ماجة، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۳) من طلّق أو نكح أو راجع لاعباً، ص۵۱۵

أیضاً سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (٤)، کتاب الطلاق، ص۱۳، الحدیث:۳۸۹۵

یعنی، تین چیزیں ہیں جن کا سچ تو سچ ہے جھوٹ بھی سچ ہے، نکاح، طلاق اور رجوع کرنا۔

اور حدیث شریف میں ہے:

"كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ"۔(۳۹)

یعنی، ہر (شوہر کی) طلاق واقع ہے سوائے اس بوہرے کی طلاق کے جس کی عقل پر بوہرہ پن غالب ہو۔

اور حدیث شریف میں ہے:

"كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ"۔(۴۰)

یعنی، ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

صحابہ وتابعین کے نزدیک سکران کی طلاق کا حکم:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے کہ:-

☆ مجاہد نے کہا سکران (نشہ میں مست) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

☆ حسن اور محمد نے کہا نشہ والے کی طلاق واقع ہوتی ہے اور اس کی پیٹھ پر مارا جائے۔

☆ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز سکران (نشہ والے) کی طلاق کو جائز قرار دیتے اور اسے کوڑے مارتے۔

☆ ابراہیم نخعی نے فرمایا نشہ والے کی طلاق جائز ہے۔

☆ میمون بن مہران نے فرمایا اس کی طلاق جائز ہے۔

☆ حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا اس کی طلاق واقع ہے۔

۳۹۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوہ، ص ۲۴۴، الحدیث: ۱۱۹۱

۴۰۔ الهداية، المجلد (۱۔۲)، الجزء (۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص ۲۵۰

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نشہ والے کی طلاق کو جائز قرار دیا۔

☆ امام زہری نے فرمایا نشہ والا جب طلاق دے یا غلام آزاد کرے تو طلاق ہو جائے گی اور غلام آزاد ہو جائے گا اور اس پر حد قائم کی جائے گی۔

☆ شعبی نے فرمایا سکران کی طلاق جائز ہے اور اس کی پیٹھ پر حد لگے گی۔

☆ حَکَم نے کہا جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کے نشہ میں طلاق دے تو اس کی طلاق کچھ نہیں اور جو شیطانی نشہ میں طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

☆ قاضی شریح فرماتے ہیں سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔(٤١)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں مجاہد اس طرف گئے کہ سکران (نشے والے) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح محمد، حسن، سعید ابن المُسیَّب، ابراہیم بن یزید نخعی، میمون بن مہران، حمید بن عبد الرحمٰن، سلیمان بن یسار، شعبی، سالم بن عبداللہ، اوزاعی اور ثوری نے بھی یہی کہا کہ سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔(٤٢)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ روایت کرتے ہیں امام مالک نے بیان کیا کہ حضرت سعید ابن المُسیَّب اور سلیمان بن یسار سے سکران (نشہ والے) کی طلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو دونوں نے فرمایا: سکران (نشہ والا) جب طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر وہ قتل کر دے تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا اور امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

اسی طرح امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم سے روایت کیا تو انہوں نے فرمایا: سکران (نشہ والے) کی طلاق وعتاق (غلام

٤١۔ مصنَّف ابن أبی شیبة، المجلد (٤)، کتاب (١١) الطلاق، باب (٣٤) من أجاز طلاق السکران، ص ٣٠۔٣١، الحدیث: ١۔٣۔٤۔٥۔٦۔٨۔٩۔١٠۔١٣۔١٤۔١٥۔١٦

٤٢۔ عمدة القاری، المجلد (١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (١١) الطلاق فی الأغلاق الخ، ص ٢٥٩

آزاد کرنا) دونوں واقع ہوتے ہیں۔

اور فرمایا: امام حسن بصری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: سکران (نشے والے) کی طلاق وعتاق (آزادی) دونوں واقع ہوتے ہیں۔(٤٣)

پہلا باطل استدلال اور اس کا ابطال:

اور قرآن کی اس آیہ کریمہ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی﴾ سے بھی استدلال باطل ہے کیونکہ خطاب کا حالتِ سکر (نشہ) میں ہونا ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کا حالتِ سکر (نشہ) میں امر اور نہی سے خطاب فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ باری تعالیٰ نے اسے قائم العقل کے مثل اعتبار کیا ہے ورنہ عدیم العقل کو خطاب نہیں کیا جاتا۔لہٰذا ہم بھی سکران (نشے والے) کو حالتِ سکر (نشہ) میں قائم العقل اعتبار کر کے وقوعِ طلاق کا حکم لگاتے ہیں۔

دوسرا باطل استدلال اور اس کا ابطال:

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال قابلِ قبول نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے تو حدِ زنا کو ساقط کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ شاید تو نے شراب پی ہے اور نشے میں زنا کا اقرار کر رہا ہے کیونکہ حد، شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔

چنانچہ امام ابوبکر بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں:

فبيّن في هذا أنه قصد إسقاط إقراره بالسكر كما قصد إسقاط إقراره بالجنون، فدلّ أن لا حكم لقوله: ومن قال بالأول أجاب عنه بأن ذلك كان في حدود الله تعالى التي تدرأ بالشبهات والله أعلم۔(٤٤)

٤٣۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد (٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب (٣٤) من قال يجوّز طلاق السكران الخ، ص٥٨٩، الحديث:١٥١١٢

٤٤۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد (٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب (٣٥) من قال لايجوّز طلاق السكران، ص ٥٩٠، الحديث:١٥١١٣

یعنی، اس حدیث میں تو یہ بیان ہے کہ نبی ﷺ نے سکر (نشہ) سے
ان کے اقرار کو ساقط کرنے کا قصد فرمایا جیسا کہ جنون سے اُسے
ساقط کرنے کا قصد فرمایا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے قول
پر حکم نہیں لگے گا اور جس نے پہلی بات کہی (یعنی حضرت ماعز کی
حدیث سے ثابت ہوا کہ نشہ والے کی طلاق نہیں ہوتی) تو اسے
جواب دیا جائے گا کہ وہ (نشہ والے کے قول کا اعتبار نہ کرنا)
حدود اللہ میں تھا جو کہ شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا نشہ والے کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زبردستی دلوائی گئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر واقع ہو جاتی ہے تو مخالفین کے ان دلائل کا کیا جواب ہوگا کہ حالتِ اِکراہ (جبر) میں مُکرَہ (مجبور) سے اختیار سلب ہو جاتا ہے اس لئے اس کا طلاق دینا اپنے اختیار و رضا سے نہیں ہوتا تو وہ طلاق بھی معتبر نہیں ہوتی دوسرا نبی ﷺ کا ارشاد ہے میری امت سے خطاء اور بھول چوک اور اس چیز کو اٹھا لیا گیا ہے جو ان سے زبردستی کرائی جائے۔ اسی طرح حدیث ہے ''لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ غَلَاقٍ'' (طلاق اور عتاق حالتِ اِکراہ میں واقع نہیں ہوتے) کا کیا مفہوم ہے......؟ بینوا بالبرھان وتوجروا عند الرحمن

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

مُکرَہ (یعنی جس پر زبردستی کی گئی ہو اس کی) کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

چنانچہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ (۴۵)، امام ابو داود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۴۶)، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ (۴۷) اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ (۴۸) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلنِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ"

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کا سچ تو سچ ہے جھوٹ بھی سچ ہے۔ نکاح، طلاق اور رجعت۔

جبراً طلاق دلوانے کا واقعہ اور نبی ﷺ کا فیصلہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۴۹) نے عقیلی سے، امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ (۵۰) نے امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن عمران بیان کرتے ہیں کہ

۴۵۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق واللعان، باب (۹) ماجاء فی الجدّ والهزل فی الطلاق، ص ۲۴۰، الحدیث: ۱۱۸٤

۴۶۔ سنن أبی داود، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۹) فی الطلاق علی الهزل، ص۴۴۷، الحدیث: ۲۱۹٤

۴۷۔ سنن ابن ماجة، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۳) من طلّق أو نکح أو راجع لاعباً، ص۵۰۵، الحدیث: ۲۰۳۹

۴۸۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (٤)، کتاب الطلاق، ص۱۳، الحدیث: ۳۸۹۵

۴۹۔ الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة علی هامش الهدایة، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص۳۵۸

۵۰۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص ۳٤٤

أَنَّ رَجُلاً كَانَ نَائِماً، فَقَامَتِ امْرَأَتُهُ، فَأَخَذَتْ سِكِّيناً، فَجَلَسَتْ عَلىٰ صَدْرِهِ، فَقَالَتْ لَتُطَلِّقُنِيْ ثَلَاثاً أَوْ لَأُذْبِحُنَّكَ فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "لَاقَيْلُوْلَةَ فِي الطَّلَاقِ"۔

یعنی، ایک شخص سورہا تھا تو اس کی بیوی اٹھی اور ہاتھ میں چھری لے کر اس کے سینے پر بیٹھ گئی، کہنے لگی مجھے تین طلاقیں دے ورنہ میں تجھے ذبح کردوں گی تو اس شخص نے تین طلاقیں دے دیں، پھر اس نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا طلاق میں قیلولہ نہیں ہے۔

جبراً طلاق دلوانے کا واقعہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

امام ابوبکر احمد ابن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے جبراً اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس نے تین طلاقیں دے دیں فَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلىٰ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: فَأَبَانَهَا مِنْهُ۔ (۵۱)

یعنی، تو یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس شخص کی بیوی اس سے جدا کردی۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ روایت نقل کرتے ہیں:

وَرُوِيَ أَيْضاً عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: "أَرْبَعٌ مُبْهَمَاتٌ مُقْفَلَاتٌ لَيْسَ فِيهِنَّ رَدٌّ، النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ وَالصَّدَقَةُ"۔(۵۲)

یعنی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا چار مُبہمات مُقفّلات ہیں جن میں ردّ نہیں ہوتا، وہ چار یہ ہیں

۵۱۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب (۳۱) ماجاء فی طلاق المکره، ص۵۸۶، الحدیث: ۱۵۱۰۰

۵۲۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص۳۴۴

نکاح، طلاق، عتاق (غلام آزاد کرنا) اور صدقہ۔

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے اسی واقعہ میں عمرو بن شراحیل سے روایت کیا کہ

فَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلَىٰ عُمَرَ: فَأَمْضَىٰ طَلَاقَهَا، وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ، وَ كَذَا عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ۔(۵۳)

یعنی، یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا تو آپ نے انہیں نافذ فرمادیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل مروی ہے، اسی طرح عمر بن عبد العزیز سے۔

حضرت ابن عمر کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ مُکْرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے۔(۵۴)

تابعین عظام کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ ہشیم بن یسار نے امام شعبی تابعی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ مُکْرَہ (مجبور) کی طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے، آپ نے فرمایا وہ مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں، اور ابراہیم نخعی تابعی نے فرمایا: مُکْرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہوتی ہے، اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المُسَیَّب مُکْرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز قرار دیتے تھے، قاضی شریح تابعی نے مُکْرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز قرار دیا ہے اور

۵۳۔ عمدة القاری، المجلد (٤ أ)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (١١) الطلاق فی الأغلاق والکرہ الخ، ص٢٥٩

٥٤۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية على هامش الهداية، المجلد (٢)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص٣٥٨

ابو قلابہ تابعی نے مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز (یعنی اقع) قرار دیا ہے۔(٥٥)

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ تابعین میں امام شعبی، ابو قلابہ بھی مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے۔(٥٦)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: ابن حزم نے کہا امام زہری، قتادہ، اور سعید بن جبیر کے نزدیک مُکرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور یہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔(٥٧)

مُحقِّق عَلَی الِاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں: مُکرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور امام شعبی، نخعی اور ثوری نے بھی یہی کہا۔(٥٨)

ایک باطل استدلال اور اس کا ابطال:

حالتِ اِکراہ (جبر) میں دی گئی طلاق کے عدم وقوع کے قائل کہتے ہیں کہ اِکراہ (جبر) اس اختیار کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوتا جو (اختیار) تصرُّف شرعی میں معتبر ہوتا ہے بخلاف ہازل کے کیونکہ وہ طلاق بولنے میں مختار ہوتا ہے اور اس کے حکم پر راضی نہیں ہوتا، اس کے جواب میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح مُکرَہ (مجبور) طلاق بولنے میں کامل اختیار فی السبب کے ساتھ مختار ہے مگر وہ حکم پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ اس نے دو برائیوں کو پہچانا ہے (یعنی ایک جان کا ضرر اور دوسری برائی بیوی کی جدائی) ان دونوں میں سے آسان کو اس نے اختیار کیا (یعنی جان بچائی اور بیوی چھوڑ دی) الخ(٥٩)

٥٥۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد (٤)، کتاب (١١) الطلاق، باب (٤٨) من یریٰ طلاق المکره جائزاً، ص٣٩، الحدیث: ١۔٢۔٤۔٥۔٦

٥٦۔ الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة علی هامش الهدایة، المجلد (٢)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص٣٥٨

٥٧۔ عمدة القاری، المجلد (١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (١١) الطلاق فی الأغلاق، ص٢٥٩

٥٨۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (٣)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص٣٤٤

٥٩۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (٣)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص٣٤

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں

وھذا اٰیۃ القصد والإختیار إلا أنہ غیر راضٍ بحکمہ وذلك غیر مخلّ کالھزل(٦٠)

یعنی، یہ مُکرَہ (مجبور) کے قصد اور اختیار کی دلیل ہے (یعنی اس نے قصداً اپنے اختیار کے ساتھ طلاق دی) مگر (فرق اتنا ہے کہ) وہ اس کے حکم (یعنی بیوی کی جدائی) پر راضی نہیں اور راضی نہ ہونا کچھ واقع ہونے کو مُخل نہیں جیسے ہزل☆ کرنے والا۔

تو معلوم ہوا اِکْرَاہ (جبر) میں مُکرَہ (مجبور) کا اختیار سلب نہیں ہوتا (یعنی نہیں چھنتا) کیونکہ وہ دو برائیوں میں سے زیادہ آسان کو اختیار کرتا ہے یہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا اختیار سلب نہیں ہوا۔

طَائِع اور مُکرَہ میں فرق:

طَائِع اور مُکرَہ میں فرق صرف یہ ہے کہ طائع (راضی) طلاق کا قصد کرتا ہے تو اس کا مقصود اور ہوتا ہے اور باعث اور، یعنی اس کا مقصود جدائی ہوتا ہے اور باعث وہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس اِقدام تک پہنچتا ہے اور مُکرَہ (مجبور) جو طلاق کا قصد کرتا ہے۔ اس کا مقصود جان بچانا ہوتا ہے اور باعث اِکْرَاہ (جبر) ہوتا ہے۔ بہرحال قصدِ طلاق دونوں سے پایا جاتا ہے دونوں قصداً طلاق دیتے ہیں اسی لئے دونوں کی طلاق

٦٠۔ الھدایۃ، المجلد (١)، الجزء (٢)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّۃ، فصل، ص ٢٥٠

☆ ہزل عوارض مکتسبہ (کمائے ہوئے) میں سے ہے ہَزْل، جِدّ کی ضد ہے اس کے لغوی معنی لعب و عبث کے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں ہزل اسے کہتے ہیں کہ لفظ سے نہ اس کے معنی موضوع لہ مراد ہوں اور نہ معنی غیر موضوع لہ، بلکہ اس سے مذاق اور تمسخر مقصود ہو چنانچہ صاحبِ حسامی لکھتے ہیں ہزل کی تفسیر لعب (کھیل) ہے اور وہ یہ ہے کہ شے سے اس کا غیر موضوع لہ کو مراد لیا جائے اسی کے تحت صاحب النامی نے لکھا کہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ہزل اسے کہتے ہیں کہ لفظ سے نہ اس کے حقیقی معنی مراد ہوں اور نہ مجازی (حسامی مع النامی، جلد(٢)، باب القیاس، فصل فی العوارض المکتسبہ بحث الھزل، ص ١٢٥، مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ، ملتان) (مرتّب)

واقع ہو جاتی ہے۔

اور طلاق طوعاً و کرھاً (یعنی برضا اور بلا رضا) برابر ہے جیسے یمین (قسم) طوعاً و کرہاً برابر ہوتی ہے اور جبراً طلاق کے حکم کی نفی میں اثر نہیں کرتا جیسے یمین (قسم) کے حکم کی نفی میں اثر نہیں کرتا۔

طلاق بخوشی دی جائے یا بخوشی نہ دی جائے، برضاء دی جائے یا بغیر رضاء کے دی جائے، واقع ہو جائے گی۔ ہازل بھی تو وقوع طلاق پر راضی نہیں ہوتا پھر بھی اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقوعِ طلاق میں رضا کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مخالفین کی پیش کردہ احادیث کا جواب:

(۱) مخالفین کی پیش کردہ پہلی حدیث کے جواب میں امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے لئے عموم نہیں تو ایسا حکم جو احکام دنیوی اور احکام اُخروی دونوں کو شامل ہو مراد لینا جائز نہیں یا تو حکم دنیوی مراد ہوگا یا حکم اُخروی تو بالاجماع حکم اُخروی مراد ہے اور وہ (اُخروی حکم) مُواخذہ ہے۔(۶۱)

تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ میری امت سے جو کام خطاءً یا بھول سے ہو جائے یا ان سے زبردستی کرایا جائے تو آخرت میں اُن سے اِس پر مُواخذہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم اس سے حکم دنیوی مراد لیں تو مراد یہ ہوگی کہ اگر کوئی خطاءً یا بھولے سے طلاق دے دے تو واقع نہیں ہوگی یا اگر کوئی خطاءً یا بھولے سے کسی کو قتل کر دے تو اس پر مُواخذہ نہ ہوگا یا اگر کوئی خطاءً یا بھولے سے شراب پی لے تو اس پر حد نہیں لگے گی حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حالتِ اِکْراہ (جبر) میں اپنی منکوحہ کی ماں سے وطی (جماع) کر لے تو واطی (جماع کرنے والے) پر منکوحہ اور اس کی ماں دونوں حرام ہو جاتی ہیں جب ان صورتوں میں اِکْراہ (جبر) ترتُّبِ احکام کو مانع نہیں تو وقوع طلاق کو بھی مانع نہیں۔

۶۱۔ فتح القدیر شرح الهداية، المجلد (۳)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص ۳٤٤

لہٰذا اس حدیث شریف سے مراد حکم اُخروی ہی متعین ہوگا اور وہ مُواخذہ ہے۔

(۲) مخالفین کی پیش کردہ دوسری حدیث ''لَا طَلَاقَ فِیْ أَغْلَاقٍ ''یعنی اَغلاق میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اَغلاق کا معنیٰ اِکْرَاہ (جبر) کیا ہے جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ اس حدیث شریف میں امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے اَغلاق کی تفسیر غضب کے ساتھ کی ہے۔ اور حدیث جس باب کے تحت ذکر کی اس کا نام رکھا ہے ''باب فی الطلاق علی غیظ ''یعنی حالت غیظ میں طلاق دینے کے بیان میں باب(٦٢) اسی طرح "نصب الراية" (٢٩٧/٣) میں ہے۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے ''اَغلاق'' اور ''اِکْرَاہ'' کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔(٦٣)

یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ ''اَغلاق'' کا معنیٰ ''اِکْرَاہ'' (جبر) نہیں ہے۔

اور امام ابوعبداللہ فضل اللہ بن الحسن التورپشتی متوفی ٦٦١ھ لکھتے ہیں: میں نے بعض اہلِ علم کو پایا کہ وہ ''اِغلاق'' کی تفسیر ''غضب'' کرتے ہیں اور ''اَغلاق'' کی وہ تفسیر جو اس سے پہلے گزری وہ اس تفسیر سے زیادہ درست نہیں ہے۔(٦٤)

اور علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں کہ معنیٰ اسی وقت درست ہو سکتے ہیں جب ہم ''اَغلاق'' کی تفسیر ''غضب'' سے کریں جیسا کہ امام ابوداؤد نے کی ہے اور غضب میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ اس حالت (یعنی غصہ کی حالت) میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔(٦٥)

تو اَغلاق کا معنیٰ غیظ و غضب ہوگا اور جمہور کے نزدیک حالت غیظ و غضب میں

٦٢۔ سنن أبی داود، المجلد (١)، کتاب الطلاق، باب فی طلاق علی غیظ، ص٢٩٨ أیچ، أیم سعید

٦٣۔ صحیح البخاری، المجلد (٣)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (١١) الطلاق فی الأغلاق والکرہ والسکران، والمجنون الخ، ص٤١٦

٦٤۔ کتاب المیسّر فی شرح مصابیح السنة، المجلد (٣)، کتاب النکاح، باب (١٠) الخلع و الطلاق، الحدیث:٢٣٦٥، ص٧٧٥

٦٥۔ عمدة القاری، المجلد (١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (١١) فی الطلاق فی الأغلاق الخ، ص٢٥٩

طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ

وأما حكم الطلاق في الغضب فإنه يقع۔

یعنی، حالتِ غضب کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

الحمدللہ مخالفین کے تینوں اعتراضات کے جوابات ہو گئے اور اسلام کا نظریہ اپنی جگہ قائم رہا کہ مُکرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

غُصّہ میں طلاق کا حکم:

غُصّہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک معمولی غُصّہ جس میں طلاق واقع ہو جاتی ہے جیسا کہ علامہ عینی نے فرمایا غُصّہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ دوسرا وہ غُصّہ جس کی شِدّت جنون اور پاگل پن تک پہنچا دے ایسے غُصّے میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی یہ وہی غُصّہ ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے "لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِيْ أَغْلَاقٍ" یعنی، اَغلاق میں طلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتے۔ اور "اَغلاق" سے مراد وہ "غُصّہ" ہے جس میں عقلِ تکلیفی زائل ہو جائے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں "طلاق اکثر غُصّے ہی میں دی جاتی ہے اور غُصّہ میں جو طلاق دی جاتی ہے واقع ہوتی ہے۔ مگر جب کہ غُصّہ اس حد کا ہو کہ عقلِ تکلیفی زائل ہو جائے کہ غُصّہ کی شِدّت میں مجنون اور پاگل کی طرح ہو جائے کہ اسے کچھ امتیاز ہی باقی نہ رہے جو کچھ کہے اس کا علم نہ رہے کہ کیا کہتا ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اگر واقع میں اس حد کا غُصّہ نہ ہو اور لوگوں پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ مجھے بالکل خبر نہیں کہ کیا کہا تو اپنے اس جھوٹے بیان سے مواخذۂ اُخروی سے بَری نہ ہوگا اور وہ بیان، طلاق کو عنداللہ منع نہ کرے گا"۔(٦٦)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

٦٦۔ فتاوی أمجدیه، المجلد (٢)، کتاب الطلاق، ص ١٩٧

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نابالغ، مجنون اور سوئے ہوئے شخص کی طلاق کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص سو رہا ہو، نیند کی حالت میں طلاق دیدے تو طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں، نیز یہ کہ کس کس شخص کی دی گئی طلاق نافذ نہیں ہوتی؟ بینوا و توجروا عند اللّٰہ

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

نابالغ یا مجنون یا سوئے ہوئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

احادیث:

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَكْبُرَ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيْقَ"۔

یعنی، اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے، اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، اور مجنون سے یہاں تک کہ عاقل ہو یا اسے جنون سے اِفاقہ ہو۔

دوسری حدیث ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ

الصَّغِيرِ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ، وَعَنِ النَّائِمِ"۔(٦٧)

یعنی، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صغیر (بچے)، اور مجنون اور سونے والے سے قلم اٹھایا جاتا ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ"۔(٦٨)

یعنی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہاں تک کہ وہ جاگے، اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو، اور مجنون سے یہاں تک کہ وہ عاقل ہو۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ، بچے اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

تابعین عظام کا عمل:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں کہ ہم نے تابعین میں سے امام شعبی، حسن بصری اور ابراہیم نخعی سے نقل روایت کی:

أَنَّهُمْ قَالُوا: لَايَجُوزُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَلَا عِتْقُهُ حَتّٰى يَحْتَلِمَ۔(٦٩)

٦٧۔ سنن ابن ماجة، المجلد (٢)، كتاب (١٠) الطلاق، باب (١٥) طلاق المعتوه والصغير والنائم، ص٥١٦،٥١٧، الحديث: ٢٠٤١-٢٠٤٢

٦٨۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد (٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب (٣٣) لايجوز طلاق الصبي حتى يبلغ الخ، ص٥٨٨، الحديث: ١٥١٠٩

٦٩۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد (٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب (٣٣) لايجوز طلاق الصبي حتى يبلغ الخ، ص٥٨٨، الحديث: ١٥١١٠

یعنی، کہ انہوں نے فرمایا بچہ جب تک بالغ نہ ہواس کی طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) جائز نہیں (یعنی وہ طلاق دے گا تو واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ کسی غلام یا باندی کو آزاد کرے گا وہ آزاد نہ ہوں گے)۔

اور بوہرے کی طلاق کا حکم یہ ہے کہ بوہرہ پن غالب ہو تو وہ مجنون کی مثل ہے اور اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور جب اِفاقہ ہوجائے تو وہ عاقل کی مثل ہے اور اس کی طلاق واقع ہوجائے گی۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوْهِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِهٖ"۔(۷۰)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر طلاق نافذ ہے مگر مَعْتُوہ (یعنی بوہرے) مغلوب العقل کی۔

حدیث شریف میں مذکور ''جائز'' سے مراد ''نفاذ'' ہے جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

المراد بالجواز هنا النفاذ۔(۷۱)

یعنی، یہاں جواز سے مراد نفاذ ہے۔

اہلِ علم کا عمل:

امام ترمذی مذکور حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَغَیْرِهِمْ أَنَّ طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِهٖ لَا یَجُوْزُ إِلَّا أَنْ

۷۰۔ جامع الترمذی، المجلد (۱)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوه، ص ۲۴۴، الحدیث: ۱۱۹۱

۷۱۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۳۴۳

يَكُوْنَ مَعْتُوهاً يُفِيْقُ الْأَحْيَانَ فَيُطَلِّقُ فِيْ حَالِ إِفَاقَتِهِ۔ (۷۲)

یعنی، اہل علم صحابہ وغیرھم کا اسی پر عمل ہے کہ مَعْتُوہ (بوہرے) مغلوب العقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ایسا بوہرہ جس کے بوہرہ پن میں کبھی افاقہ ہوتا ہوتو حالتِ اِفاقہ میں اس کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

امام ابن ھمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

لایقع طلاق الصبی وإن کان یعقل والمجنون والنائم والمعتوہ۔ (۷۳)

یعنی، بچہ اگرچہ عاقل ہواور مجنون اور سونے والے اور مَعْتُوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

والد کے کہنے پر طلاق دینا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید شادی شدہ خوشگوار زندگی گذار رہا ہے اس کی بیوی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور شوہر کی فرمانبردار ہے اور زید اب تک بے اولاد ہے۔ اس لئے زید کے والد بضد ہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے والد کے کہنے پر طلاق دی تھی۔ ان حالات میں زید کیا کرے۔ بغیر کسی غلطی کے طلاق دے تو ظلم نہ

۷۲۔ جامع الترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق واللعان، باب (۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوہ، ص ۲۴۴، الحدیث: ۱۱۹۱

۷۳۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، فصل، ص ۳۴۳

ہوگا؟اور اگر نہیں دیتا تو والد کی نافرمانی ہوگی۔ بینوا و توجروا

باسمہ تعالیٰ وتقدس

۲

الجواب:

طلاق أَبْغَضُ الْمُبَاحَات:

طلاق اَبْغَضُ الْمُبَاحَات ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ"(٧٤)

یعنی، حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

"مَا أَحَلَّ اللّٰهُ شَيْأً أَبْغَضاً إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ"۔(٧٥)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

بلاوجہ مطالبۂ طلاق:

اور ترمذی شریف میں ہے:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقاً مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ"۔(٧٦)

یعنی، جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر

٧٤۔ سنن أبی داود، المجلد (٣)، كتاب (٧) الطلاق، باب (٣) فی كراهية الطلاق، ص٦٤، الحديث:٢١٧١

٧٥۔ سنن أبی داود، المجلد (٣)، كتاب (٧) الطلاق، باب (٣) فی كراهية الطلاق، ص٦٤، الحديث:٢١٧٠

٧٦۔ جامع الترمذی، المجلد (٢)، كتاب (١١) الطلاق، باب (١١) ماجاء فی المختلعات، ص٢٤٢، الحديث:١١٨٧

جنت کی بُو حرام ہے۔

اور حدیث شریف ہے:

"أَيُّمَا امْرَأَةٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِغَيْرِ النُّشُوْزِ، فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ"۔ (۷۷)

یعنی، جو عورت بلا نشوزِ شوہر اس سے (طلاقِ) خلع لے اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اس لئے طلاق سے جس قدر ممکن ہو بچنا چاہئے کیونکہ بلاوجہ طلاق دینا شرعاً پسندیدہ امر نہیں ہے۔

عورت جب فرمانبردار ہو:

عورت جب شوہر کی فرمانبردار ہو تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾ (۷۸)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

أي لا تطلبوا الفراق وعليه حديث "أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ" (۷۹)

یعنی، آیت سے مراد یہ ہے کہ جدائی نہ چاہو، اور اس پر دلیل یہ حدیث ہے کہ "حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے"۔

۷۷۔ مرقاة المفاتيح، المجلد (٦)، كتاب النكاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، ص ۲۸٤

۷۸۔ النساء: ٤/٣٤

۷۹۔ رد المحتار على الدر المختار، المجلد (٣)، كتاب الطلاق، ص ۲۲۸

اسلامی تعلیمات:

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ حتی الامکان اس رشتے کو قائم رکھنے کی کوشش کی جائے اور طلاق ناگزیر حالات ہی میں دی جائے۔ یہاں تک کہ اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہو تو بھی ان سے اس تعلق کو قائم رکھتے ہوئے اچھا برتاؤ کرو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں بھلائی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (۸۰)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بھلائی کرے۔ (کنز الایمان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

جہاں تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے والد کے کہنے پر طلاق دینے کا تعلق ہے تو امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے نقل ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ أَبِي يَكْرَهُهَا فَأَمَرَنِي أَبِي أَنْ أُطَلِّقَهَا فَأَبَيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: "يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ طَلِّقِ امْرَأَتَكَ"۔ (۸۱)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: میں اپنی بیوی سے محبت رکھتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے کراہت کرتے تھے، تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ "اسے طلاق دے

۸۰۔ النساء:۱۹/٤

۸۱۔ جامع الترمذی، المجلد(۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۳) ماجاء فی الرجل یسأله الخ، ص ۲٤۳، الحدیث:۱۱۸۹

دو' میں نے نہیں دی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو''

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ والد کے کہنے پر طلاق دینا واجب ہو جاتی ہے بلکہ واجب اس صورت میں ہے جب والدین حق بجانب ہوں اور جب حق بجانب نہ ہوں تو واجب نہیں۔

والدین کے کہنے پر کب طلاق دے اور کب نہ دے؟

جیسا کہ مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد وقارالدین علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۱۳ھ ایک سوال (اگر ساس بہو میں جھگڑا ہو جائے اور غلطی بھی ساس کی ہو اور ماں اپنے بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو! اور اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے تو کیا اس صورت میں والدین کی اطاعت کی جائے یا نہیں؟) کے جواب میں لکھتے ہیں ''علماء یہ فرماتے ہیں اگر والدین حق پر ہوں تو ان کے کہنے سے طلاق دینا واجب ہے اگر بیوی حق پر ہو جب بھی ماں کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے''۔(۸۲)

اور صورت مسئولہ میں جو وجہ بتائی گئی ہے اس میں عورت بے بس ہے اولاد دینا نہ دینا قدرت کے اختیار میں ہے بندے کے اختیار میں نہیں لہٰذا عورت جب بے قصور ہے تو زید والد کے کہنے پر طلاق نہ دے تو گناہ نہیں۔ اگر دے تو جائز ہے کیونکہ ایک مباح امر ہے اگرچہ أَبْغَضُ الْمُبَاحَاتْ سے ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۸۲۔ وقار الفتاوی، جلد (۳)، کتاب الطلاق، میاں بیوی کے حقوق کا بیان، ص ۲۵۲

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی......؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں نیز صحابہ کرام وتابعین عظام اور مذاہب اربعہ وجمہور علمائے اُمّت کا اس بارے میں کیا مذہب ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

زمانۂ جاہلیت میں طلاق کی کوئی حد مقرر نہ تھی، لوگ کئی طلاقیں دینے کے بعد عدت ختم ہونے سے قبل رجوع کر لیتے اور یہ عمل ایک دو بار تک محدود نہ تھا بلکہ اس کی کوئی حد نہ تھی جتنی بار چاہتے وہ اس طرح کرتے اور عورتیں اذیت میں مبتلا رہتیں کہ وہ نہ ان کو رکھتے اور نہ آزاد کرتے، ابتداء اسلام میں معاملہ اسی طرح چل رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اس اذیت سے نجات دی اور آزاد عورت کی طلاق کو تین تک محدود فرما دیا، چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

عن قتادہ قال: كان أهل الجاهلية، كان الرجل يطلق الثلاث و العشر و أكثر من ذلك ثم يراجع ما كانت في العدة، فجعل الله حدّ الطلاق ثلاث تطليقات (۱)

یعنی، حضرت قتادہ تابعی سے مروی ہے کہ اہلِ جاہلیت میں سے کوئی مرد اپنی بیوی کو تین، دس اور دس سے بھی زائد طلاقیں دے دیتا پھر جب تک وہ عورت عدت میں ہوتی اس سے رجوع کر لیتا، تو اللہ تعالیٰ نے طلاق کی حد تین طلاقیں مقرر فرما دی۔

اور جب طلاق کی حد تین طلاقیں ہو گئی، اب مرد جب بھی تین طلاقیں دے گا چاہے بیک کلمہ دے بیک مجلس دے یا بیک وقت دے حد پوری ہو جائے گی اور عورت

۱۔ جامع البيان في تفسير القرآن، المجلد (۲)، البقره، تحت قوله تعالىٰ: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾، ص ۲۷۶

اس پر حُرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور پوری اُمّت کا اس پر اِجماع ہے کہ اگر کوئی ایک مجلس میں تین طلاقیں دے تو تین ہی واقع ہوں گی، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے سوائے اہل ظاہر ابن تیمیہ اور اس کے متبعین غیر مقلّدین اور روافض کے۔ وہ تین کو ایک قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور وہ دلائل درج ذیل ہیں (۱) قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ الخ

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم دیا۔

(۳) طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا زمانہ نبوی اور خلافتِ صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کے چند سالوں تک بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا

(۴) اور حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے ایک قرار دیا۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ جمہور اُمّت کے مؤقف پر قرآن کریم اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء اور پھر صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان کے فتاویٰ او ائمہ مجتہدین اور علماءِ اُمت کے فتاویٰ بالترتیب پیش کریں گے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ قرآن وسنّت کی روشنی میں مخالفین کے باطل مستدلات کا مُسکِت جواب دیا جائے گا۔ سب سے پہلے ہم قرآن کریم کی آیات او متند مفسرین کی کتب سے ان کی چند تفاسیر کا ذکر کرتے ہیں۔

قرآن:

اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ

بِاِحْسَانٍ﴾ الآية (٢)

ترجمہ: یہ طلاق دو بار تک ہی ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی، دوطلاقوں کے بعد شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رجوع کر لے اور چاہے تو رجوع نہ کرے لیکن:

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ م بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ﴾ (٣)

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے پہلے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جا سکتی ہے اس کے بعد ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا﴾ الآية فرمایا۔ اس کے شروع میں حرفِ فاء ہے جو تعقیب بلا مُہلت کیلئے آتا ہے جیسا کہ کُتُبِ قواعدِ عربیہ میں ہے، لہٰذا قواعدِ عربیہ کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ دوطلاقیں رجعی دینے کے بعد شوہر نے اگر فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کیلئے بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہیں۔

قرآن مجید میں ﴿مَرَّتٰنِ﴾ کے اِطلاق سے معلوم ہوا کہ وقوعِ طلاق کے لیے الگ الگ طلاق دینا شرط نہیں۔ خواہ ایک دم دے یا الگ الگ، طلاقیں واقع ہو جائیں گی چنانچہ علامہ احمد بن محمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ لکھتے ہیں:

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا﴾ أي طلقةً ثالثةً سواء وقع الإثنتان في مرّةٍ أو مرّتين، والمعنى فإن ثبت طلاقها ثلاثاً في مرّةٍ أو مرّاتٍ ﴿فَلَا تَحِلُّ﴾ الخ، كما إذا قال لها أنت طالق ثلاثاً أو البتة

٢۔ البقرة: ٢٢٩/٢

٣۔ البقرة: ٢٣٠/٢

وهذا هو المجمع عليه ۔(۴)

یعنی، اس شوہر نے تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاقیں اس نے ایک دم دی تھیں یا دو بار میں اور آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی خواہ ایک دم دے یا الگ الگ عورت حلال نہ رہے گی جیسے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہو جائیں گی اس پر اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کا اجماع ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قال القرطبي: وحجة الجمهور في اللزوم من حيث النظر ظاهرة جداً، وهو أن المطلّقة ثلاثاً لا تحلّ للمطلّق حتى تنكح زوجاً غيره، ولا فرق بين مجموعها و مفرقها لغةً و شرعاً۔ (۵)

یعنی، قرطبی نے کہا: لزوم طلاق میں یہ جمہور کی دلیل ہے اور وہ یہ کہ مطلّقہ ثلاثہ طلاق دینے والے کیلئے حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ اکٹھی اور الگ الگ طلاق دینے میں لغۃً اور شرعاً کوئی فرق نہیں۔

اور مفسّر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا، چنانچہ امام محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نقل کرتے ہیں:

عن علي بن أبي طلحة، عن ابن عباس قوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ يقول: إن طلّقها فلا تحلّ له حتى تنكح زوجاً غيره.(٦)

٣۔ تفسير الصاوي، المجلد(١)، سورة البقرة، ص١٧٢

٤۔ فتح الباري، المجلد (١٢)، الجزء (٩)، كتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من جوّز الطلاق الثلاث ص٤٥٦، الحديث:٥٢٦١

٦۔ جامع البيان في تفسير القرآن، المجلد (٢)، سورة البقرة، تحت قوله﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ الآية، ص ٢٩٠

یعنی، حضرت علی بن ابی طلحہ سے مروی ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: "پھر اگر تیسری طلاق اُسے دی تو اب وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے" کے بارے میں فرمایا: اگر اُسے تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اُسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ الآیۃ کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ رجعی طلاق دو بار تک ہے اور تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق باقی نہیں رہتا، چنانچہ علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری لکھتے ہیں:

و المعنى: أن الطلاق الرجعي مرّتان، و لا رجعة بعد الثلاث (۷)

یعنی، آیت کا معنی یہ ہے کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اور تین کے بعد کوئی رجعت نہیں۔

امام ناصر الدین ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی شافعی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ أي التطليق الرجعي اثنان (۸)

یعنی، ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کا معنی ہے طلاق رجعی دو ہیں۔

اس پر علامہ عصام الدین اسماعیل بن محمد حنفی متوفی ۱۱۹۵ھ لکھتے ہیں:

كذا قال أولاً التطليق اثنان مطلقاً سواء وقعا دفعةً أو متفرقاً لما عرفت أنه يقع الطلاق و إن كان دفعةً (۹)

یعنی، اس وجہ سے علامہ بیضاوی نے پہلے فرمایا طلاقیں مطلقاً دو ہیں چاہے ایک ساتھ واقع ہوں یا الگ الگ، اس لئے کہ تو نے جان لیا کہ

۷۔ تفسير غرائب القرآن و رغائب الفرقان على هامش جامع البيان، المجلد (۲)، سورة البقرة، ص ۳۶۰

۸۔ تفسير البيضاوي، المجلد (۱)، الجزء (۱)، سورة البقرة: ۲/۲۲۹، ص ۱۴۲

۹۔ حاشية القونوي على التفسير البيضاوي، المجلد (۵)، سورة البقرة: ۲/۲۲۹، ص ۲۰۴

طلاقیں ہوجاتی ہیں اگرچہ ایک ساتھ (ایک سے زائد) دی جائیں۔

اور علامہ مصلح الدین مصطفیٰ بن ابراہیم رومی حنفی متوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں کہ علامہ بیضاوی کا قول کہ "طلاق رجعی دو ہیں" کیونکہ تین کے بعد رجعت نہیں ہوتی۔(۱۰)

امام فخر الدین ابوبکر بن علی الحداد الزبیدی الحنفی متوفی ۸۰۰ھ لکھتے ہیں:

و لفظ المرتين دليل على أن التفريق سنّة، لأن من طلّق اثنتين معاً لا يقال طلقها مرّتين (۱۱)

یعنی، لفظ ﴿مَـرَّتَـانِ﴾ میں اس بات کی دلیل ہے کہ طلاق میں تفریق سنّت ہے (یعنی اس بات کی دلیل نہیں کہ اگر اکٹھی دے دی جائیں تو ایک واقع ہوگی) کیونکہ جو شخص ایک ساتھ دو طلاقیں دے دے (یعنی یوں کہے کہ تجھے دو طلاق) تو نہیں کہا جاتا کہ اس نے دو بار طلاق دی (اگرچہ دو طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں)۔

غیر مُقلّدین کے سرخیل علامہ ابن حزم نے لکھا:

ثـم وجـدنـا مـن حُجّة من قال: إن الطلاق الثلاث مجموعةً سنّةٌ لا بدعةٌ قول الله تعالىٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ فهـذا يقع على الثلاث مجموعةً و مفرّقةً و لا يجوز أن يُخصَّص بهذه الآية بعض ذلك دون بعض بغير نصّ (۱۲)

یعنی، پھر ہم لوگوں نے ان لوگوں کی جو بیک وقت اکٹھی تین طلاقوں کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنّت سمجھتے ہیں، یہ دلیل پائی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے" یہ

۱۰۔ حاشية التمجيد على تفسير البيضاوی مع حاشية القونوی، المجلد (۵)، سورة البقرة:۲/۲۲۹، ص۲۳۵

۱۱۔ تفسير الحداد، المجلد (۱)، سورة البقرة:۲/۲۲۹، ص۳٤۸

۱۲۔ المحلّی لابن حزم:۹/۳۹٤

مضمون ان تین طلاقوں پر بھی صادق آتا ہے جو اکٹھی ہوں اور ان تین پر بھی صادق آتا ہے جو متفرقاً جُدا جُدا دی گئی ہوں، بغیر کسی نص صریح کے اس آیت کے حکم کو تین متفرق و جُدا طلاقوں کے ساتھ مخصوص کر دینا اور اکٹھی تین کو شامل نہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ؕ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ (۱۳)

ترجمہ: اور جو اللہ کی حدّوں سے آگے بڑھا، بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ (کنز الایمان)

ترجمہ: اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدوں سے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تجھے کیا خبر اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے۔ (ضیاء القرآن)

امام ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

والرد على هؤلاء قوله تعالىٰ: ﴿ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ؕ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ يعنى أن المطلّق قد يكون له ندم، فلا يمكن تلافيه لوقوع البينونة، فلو كانت الثلاث، لاتقع أصلاً، لم يكن طلاق يبتدأ يقع إلا رجعياً فلا معنى للندم۔ (١٤)

یعنی، اور ان کا رد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

۱۳۔ الطلاق:١/٦٥

١٤۔ إكمال المعلم، المجلد (٥)، كتاب (١٨) الطلاق، باب (٢) طلاق الثلاث، ص ٢٠، الحديث:١٥-١٦-١٧(١٤٧٢)

اللہِ﴾ الآیۃ یعنی طلاق دینے والے کو کبھی پشیمانی ہوتی ہے پھر جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ پشیمان نہ ہوتا۔

امام یحیٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ (۱۵) لکھتے ہیں اور شیخ احمد بن احمد المختار شنقیطی (۱۶) بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کے دلائل میں نقل کرتے ہیں:

واحتج الجمهور بقوله تعالیٰ: ﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ قالوا: معناه أن المطلق قد يحدث له ندم فلا يمكنه تداركه لوقوع البينونه، فلو كانت الثلاث لم تقع لايقع طلاقه هذا إلا رجعياً فلا يندم۔

یعنی، جمہور نے اس آیت ﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ سے دلیل لی اور فرمایا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے ایک دم تین طلاقیں دے دے تو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ کبھی انسان طلاق دے کر شرمندہ ہوتا ہے اور رجوع کرنا چاہتا ہے تو جُدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس کے لیے تدارک ممکن نہیں رہتا پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ شرمندہ نہ ہوتا۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

واحتج الجمهور بقوله تعالیٰ: ﴿ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا ﴾

۱۵۔ شرح صحيح مسلم للنووی، المجلد (۵)، الجزء (۱۰)، كتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلث، ص ۶۱

۱۶۔ مواهب الجليل من أدلة الخليل، المجلد (۳)، كتاب النكاح، ص ۷۰

یعنی أن المطلّق ثلاثاً قد یحدث له ندم فلا یمکنه التدراك لوقوع البینونة فلو کانت الثلاث لا تقع إلا رجعیاً فلا یتوجه هذا التهدید۔(۱۷)

یعنی، جمہور نے اس آیت ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ سے دلیل لی اور فرمایا اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے ایک دم تین طلاقیں دے دے کیونکہ تین طلاق دینے والا کبھی پشیمان ہوتا ہے تو جُدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس پشیمانی کا تدارک اس کیلئے ممکن نہیں رہتا پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو یہ تہدید متوجہ نہ ہوتی۔

حکیم محمد اسرائیل ندوی غیر مقلّد نے لکھا ہے کہ اس آیت ﴿اَمْـــرًا﴾ سے مراد رجعت ہے۔(۱۸)

اگر ﴿اَمْرًا﴾ سے رجعت مراد لی جائے تو بھی آیت کا مطلب جمہور کے مؤقف کے مطابق ہوگا کیونکہ مطلب یہ ہوگا کہ جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد رجعت کی صورت پیدا کردے۔اور تین طلاقوں کے بعد رجعت کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی اور رجوع کر کے تدارک ممکن نہ ہوگا کیونکہ تین طلاقوں سے وہ اس پر حرام ہوگئی۔

قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ سے استدلال کے بارے میں مدرس حرم مکہ شیخ احمد بن احمد المختار حکنی شنقیطی لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے ''الأضـــواء'' میں فرمایا: جس سے استدلال قرآنی کی تائید ہوتی ہے وہ حدیث شریف ہے جسے امام ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ مجاہد کے طریق سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کی بارگاہ میں ایک شخص آیا کہنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو

۱۷۔ مرقاة المفاتیح، المجلد (٦)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص ۲۹۳

۱۸۔ طلاق (قرآن و حدیث کی روشنی میں)، دوسری دلیل، ص ۲٦

تین طلاقیں دے دی ہیں، پس آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے میں نے گمان کیا کہ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے پھر فرمایا: تم میں کا ایک حماقت کر کے چلتا ہے پھر کہتا ہے اے ابن عباس! بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ اور بے شک تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا، تو میں تیرے لئے اس سے نکلنے کی راہ نہیں پاتا، تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

اور فرمایا امام ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل متابعات روایت کئے ہیں، اور یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس آیت کی تفسیر ہے کہ یہ اس معنی میں داخل ہے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تین طلاقیں ایک لفظ میں جمع نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے رجعت کے ذریعے نکلنے کی جگہ بنا دیتا ہے، اور جو اس معاملہ میں اُس سے نہ ڈرا اِس طرح کہ اُس نے ایک لفظ میں تین طلاقیں جمع کر دیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لے رجعت کے ذریعے نکلنے کی راہ نہیں بناتا کیونکہ اس لفظ سے ایک ساتھ بینونیت (کبریٰ) واقع ہو جاتی ہے۔ یہی ان کے کلام کا معنی ہے کہ ان کا کلام اس معنی کے غیر کا احتمال نہیں رکھتا، اور یہ محل نزاع میں بہت قوی ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کلمہ سے قرآن کی تفسیر کرنے والے ہیں، اور وہ قرآن کریم کے ترجمان ہیں، اور نبی ﷺ نے ان کے لئے دعاء فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِیْلَ'' اے اللہ! ان کو دین کی سمجھ اور تاویل عطا فرما۔

اور ہمارے شیخ نے فرمایا اسی قول (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع) پر اجل صحابہ اور اکثر علماء ہیں ان میں آئمہ اربعہ ہیں اور کئی ایک نے اس (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع) پر اجماع حکایت کیا ہے۔(۱۹)

لہٰذا معلوم ہوا بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسا شخص نہ ظالم ہوتا اور نہ شرمندہ۔ اور نہ تہدید متوجہ ہوتی۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں:

۱۹۔ مواهب الجليل من أدلة الخليل، كتاب النكاح، ص ۷۰۔۷۱

قال الشافعی رحمه الله: فالقران والله أعلم يدل علی أن من طلّق زوجةً له دخل بها أو لم يدخل بها ثلاثاً لم تحلّ له حتی تنكح زوجاً غيره۔ (۲۰) كذا فی "الأمّ للشافعی: ۲۷۱/۵

یعنی، امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے پہلے یا مقاربت کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السایس مصری لکھتے ہیں کہ

أما الكتاب: فأيات الطلاق فإنها قد وردت مطلقة لم تفرق بين إيقاع الواحدة و غيرها (۲۱)

یعنی، (جمہور نے طلاق ثلاثہ کے وقوع پر کتاب اللہ اور سنّت اور اجماع سے استدلال کیا ہے) مگر کتاب اللہ تو طلاق کی آیات مُطلقہ ہیں، ایک اور ایک سے زائد طلاق کے وقوع میں کوئی فرق نہیں (یعنی آیات کی دلالت ایک طلاق کے وقوع پر بھی ہے اور ایک سے زائد طلاقوں کے وقوع پر بھی ہے)۔

احادیث نبویہ ﷺ:

پہلی حدیث:

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۲۲) روایت نقل کرتے ہیں

۲۰۔ السنن الكبریٰ للبيهقی، المجلد (۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب (۱٤) ماجاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص ٥٤٥

۲۱۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، طلاق البدعی، ص ۸۱

۲۲۔ سنن النسائی، المجلد (۳)، الجزء (٦)، كتاب (۲۷) الطلاق، باب (٦) الثلاث المجموعة الخ، ص ۱٤۲، الحديث: ۳۳۸۹

ايضاً السنن الكبریٰ للنسائی، المجلد (۳)، كتاب (٤٤) الطلاق، باب (۷) طلاق الثلاث المجموعة و ما فيه من التغليظ، ص ۳٤۹، الحديث: ٥٥٩٤/۱

جسے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۰۱ھ (۲۳)، ابن انس (۲٤) حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد مقدسی حنبلی متوفی ۷۴۴ھ، (۲٥) ولی الدین تبریزی (۲٦) اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۲۷) وغیرہ نے بھی نقل کیا کہ

عَنْ مخرمةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيْدٍ، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعاً، فَقَامَ غَضْبَاناً ثُمَّ قَالَ: "أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟" حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَقْتُلُهُ۔

یعنی، حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق یہ خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟'' حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اس کو قتل نہ کر دوں۔

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

فإن فيه التصريح بأن الرجل طلّق ثلاثاً مجموعةً ولم يردّه النبيّ ﷺ بل أمضاه۔(۲۸)

یعنی، پس تحقیق اس حدیث میں تصریح ہے کہ اس شخص نے تینوں

۲۳۔ تفسیر ابن کثیر، المجلد (۱)، سورة البقرة، ص۴۹۱)، ابن انس

۲٤۔ القبس فی شرح مؤطا ابن أنس، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی البتته، ص۵۹

۲٥۔ المحرّر فی الحدیث، کتاب (۱۷) الطلاق، ص۵٦۹، الحدیث:۱۰۵۸

۲٦۔ مشكاة المصابيح، المجلد(۱)، كتاب النكاح، باب الخلع و الطلاق، الفصل الثالث

۲۷۔ هداية الرواة، المجلد (۳)، كتاب (۱۲) النكاح، باب (۱۱) الخلع و الطلاق، الفصل الثالث، ص۳۱۲، ۳۱۳، الحديث:۳۲۲۷

۲۸۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، کتاب (٦۸) الطلاق، باب (٤) من جوّز الطلاق الثلاث الخ، ص٤٥٥، الحدیث:٥٢٦١

طلاقیں اکٹھی دی تھیں اور نبی ﷺ نے انہیں ردّ نہ فرمایا بلکہ تینوں کو جاری فرما دیا۔

شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السایس مصری اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قالوا:فلو لا أنّ الثلاث يقعن لما كان للغضب محل (۲۹)

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو نبی ﷺ کی ناراضگی کا کوئی محل نہ تھا (یعنی تین واقع ہو گئیں تبھی نبی ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا)۔

اگر بیک وقت تین طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہدِ رسالت میں معمول نہ ہوتا اور بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔

علامہ ابوالحسن محمد بن عبد الہادی سندھی متوفی ۱۰۳۸ھ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا کہ جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔(۳۰)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض نے کہا کہ تابعی ہیں صحابی نہیں، مگر صحیح یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں جیسا کہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ (۳۱) اور شاہ عبد الحق مُحدِّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ (۳۲) لکھتے ہیں ''محمود بن لبید انصاری ہیں جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور نبی ﷺ سے احادیث بھی بیان کیں''۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ان کی صحبت ثابت ہے اور ابو حاتم نے کہا ان کی صحبت معروف نہیں اور امام مسلم نے

۲۹۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ۸۲

۳۰۔ حاشية السندی علی السنن للنسائی، المجلد (۳)، الجزء (٦)، كتاب (۲۷) الطلاق، باب (٦) الثلاث المجموعة الخ، ص ١٤٤

۳۱۔ مرقاة المفاتيح، المجلد (٦)، كتاب النكاح، باب الخلع و الطلاق، الفصل الثالث، ص ۲۹۲

۳۲۔ أشعة اللمعات، المجلد (۳)، كتاب النكاح، باب الخلع و الطلاق، الفصل الثالث، ص ١٦٥

انہیں تابعین میں شمار کیا اور ابن عبد البر نے کہا: امام بخاری کا قول صواب ہے۔ حضرت محمود بن لبید کیلئے صحبت ثابت ہے۔

دوسری حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۳۳)، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۳۴)، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ (۳۵)، امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۳۶)، امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ (۳۷)، اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۳۸)، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۳۹)، حافظ علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ (۴۰)، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۷ھ (۴۱)، اور علامہ ابن کثیر متوفی ۴۷۷ھ (۴۲) روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ"۔

۳۳۔ صحيح البخارى، المجلد (٣)، كتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٣، الحديث:٥٢٦١

۳۴۔ صحيح مسلم، المجلد (١)، كتاب (١٦) النكاح، باب (١٧) لا تحلّ المطلّقة ثلاثاً لمطلّقها الخ، ص٣ـ٤، الحديث ١١٠ (١٤٣٢)

۳۵۔ سنن ابن ماجة، المجلد (٢)، كتاب (٩) النكاح، باب (٣٢) الرجل امرأته ثلاثاً الخ، ص٤٦٠، الحديث:١٩٣٣

۳۶۔ السنن الكبرىٰ للنسائى، المجلد (٣)، كتاب (٤٤) الطلاق، باب (١٣) إحلال المطلّقة ثلاثا الخ، ص٣٥٣

۳۷۔ الموطا للإمام محمد بن الحسن، كتاب الطلاق، باب المرأة يطلّقها زوجها الخ، ص٢٦٤

۳۸۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (٢٥) ما يحلّها لزوج الأول، ص٢٧٣، الحديث:(٢٩٨٤) ١١١٧٩

۳۹۔ المسند ٢/٢٥ـ٦٢، و ٣/٢٨٤، و ٦/٣٤ـ٤٢ـ١٩٣

سنن الدار القطنى، المجلد (٢)، الجزء (٤)، كتاب الطلاق، ص٢١، الحديث:٣٩٣٢

۴۱۔ السنن الكبرىٰ للبيهقى، المجلد (٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب (١٤) ما جاء فى إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٦، الحديث:١٤٩٥٣

۴۲۔ جامع المسانيد، المجلد (٣) مسند عائشه، الحديث:٢١١٦، ١٩٧٤، ٢٢٩٧، ٢١٧٢، ٢٧٠٦

یعنی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔ (یہ مقاربت سے کنایہ ہے)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے اس حدیث کو آٹھ مختلف اسناد کے ساتھ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، دو مختلف اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور تین مختلف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے(۴۳)

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

مطابقته للترجمة فی قوله: "طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً" فإنه ظاهر فی کونها مجموعةً۔ (٤٤)

یعنی، ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر دی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو "باب من أجاز طلاق الثلاث" (یعنی، جس نے تین طلاقوں کو جائز قرار دیا اس کا باب) میں ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بھی حدیث کی باب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

فإنه ظاهر فی کونها مجموعةً۔ (٤٥)

٤٣۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۲/۱۹۲، ۲۹۲، تحت قوله تعالیٰ: ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ الایة من سورة البقرة

٤٤۔ عمدة القاری، المجلد (١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص ٢٤١

٤٥۔ فتح الباری، المجلد (١٢)، الجزء (٩)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من جوّز طلاق الثلاث، ص ٣٦٧، حدیث: ٥٢٦١

یعنی پس ظاہر ہے کہ اس شخص نے اسے تین طلاقیں مجموعی طور پر دیں تھیں۔

اور امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۴۶)، اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ (۴۷) روایت کرتے ہیں:

عن عروة، عن عائشة أنها أخبرته: أَنَّ رُفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ، فَبَتَّ طَلَاقَهَا، فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَجَائَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ: إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رُفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا ـ قال ابنُ جريجٍ: ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ، وَ قال معمر: آخِرُ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ ـ فَتَزَوَّجَتْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَ إِنَّهُ وَ اللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِلَّا مِثْلَ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ لَهَا: لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلَى رُفَاعَةَ؟ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ، وَ يَذُوْقُ عُسَيْلَتَكِ الخ

یعنی، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اُسے خبر دی کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ دے دی، تو اس نے ان کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی، پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور عرض کی اے اللہ کے نبی! وہ رفاعہ کے نکاح میں تھی تو اس نے طلاق دے دی۔ ابن جُریج اور معمر نے کہا تین طلاقیں دے دیں۔ تو اس کے بعد

۴۶۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (٢٥) ما يحلّ لزوجها الأول، ص ٢٧١۔٢٧٢، الحديث: ١١١٧٥ (٢٩٨٢)

۴۷۔ السنن الكبرىٰ للنسائي، المجلد (٣)، كتاب (٤٤) الطلاق، باب (١١) الطلاق التى تنكح زوجاً ثم لا يدخل، ص ٣٥١، الحديث: ٥٦٠١/١، و باب (١٣) إحلال المطلّقة ثلاثاً الخ، ص ٣٥٣، الحديث: ٥٦٠٤/١

اس نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی، اے اللہ کے رسول!
بخدا اس کے پاس نہ تھا مگر اس کپڑے کی مثل، تو (یہ سن کر) رسول
اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا، پھر اس عورت سے فرمایا کہ شاید تو رفاعہ کے
نکاح میں واپس لوٹنا چاہتی ہے؟ نہیں (یعنی تجھے جائز نہیں) یہاں
تک کہ (جس سے تو نے نکاح کیا ہے) تو اس کے شہد سے چکھے
اور وہ تیری شہد سے چکھے (یعنی، ہمبستری ہو)

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے اور اُسے رجوع کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیک وقت تین طلاقیں کے دیئے جانے کے بعد فرمایا کہ یہ اس شوہر پر حلال نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کا ناجائز ہونا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔

شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السایس اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قالوا: فلو لا أن الثلاث تقع ما توقف حلّها للأول على ذوق العسيلة (٤٨)

یعنی، فقہاء کرام نے کہا اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو اس عورت کا شوہر اول کے لئے حلال ہونا دوسرے شوہر کی ہمبستری پر موقوف نہ ہوتا۔

تیسری حدیث:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ (۴۹) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۵۰) روایت کرتے ہیں:

٤٨۔ مقارنة المذاهب في الفقه، الطلاق البدعي، ص ٨١

٤٩۔ سنن الدار قطني المجلد(٢)، الجز(٤)، كتاب الطلاق، ص ٣٠، الحديث: ٣٩٧٥

٥٠۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الطلاق، باب(١٢) الطلاق يقع على الحائض وإن كان بدعياً، ص ٥٣٦، الحديث: ١٤٩٣٢

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "يَا مَعَاذُ مَنْ طَلَّقَ لِبِدْعَةٍ وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً أَلْزَمْنَاهُ بِدْعَتَهُ"

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! جس نے ایک یا دو یا تین بدعی طلاق دیں ہم نے اس کو لازم کر دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو جتنی طلاقیں دے گا اتنی ہی واقع ہو جائیں گی۔ حالتِ حیض میں طلاق دے گا تو بھی واقع ہو جائے گی۔

چوتھی حدیث:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے دو سندوں سے روایت کیا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

"أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثاً مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ" (۵۱)

یعنی، جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔..

اس حدیث کو امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے سوید بن غفلہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے (۵۲)۔ اور اسی طرح امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۵۳)

۵۱۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب(۱٤) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص ۵۵۰، الحدیث:۱٤۹۷۱

۵۲۔ سنن الدارقطنی، المجلد(۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص ۲۰، الحدیث:۳۹۲۷-۳۹۲۸

۵۳۔ المعجم الکبیر للطبرانی، برقم:۲۷۵۷

میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا اور ان سے حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے ''مجمع الزوائد'' میں نقل کیا ہے۔(۵٤)

پانچویں حدیث:

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيُّ، قَالَ:قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: حَدِّثِيْنِي عَنْ طَلَاقِكِ، قَالَتْ: طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثاً وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (۵۵)

یعنی، عامر شعبی بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے کہا مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بیان کر، تو کہنے لگیں میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے مجھے تین طلاقیں بیک وقت دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا۔

اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے مختلف گیارہ اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو بیک وقت تین طلاقیں دی گئیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں نافذ فرمادیا۔(۵٦)

اور حضرت فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں ایک ہی کلمہ کے ساتھ دی تھیں جیسا کہ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں کہ

طَلَّقَ حَفْصُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ بِكَلِمَةٍ

۵٤۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، كتاب (١٨) الطلاق، باب (١٢) متعة الطلاق، ص ٤٢٣، الحديث:٧٧٨٨

۵۵۔ سنن ابن ماجة، المجلد(٢)، كتاب(١٠) الطلاق، باب(٤) من طلّق ثلاثاً في مجلس واحد، ص٥٠٧، الحديث:٢٠٢٤

۵٦۔ صحيح مسلم، المجلد(٥)، الجزء(١٠)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٦) المطلّقة ثلاثاً لا نفقة لها، ص٨٠ تا ٨٧، الحديث:٣٦ تا ٤٣

وَاحِدَةٍ ثَلَاثاً ۔(۵۷)

یعنی، حضرت حفص بن عمرو نے فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں۔

اس روایت کے بارے میں مجدی بن منصور نے تخریج احادیث میں لکھا کہ اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ حدیث امام بیہقی نے بھی روایت کی ہے۔

اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے دو مختلف سندوں سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ

طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَاطِمَةَ بُنَتَ قَيْسٍ عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ فِيْ كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَبَانَهَا مِنْهُ النَّبِيُّ ﷺ۔ (۵۸)

یعنی، ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے عہدِ رسالت میں اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دے دیں تو نبی ﷺ نے اس کی بیوی کو اس سے جُدا کر دیا۔

مجدی بن منصور نے لکھا ہے کہ حدیث: ۳۸۷۷ کی سند حسن ہے اور حدیث: ۳۸۷۸ کی سند حسن موقوف ہے۔

• امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ (۵۹) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۶۰) نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَامِرٍ، حَدَّثَتْنِيْ فَاطِمَةُ بُنْتُ قَيْسٍ، أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثاً، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَعْتَدَّ

یعنی، عامر شعبی سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ

۵۷۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، الحدیث:۳۸۷۲

۵۸۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص ۱۰، الحدیث:۳۸۷۷-۳۸۷۸

۵۹۔ سنن الدارمی، المجلد(۲)، کتاب (۱۲) الطلاق، باب (۱۵) فی المطلّقة ثلاثاً لها السکنیٰ والنفقة أم لا؟، ص۱۳٦، الحدیث:۲۲۷۵

٦۰۔ المسند، المجلد(٦)، حدیث فاطمہ بنت قیس، ص٤۱۱

تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے شوہر کے انہیں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو نبی ﷺ نے انہیں عدّت گزارنے کا حکم فرمایا۔

حدیث فاطمہ بنت قیس کی ایک روایت یہ ہے کہ آپ فرماتی ہیں:

طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا فَلَمْ یَجْعَلْ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سُکْنٰی وَ لَا نَفَقَۃَ

یعنی، میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے نہ سکنیٰ دلایا اور نہ نفقہ۔

اس روایت کے تحت شیخ محمود محمد شلتوت اور شیخ محمد علی السایس لکھتے ہیں:

قالوا: فلو أنه لم يقع أصلاً أو يقع واحدًا رجعيةً لما حرمت من السكنى و النفقة (٦١)

یعنی، فقہاء کرام نے فرمایا کہ اگر طلاق اصلاً واقع نہ ہوتی یا صرف ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ سکنیٰ اور نفقہ سے محروم نہ کی جاتیں۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تین ہی ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین نہیں ایک رجعی واقع ہوتی ہے حالانکہ آپ نے تینوں نافذ فرما دیں یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

چھٹی حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (٦٢)، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث

٦١۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ٨١

٦٢۔ صحيح البخاری، المجلد(٣)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٣٠) التلاعن فی المسجد، ص٤٢٦-٤٢٧، الحديث:٥٣٠٩،

متوفی ۲۷۵ھ (٦٣)، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (٦٤) اور امام ابومحمد عبداللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۳۵۸ھ (٦٥) روایت کرتے ہیں:

عَنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَخِيْ بَنِيْ سَاعِدَةَ: أَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ أَمْرِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "قَدْ قَضَى اللّٰهُ فِيْكَ وَفِي امْرَأَتِكَ" قَالَ: فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثاً، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ، فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ ذَاكَ تَفْرِيْقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ۔ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

یعنی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ بتلایئے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو اس کو قتل کردے یا کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مجید میں لعان کا مسئلہ ذکر فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے اور تیری بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں میرے

٦٣۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۲۷) اللعان، ص۴۷۳، حدیث:۲۲٤٥،

٦٤۔ المؤطا للامام مالك بن أنس: کتاب(۲۹) الطلاق، باب (۱۲) ماجاء فی اللعان، ص٥٠٠، ٥٠١، الحدیث: ۳۹

٦٥۔ سنن الدارمی، المجلد(۲)، کتاب النکاح، باب فی اللعان، ص۱۲٥، الحدیث:۲۲۲۹

سامنے لعان کیا جب وہ لعان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا کہ اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں خود جھوٹا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قبل لعان سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لی، آپ نے فرمایا سب لعان کرنے والوں کے درمیان یہ تفریق کردی جائے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ طریقہ مقرر ہوگیا کہ سب لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کردی جائے۔

اور امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ کی روایت ہے کہ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَئِنْ أَمْسَكْتُهَا لَقَدْ كَذَبْتُ عَلَيْهَا فَفَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِفِرَاقِهَا (٦٦)

یعنی، تو اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول! بخدا اگر میں نے اس عورت کو اپنے نکاح میں روکا تو میں نے اس پر جھوٹ بولا، پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جُدائی کا حکم ارشاد ہونے سے قبل اُسے جُدا کر دیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بحوالہ امام نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھا ہے:

وذلك لأنه ظن أن اللعان لا يحرّمها عليه، فأراد تحريمها بالطلاق فقال "هي طالق ثلاثاً" (٦٧)

یعنی، اس شخص نے اس لیے تین طلاقیں دی تھیں کہ اس کا گمان یہ

٦٦۔ السنن الكبرىٰ للنسائي، المجلد (٣)، كتاب (٤٤) الطلاق، أبواب اللعان، باب (٣٦) بدء اللعان، ص ٣٧١، الحديث: ٥٦٦٠/١

٦٧۔ فتح الباری، المجلد (١٢)، جزء (٩)، كتاب (٦٨) الطلاق، باب (٢٩) اللعان ومن طلّق بعد اللعان، ص ٤٥١، الحديث: ٥٣٠٨

تھا کہ لعان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی تو اس نے کہا ''اسے تین طلاقیں ہیں''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف تھی کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اسی لیے اس انصاری نے اپنی بیوی سے تفریق وتحریم کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کو تین طلاقیں دیں اور تین طلاق کو فراق شمار کیا۔ اگر ایک مجلس میں تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو ایک صحابی کا یہ فعل عبث ہوتا اور نبی کریم ﷺ اسے فرماتے کہ بیک وقت تین طلاقوں سے تمہاری جدائی نہیں ہوگی۔

اور پھر امام احمد کی روایت میں ہے کہ انہوں نے تین طلاقیں الگ الگ دیں چنانچہ شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السایس مصری لکھتے ہیں:

و فی روایة أحمد: هی الطلاق، و هی الطلاق، وهی الطلاق

یعنی، امام احمد کی روایت میں هی الطلاق، وهی الطلاق، و هی الطلاق ہے۔

اور لکھتے ہیں:

فتسریحه لها بهذه الکیفیة بعد أن قال: ''كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا'' دلیل واضح علی أنه یعلم أن التطلیق علی هذا الوجه طریق للبنیونة التی یریدها، و قد کان ذلك بمسمع النبی ﷺ و لم ینکر علیه أن هذا یحقّق غرضه.(٦٨)

یعنی، اس کے یہ کہنے کے بعد کہ ''اگر میں نے اس عورت کو اپنے نکاح میں روکا تو میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا'' اس کا بیوی کو اس اس کیفیت کے ساتھ چھوڑنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ جانتا

٦٨۔ مقارنة المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ٨١

تھا کہ اس وجہ پر طلاق دینا بینونۃ کا طریقہ ہے جسے وہ چاہتا ہے (کہ فوری طور پر اس عورت سے نکاح ختم ہو جائے) اور یہ جو اس نے تین طلاقیں بیک وقت دیں تو نبی ﷺ اُسے سُن رہے تھے اور آپ نے اس پر انکار نہ فرمایا، یہ اس کی غرض کو ثابت کرتا ہے۔

ساتویں حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ:

قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرُ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثاً، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔(۶۹)

یعنی، حضرت سہل فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسجد میں لعان کیا اس حال میں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا حضرت عویمر نے کہا یا رسول اللہ! اب اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر حضرت عویمر نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔

اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ''صحیح مسلم'' (۷۰) میں، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے ''سنن نسائی'' (۷۱) میں اور ''السنن الکبریٰ'' میں (۷۲) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے سنن

۶۹۔ صحیح البخاری، المجلد(۳)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص۴۱۲، حدیث:۵۲۵۹

۷۰۔ صحیح مسلم، کتاب(۱۹) اللعان، ص۵۷۴، الحدیث:۱(۱۴۹۲)

۷۱۔ سنن النسائی المجلد(۳)، الجزء(۶)، کتاب(۲۷) الطلاق، باب(۷) الرخصة فی ذلك، ص۱۴۲، الحدیث:۳۳۹۹

۷۲۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد(۳)، کتاب(۴۴) الطلاق، باب(۸) الرخصة فی ذلك، ص۳۴۹۔۳۵۰، الحدیث:۵۵۹۵/۱

الکبریٰ(۷۳)، اور امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ نے ''اختلاف العلماء'' میں اور امام ابو بکر احمد بن علی جصّاص نے ''مختصر اختلاف العلماء'' (۷۴) میں روایت کیا ہے۔

اور امام ابن الجارود متوفی ۳۰۷ھ نے ''کتاب المنتقی'' (۷۵) میں، امام محمد بن حبان بُستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی ''صحیح'' میں روایت کیا اور امام علاؤالدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ نے اسے ''الاِحسان بترتیب صحیح ابن حبان'' (۷۶) میں نقل کیا ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے اسی حدیث کے تحت لکھا ہے:

قال: فی الکتاب: فقد طلّق عویمر ثلاثاً بین یدی النبی ﷺ، ولو کان ذالك محرماً لنهاه عنه، وقال: إن الطلاق و إن لزمك فأنت عاص بأن تجمع ثلاثا الخ

یعنی، عویمر نے نبی کریم ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں اگر تین طلاقیں دینا حرام ہوتا تو آپ ﷺ اسے منع فرما دیتے۔ اور فرماتے بے شک تین طلاقیں اگرچہ تجھے لازم ہوگئیں پس تو اکھٹی تین طلاقیں دینے کی وجہ سے گنہگار رہوا۔

شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف متوفی ۴۴۴/ ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

وحجة الفقهاء فی جواز الطلاق الثلاث فی کلمةٍ قوله فی اللعان: "فَطَلَّقَهَا ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَّأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِذٰلِكَ" وقبل أن یخبره أنها تطلّق علیه باللعان الخ (۷۷)

یعنی، تین طلاقیں اکھٹی دینے کے جواز میں فقہاء کی دلیل یہ قول

۷۳۔ السنن الکبری للبیهقی المجلد(۷)، کتاب الطلاق، باب(۱۳) الاختیار للزوج الخ، ص۵۳۸، الحدیث:۱۴۹۳۵

۷۴۔ مختصر اختلاف العلماء المجلد (۲)، کتاب الطلاق، (۹۷۹) فیمن طلّق ثلاثاً فی کلمةٍ واحدةٍ، ص۴٦۳

۷۵۔ کتاب المنتقی لابن الجارود، کتاب الطلاق، ص۲۷۹، الحدیث:۷۳۷

۷٦۔ الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الطلاق، باب اللعان، ص۲۴۲، الحدیث:۴۲۷۰

۷۷۔ شرح البخاری لابن بطال، المجلد(۷)، کتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، ص۳۹۳

ہے کہ حضرت عویمر نے نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور قبل اس کے کہ آپ ﷺ انہیں خبر دیتے کہ تیری بیوی لعان کی وجہ سے طلاق والی ہوگئی۔

اور صحیح یہ ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا گناہ ہے اگر چہ واقع ہو جاتی ہیں اس کی دلیل حضرت محمود بن لبید کی روایت کردہ حدیث ہے جسے امام نسائی نے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکھٹی دے دیں تو نبی کریم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا تو آپ ﷺ کا ناراضگی کا اظہار فرمانا اور یہ کلمات ارشاد فرمانا: "میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا ہے" اس کے گُناہ ہونے کی دلیل ہے علاوہ ازیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوال پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ "اگر تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائے گی اور ایسا کرنا گناہ ہے"۔ بھی اس کے گُناہ ہونے کی دلیل ہے۔

امام یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶، اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

فقال مالك و الشافعي و الجمهور: تقع الفرقة بين الزوجين بنفس التلاعن (إلى) و قال محمد بن أبي صفرة المالكي: لا تحصل الفرقة بنفس اللعان واحتج بطلاق عويمر الخ (۷۸)

یعنی، امام مالک، امام شافعی اور جمہور کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محمد بن ابی صفرہ مالکی نے کہا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر نفس لعان سے تفریق ہوتی تو حضرت عویمر اپنی بیوی کو تین طلاقیں نہ دیتے۔

اور صحیح یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے باقی حضرت عویمر کا فوراً تین طلاقیں دینا محض اس لئے تھا کہ وہ کسی بھی حالت میں اس عورت کے ساتھ رہنا نہیں

۷۸۔ شرح صحيح مسلم للنووي، المجلد(٥)، الجزء(١٠)، كتاب(١٩) اللعان، ص ١٠٤-١٠٥، الحديث: ٤(١٤٩٣)

چاہتے تھے اور اس دور میں بھی تین طلاق اکھٹی دینے کا اور ان کے نفاذ کا معمول تھا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ لعان سے تفریق کا واقع ہو جانا ان کے علم میں نہ تھا اگر ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔

اس واقعہ میں امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ کی روایت کردہ حدیث یہ ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فِي هٰذَا الْخَبَرِ، قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلٰثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْفَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (۷۹)

یعنی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

یہ حدیث اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان تین طلاقوں کو نافذ فرما دیا۔

آٹھویں حدیث:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۸۰)، امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ (۸۱) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۸۲) روایت کرتے ہیں کہ:

وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ لِأَحَدِهِمْ: أَمَا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنِي بِهٰذَا۔

۷۹۔ سنن أبي داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۲۷) في اللعان، ص۷۴ ٤، الحديث: ۲۲۵۰

۸۰۔ صحيح مسلم، کتاب(۱۸)الطلاق، باب(۱) تحريم طلاق الحائض الخ ص۵۵۷، الحديث: ۱ (۱٤۷۱)

۸۱۔ سنن الدار قطني، المجلد(۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص۱۸، الحديث: ۳۹۲۱

۸۲۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۳) الإختيار للزوج الخ، ص ۵٤۱، حديث: ۱٤۹٤۱

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طلاق کے بارے
میں جب سوال کیا جاتا تو فرماتے جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو
طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس
چیز کا حکم دیا تھا۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثاً، قَالَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِي بِهٰذَا۔ (۸۳)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں
سوال کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوتیں تو
فرماتے اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رجوع کر سکتے ہو نبی ﷺ
نے مجھے اسی کا حکم فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رجوع کا حق صرف ایک یا دو طلاق کے بعد ہے چاہے وہ اکھٹی دی جائیں یا الگ الگ، ایک مجلس میں دی جائیں یا الگ الگ مجالس میں اور تیسری کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا چاہے تیسری طلاق اسی وقت دی جائے یا بعد میں۔

نویں حدیث:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی!

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّيْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثاً كَانَ يَحِلُّ لِيْ أَنْ أُرَاجِعَهَا؟ قَالَ: لَا، كَانَتْ تُبِيْنُ مِنْكَ وَ تَكُوْنُ مَعْصِيَةً۔ (۸٤)

۸۳۔ صحیح البخاری، المجلد(۳)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٧) من قال لامرأته الخ، ص٤١٤، الحدیث:٥٢٦٤

۸٤۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(٧)، کتاب الخلع و الطلاق، باب(١٤) ماجاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٧، الحدیث:١٤٩٥٥

یعنی، یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دوں تو کیا میرے لئے اس سے رجوع کرنا حلال ہوگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کرنا حلال نہ ہوگا اگر ایسا کیا تو) تیری بیوی تجھ سے جُدا ہو جائیگی اور ایسا کرنا گُناہ ہوگا۔

علامہ زاہد الکوثری متوفی ۱۳۷۰ھ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا کہ یہ حدیث امام طبرانی نے حضرت حسن سے اپنی سند کے ساتھ اور دار قطنی نے معلیٰ بن منصور کے طریق سے اور ابوبکر رازی نے ابن قانع محمد بن شاذان کی سند سے روایت کی ہے اور لکھا ہے یہ حدیث حُجّت ہونے کے درجے سے نہیں گرتی۔(۸۵)

دسویں حدیث:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ (۸۶) نے روایت اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ (۸۷) نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں، تو ان کے بیٹے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے:

فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَبَانَا طَلَّقَ أُمَّنَا أَلْفاً، فَهَلْ لَهُ مِنْ مَّخْرَجٍ؟ فَقَالَ: "إِنَّ أَبَاكُمْ لَمْ يَتَّقِ اللّٰهَ، فَيَجْعَلُ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ مَخْرَجاً، بَانَتْ مِنْهُ بِثَلَاثٍ عَلٰى غَيْرِ السُّنَّةِ وَ تِسْعُمِائَةٍ وَّ سَبْعَةٌ وَّ تِسْعُوْنَ إِثْمٌ فِي عُنُقِهِ"

یعنی، عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ! ہمارے والد نے ہماری

۸۵۔ الأشفاق على أحكام الطلاق، هل يحلّ الطلاق رجعى الخ، ص ۱۳-۱٤

۸٦۔ سنن الدار قطني، المجلد(۲)، الجزء(٤)، كتاب الطلاق، ص ١٤، الحديث:۳۸۹۸

۸۷۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، كتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۰) فيمن طلّق أكثر من ثلاث، ص ٤٤١-٤٤٢، الحديث:۷۷۸۳

ماں کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں، تو کیا ان کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تمہارے والد اللہ سے نہیں ڈرے، جو اس کے لئے اس امر سے نکلنے کا کوئی راستہ بناتا، اس کی بیوی اس سے خلاف سنّت طریقے پر جُدا ہوگئی اور نو سوستانوے (۹۹۷) طلاقیں اس کی گردن میں گناہ ہیں''۔

اس حدیث کی سند اگر چہ ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے۔ امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ فِی رَجُلٍ طَلَّقَ أَلْفاً: أَمَّا ثَلَاثٌ لَهُ، وَأَمَّا تِسْعُمِائَةٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَظُلْمٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ

یعنی، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی تھیں فرمایا، تین تو اس کیلئے ہیں (یعنی تین تو واقع ہوگئیں) اور مگر نوسوستانوے (۹۹۷) پس وہ عدوان وظلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے اس کی وجہ سے اُسے عذاب دے اور اگر چاہے تو بخش دے۔

اسی کی مثل حدیث مسند عبدالرزاق میں ہے(۸۸)

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۸۹) کی روایت کردہ اور حافظ نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ (۹۰) کی نقل کردہ حدیث

۸۸۔ الأشفاق علی أحکام الطلاق، الطلاق الثلاث بلفظٍ واحدٍ، ص۳۶-۳۷

۸۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلّق ثلاثاً، ص۳۰۵-۳۰٦، الحدیث: (۲۹۹٤) ۱۱۳۸۳

۹۰۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، باب (١٨) الطلاق، باب (١٠) فیمن طلّق أکثر من ثلاث، ص٤٤١، الحدیث: ۷۷۸۲

میں ہے:

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: "أَمَّا اتَّقَی اللّٰہَ جَدُّكَ، أَمَّا ثَلَاثٌ فَلَهُ، وَ أَمَّا تِسْعُمَائَةٍ وَ سَبْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَ ظُلْمٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَذَّبَهُ، وَ إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُ

یعنی، تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تیرا دادا اللہ سے نہیں ڈرا، (ان ہزار میں سے) تین تو اس کے لئے ہیں (یعنی واقع ہوگئیں) مگر نوسو ستانوے (۹۹۷) پس وہ عدوان اور ظلم ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی وجہ سے اُسے عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے۔

یہی حدیث امام ابوبکر بن علی متوفی ۸۰۰ھ نے بھی ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

فَقَالَ: بَانَتْ بِثَلَاثٍ فِیْ مَعْصِیَةٍ وَّتِسْعُمِائَةٍ وَّسَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فِیْمَا لَا یَمْلِكُ۔ (۹۱)

یعنی نبی ﷺ نے فرمایا: "عورت تین سے معصیت میں جدا ہوگئی اور نوسو ستانوے (۹۹۷) کا وہ مالک نہیں"۔

اور یہی حدیث محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ نے بھی نقل کی ہے جنہیں اہلحدیث (غیر مقلّد) بھی رئیس الفقہاء مانتے ہیں دیکھئے "فتاویٰ ثنائیہ" (۹۲) جس کے الفاظ یہ ہیں:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: بَانَتْ بِثَلَاثٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَبَقِیَ تِسْعُمِائَةٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ عُدْوَاناً وَظُلْماً، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ اللّٰهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ۔ (۹۳)

یعنی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت تین سے اللہ تعالیٰ کی

۹۱۔ الجوہرۃ النیرہ، المجلد(۲)، کتاب الطلاق، ص۳۹

۹۲۔ فتاویٰ ثنائیہ، المجلد(۲)، باب ہشتم، کتاب النکاح، ص۳۳۲

۹۳۔ فتح القدیر شرح الہدایۃ، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّۃ، ص۳۲۰

نافرمانی میں جُدا ہوگئی اور باقی نوسوستانوے (۹۹۷) زیادتی وظلم ہیں، اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب دے چاہے تو اُسے بخش دے۔

گیارہویں حدیث:

امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۹۴) نے تین مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا اور علامہ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ (۹۵) نے اسے نقل کیا کہ:

أَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمِيَّةَ الْبَتَّةَ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتَ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً"؟، قَالَ رُكَانَةَ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،

یعنی، بیشک رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمیہ کو طلاق البتہ دی نبی کریم ا کو اس بارے میں بتایا گیا اور حضرت رُکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ایک ہی طلاق کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ ا نے پھر حلفیہ پوچھا کہ کیا تمہارا ایک ہی کا ارادہ تھا......؟ تو حضرت رُکانہ نے کہا کہ قسم بخدا میں نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک کا۔ پس رسول اللہ ا نے انکی بیوی کو ان کی طرف پھیر دیا۔

اور امام ابوداوٗد کا اس روایت کو اس باب میں نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تین طلاق دینے کی صورت میں رجوع نہیں ہوسکتا۔

اور شیخ محمود محمد شلتوت مصری اور شیخ محمد علی السایس مصری لکھتے ہیں:

ما جاء فی حدیث رکانة بن یزید أنه طلّق امرأته البتة، و أن النّبیّ

۹۴۔ سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، کتاب (۷) الطلاق، باب (۱٤) فی البتة، ص ٤٥٥، الحدیث: ۲۲۰۶

۹۵۔ جامع المسانیدو السنن، المجلد (۳۲)، مسند ابن عباس، رجال عن عکرمة، عنه، ص ۱۱۱، الحدیث: ۲۸٤٥

ﷺ استحلفه، أنه أراد إلا واحدة، فاستخلافه على إرادة الواحدة
دليل على أنه لو أراد الثلاث وقعن، و إذا كانت الثلاث تقع
بالنيّة في الكناية فأولىٰ أن تقع بصريح الطلاق (۹۶)

یعنی، حدیث رُکانہ بن یزید میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی، اور نبی ﷺ نے ان سے اس بات پر قسم لی کہ انہوں نے (کنایہ) سے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ کا (کنایہ سے) ایک طلاق کے ارادے پر ان سے قسم لینا اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ تین کی نیت کر لیتے تو تین واقع ہو جاتیں، جب کنایہ میں تین کی نیت کرنے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں تو صریح طلاق دینے سے بطریقِ اولیٰ تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بے حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

خیر القرون:

امام محمد اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۹۷) اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۰ھ (۹۸) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حصين رضى الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ
خَيْرُ أُمَّتِىْ قَرْنِىْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ

یعنی، حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۹۶۔ مقارنة المذاهب فى الفقه، الطلاق البدعى، ص۸

۹۷۔ صحيح البخارى، المجلد(۲)، كتاب (۵۲)الشهادات، باب (۹)، لا يشهد على شهادة جو، ۱۷۰، الحديث:۲۶۵۱

۹۸۔ صحيح مسلم، كتاب (٤٤) فضائل الصحابة، باب (۵۲) فضل الصحابة ثم الذين يلونهم الخ، ص۹۸۳، الحديث:۲۱٤، ۲۱۵۰ (۲۵۳۵)

فرمایا: میری امت میں بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں
ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

یہی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام بخاری نے ''صحیح البخاری'' (برقم:٢٦٥٢) میں اور امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' (برقم:٢١٠-١١-١٢(٢٥٣٣)) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' (برقم:٢١٣/ ٢٥٣٤) میں اور اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' (برقم:٢١٦/٢٥٣٦) میں روایت کیا ہے۔

مراد یہ ہے کہ صحابہ کرام پھر تابعین، پھر تبع تابعین رضی اللہ عنہم میری پوری اُمّت میں بہترین ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی میں شریعت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے گزار دی۔ اور ان حضرات کا ہر عمل اور فتویٰ قرآن وسنّت کی بہترین شرح اور تفصیل ہے اور اُمّتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے راہِ ہدایت ہے۔

لہٰذا خیر القرون کا جائزہ لیا جائے کہ ان پاکیزہ زمانوں میں بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تین سمجھی جاتی تھیں یا ایک؟ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام سے کسی نے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کیا جواب دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فتاویٰ سے ابتداء کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام کے فتاویٰ:

(ا) حضرت علی، ابن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابو عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ

عَنْ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ عَلِيّاً وَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنهم قَالُوْا: إِذَا طَلَّقَ الْبِكْرَ ثَلَاثًا فَجَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ

زَوْجًا غَیْرَہٗ، فَإِنْ فَرَّقَهَا بَانَتْ بِالْأُولٰی وَ لَمْ تَكُنِ الْأُخْرَيَيْنِ (۱۰۸)

یعنی، حکم سے مروی ہے کہ حضرت علی، حضرت ابن مسعود، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے فرمایا: جب کوئی شخص باکرہ (یعنی غیر مدخول بہا) کو تین طلاقیں دے دے پھر ان کو جمع کرے (یعنی ایک ہی مجلس میں تینوں طلاقیں دے مثلاً اس طرح کہے تجھے تین طلاق تو تینوں ہی واقع ہونے کی وجہ سے) یہ عورت اس شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے، پس اگر اس نے جُدا جُدا تین طلاقیں دیں (یعنی اس طرح کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) تو (غیر مدخول بہا ہونے کی وجہ سے) پہلی طلاق سے وہ بائنہ ہو جائے گی (دوسری طلاق کے لئے وہ محل نہ رہے گی اس لئے) آخری دو کچھ بھی نہ ہوں گی۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالُوْا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔(۱۰۰)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور امُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تینوں یہ فتوی دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

۹۹۔ المصنف لعبد الرزاق: ۶/۲۶۴، برقم:۱۱۱۲۸

۱۰۰۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد(۴)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۸) فی الرجل یتزوّج المرأة ثم یطلّقها، ص۱۹، الحدیث:۹

(۳) حضرت ابن عباس، ابوہریرہ، ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۱۰۱)، اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۲۱ھ (۱۰۲) روایت کرتے ہیں اور علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۱۰۳) نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَيَاسٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سُئِلُوا عَنِ الْبِكْرِ وَيُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلَاثاً، فَكُلُّهُمْ قَالُوا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔

یعنی، محمد بن ایاس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس، ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے اس کا کیا حکم ہے؟ تو سب نے فرمایا کہ وہ عورت اس پر بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہیں۔

اور امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

فَكُلُّهُمْ قَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ۔ (۱۰۴)

یعنی، سب نے فرمایا وہ تجھ پر حرام ہوگئی۔

اور امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

۱۰۱۔ سنن أبي داؤد، المجلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۵۰، الحديث:۲۱۹۸

۱۰۲۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، كتاب (۱۷)، باب (۱۷) طلاق البكر، ص۲۶۲۔۲۶۳، الحديث:۱۱۱۱۵، ۱۱۱۲۲

۱۰۳۔ جامع المسانيد و السنن، المجلد (۲۶)، مسند (۱۱۳) عبدالله بن عمرو، محمد بن أياس بن بكر الليثي المدني (۲۱۴) عنه، ص۳۷۳، الحديث: ۷۲۹، و المجلد (۳۲)، مسند (۱۹۵) ابن عباس، محمد بن أياس بن بكير الليثي المدني عنه، ص۳۲۸

۱۰۴۔ شرح معاني الآثار، المجلد(۲)، جزء(۳)، كتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص۵۷، الحديث:۴۴۷۹

لَا يَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ۔(۱۰۵)

یعنی، وہ مرد اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۴) حضرت علی، زید بن ثابت اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

یہ سب حضرات فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی چاہے اس کی نیت تین طلاق دینے کی نہ ہو، چنانچہ شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وَ رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ وَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَ ابْنِ عُمَرَ وَ الْحَكَمِ وَ ابْنِ أَبِیْ لَیْلٰی: فِی الْحَرَامِ ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ وَلَا یُسْئَلُ عَنْ نِیَّتِهٖ وَ بِهٖ قَالَ مَالِكٌ(۱۰۶)

یعنی، خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عمر، حضرت حکم اور ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حرام میں تین طلاقیں ہیں اور دینے والے کی نیت بھی نہ پوچھی جائے گی اور یہی امام مالک نے فرمایا۔

اسی طرح اسے شارح صحیح بخاری حافظ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے ''عمدة القاری'' میں ذکر کیا ہے۔(۱۰۷)

(۵) حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا قَالَا فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلَاثاً: لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً

۱۰۵۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب(۱۳) الإختیار للزوج أن یطلّق إلا واحدةً، ص ۵۴۰، الحدیث:۱۴۹۳۸

۱۰۶۔ فتح الباری، المجلد (۱۲) کتاب الطلاق، باب (۷) من قال لامرأته: الخ، ص ۴۶۵

۱۰۷۔ عمدة القاری المجلد (۱۴)، کتاب الطلاق، باب من قال لامرأته الخ، ص ۲۶۶

غَیْرَہٗ۔(۱۰۸)

یعنی، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ(۱۰۹)، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ(۱۱۰)اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ(۱۱۱)روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ أَبِیْ عَیَّاشٍ الْأَنْصَارِیِّ أَنَّهٗ کَانَ جَالِساً مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ، فَجَائَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ أَیَاسٍ ابْنُ الْبَکِیْرِ، فَقَالَ: إِنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِیَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ ثَلَاثاً، قَبْلَ أَنْ یَّدْخُلَ بِهَا، فَمَاذَا تَرَیَانِ؟ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ: إِنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا لَنَا فِیْهِ مِنْ قَوْلٍ، فَاذْهَبْ إِلیٰ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنهم فَاسْأَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا، فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِیْ هُرَیْرَةَ: أَفْتِهٖ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ، فَقَدْ جَائَتْكَ مُعْضَلَةٌ (أَیْ مَسْئَلَةٌ صَعْبَةٌ مُشْکِلَةٌ) فَقَالَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ: الْوَاحِدَةُ تُبِیْنُهَا، وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا، حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَهٗ، وَفِیْ "الْمُؤَطَّا لِمَالِكٍ" وَ"السُّنَنِ لِلْبَیْهَقِیْ":

۱۰۸۔ شرح معانی الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، کتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل یطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص۵۸، الحدیث:۴۴۸۰

۱۰۹۔ شرح معانی الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، کتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل یطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص۵۷، الحدیث:۴۴۷۸،

۱۱۰۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، کتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵)طلاق البکر، ص۳۵۶، الحدیث:۶۵۷

۱۱۱۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۴) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص۵۴۹، الحدیث:۱۴۹۶۶

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

یعنی، معاویہ ابن ابی عیاش انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا کہ انکے پاس محمد بن ایاس ابن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ لوگوں کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے؟ (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کا حکم پوچھا) تو حضرت ابن زبیر نے کہا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں تُو حضرت عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے پاس چلا جا اور اُن سے یہ مسئلہ پوچھ پھر وہ جو بھی جواب ارشاد فرمائیں وہ آ کر ہمیں بھی بتانا۔ تو محمد بن ایاس نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! فتوی دے تیرے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک طلاق اُسے بائن کر دیگی (یعنی اگر جُدا جُدا طلاق کے الفاظ کہے گا تو وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائیگی کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہے) اور تین طلاقیں اُسے حرام کر دیں گی (یعنی اگر تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ کہے گا تو تینوں ہی واقع ہو جائینگی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی) جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اس مرد پر حلال نہ ہو گی اور حضرت ابن عباس نے بھی ان ہی کی مثل فرمایا۔

امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ (۱۱۲)، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۱۳)،

۱۱۲۔ الموطا للإمام محمد بن الحسن الشيباني، كتاب الطلاق، باب (۱۵) الرجل يطلّق امرأته ثلاثاً قبل أن يدخل بها، ص۱۹۶، الحديث:۵۸۱

۱۱۳۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، كتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البكر، ص۳۵۶، الحديث:۶۵۷

اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (دو اسناد کے ساتھ) (۱۱٤) امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۱۱٥)، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۱٦) اور ابن انس (۱۱۷) روایت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے قبل ایک دم تین طلاقیں دے دیں پھر اس کا خیال ہوا کہ وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے۔

فَسَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَا: لَا يُنْكِحُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ، فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ طَلَاقِيْ إِيَّاهَا وَاحِدَةً، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ۔

یعنی، حضرت ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا ان دونوں صحابہ نے فرمایا کہ اس نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں، جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں نے ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دی تھیں اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تیرے ہاتھ میں جو کچھ تھا تو نے اکٹھا ہی دے دیا۔

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۷۹ھ مندرجہ بالا روایت کے تحت لکھتے ہیں:

و بهذا نأخذ و هو قول أبي حنيفة و العامة من فقهائنا، لأنه طلّقها ثلاثاً جميعاً معاً، و لو فرّقهنّ وقعت الأولى خاصةً، لأنها

۱۱٤۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البكر، ص ۲٦۲، الحديث: ۱۱۱۱٦-۱۱۱۱۷

۱۱٥۔ شرح معاني الآثار، المجلد (۲)، الجزء (۳)، كتاب (۸) الطّلاق، باب (۲) الرجل يطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص ٥۷، الحديث: ٤٤۷۷

۱۱٦۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد (۷)، كتاب الخلع و الطلاق، باب (۱٤) ما جاء في إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص ٥٤۸-٥٤۹، الحديث: ۱٤۹٦٥

۱۱۷۔ موطا إبن انس مع شرحه القبس، المجلد (۳)، كتاب الطلاق، باب ما جاء في البتة، ص ۹٤

بانت بها قبل أن يتكلم بالثانية، و لا عدة عليها الخ (۱۱۸)

یعنی، اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ہمارے عامہ فقہاء کا قول ہے کیونکہ اس نے اُسے تین کی تین طلاقیں ایک ساتھ دے دیں، اور وہ اگر ان کو جُدا جُدا کرتا (یعنی الگ الگ دیتا) تو پہلی ہی واقع ہوتی، کیونکہ وہ اس پہلی طلاق سے ہی دوسری بولنے سے قبل بائن ہو جاتی اور اس عورت پر عدّت نہیں ہے۔

جن روایات میں غیر مدخول بہا (جن سے مقاربت یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) پر تین طلاقوں کے واقع ہونے کا حکم کیا گیا ہے اس سے مراد بیک کلمہ دی گئی تین طلاقیں ہیں کیونکہ اگر الفاظ متعدّدہ سے طلاقیں دی جائیں تو پہلی طلاق سے غیر مدخول بہا بائن ہو جاتی ہے اور باقی طلاقوں کا محل نہیں رہتی اور وہ طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے ظاہر ہے۔

(۶) حضرت عثمان غنی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کا متفقہ فیصلہ:

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے روایت کیا کہ سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے کاتب نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں پھر اس سے رجوع کا ارادہ کیا تو ازواج مطہرات نے اسے حکم دیا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر مسئلہ پوچھیں تو وہ آپ کی خدمت میں آیا اور حضرت زید بن ثابت بھی آپ کے پاس موجود تھے:

فَقَالَا: حَرُمَتْ عَلَيْكَ، حَرُمَتْ عَلَيْكَ (۱۱۹)

۱۱۸۔ الموطا لمحمد بن الحسن الشيباني، كتاب الطلاق، باب (۱۵) الرجل يطلّق امرأته ثلاثاً، الحديث: ۵۸۱، ص ۱۹۶

۱۱۹۔ الدر المنثور، المجلد (۱)، سورة البقرة: ۲/ ۲۳۰، ص ۶۴۱

یعنی، تجھ پر حرام ہوگئی، تجھ پر حرام ہوگئی۔

(۷) حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:

امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ لکھتے ہیں:

كان عليّ و ابن عمر يقولان: لَوْ قَالَ: أَنْتِ خَلِيَّةٌ ثَلَاثاً أَوْ بَرِيئَةٌ ثَلَاثاً أَوْ بِتَّةٌ ثَلَاثاً أَوْ بَائِنٌ ثَلَاثاً أَوْ حَرَامٌ ثَلَاثاً لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ (۱۲۰)

یعنی، حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے تھے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے تین بار ''أنت خلية'' یا ''أنت بريئة'' یا ''بتة''، ''بائن'' کہا تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً أَتیٰ عُمَرَ ﷺ فَقَالَ: إِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ يَعْنِیْ الْبَتَّةَ وَهِیَ حَائِضٌ، قَالَ: عَصَيْتَ رَبَّكَ وَفَارَقْتَ امْرَأَتَكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِيْنَ فَارَقَ امْرَأَتَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ ﷺ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَ امْرَأَتَهُ لِطَلَاقٍ بَقِیَ لَهُ وَأَنَّهُ لَمْ يَبْقَ لَكَ مَا تَرْجِعُ بِهِ امْرَأَتَكَ۔ (۱۲۱)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص

۱۲۰۔ كشف الغمة عن جميع الأمة، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، فصل فی طلاق البتة و جمع الثلاث الخ، ص ۱۲۱

۱۲۱۔ السنن الكبریٰ للبيهقی، المجلد (۷)، كتاب الخلع و الطلاق، باب (۱۴) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص ۵۴۷، الحديث: ۱۴۹۵۶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق مُغلّظہ دیدی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جُدا ہوگئی تو اس شخص نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بیوی کو جُدا کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کرنے کا حکم فرمایا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو انہیں ان طلاقوں کی وجہ سے رجوع کا حکم فرمایا، جو انکے پاس باقی تھیں اور تیری حالت یہ ہے کہ تیرے لئے کوئی طلاق باقی نہیں ہے جسکے ساتھ تو اپنی بیوی سے رجوع کرے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۲۲) اور امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۲۳) نے روایت کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً قَبلَ أَنْ یَدْخُلَ بِهَا، قَالَ: هِیَ ثَلَاثٌ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَهُ، وَإِذَا کَانَ أُتِیَ بِهِ أَوْجَعَهُ.

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مقاربت سے قبل بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں کہ تین طلاقیں واقع ہوگئیں جب تک وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی۔ اور جب کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے بیک وقت تین طلاقیں دی

۱۲۲۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد (۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب (۱٤)، باب ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص٥٤٧، الحدیث:١٤٩٧١

۱۲۳۔ المصنَّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص ۲٦١، الحدیث:١١١٠٩

ہوتیں تو آپ اُسے سزا دیتے۔

امام ابوبکر عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت نقل کی کہ:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا ظَفِرَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، أَوْجَعَ رَأْسَهُ بِالدُّرَّةِ (١٢٤)

یعنی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی ایسے شخص کو پکڑتے جس نے اپنی بیوی کو (بیک وقت) تین طلاقیں دی ہوتیں تو دُرّے کے ساتھ اس کے سر میں مارتے۔

اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی (١٢٥) اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام (١٢٦) سے اور روایت ہے:

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں

فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَىٰ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا كُنْتَ أَلْعَبُ فَعَلَاهُ عُمَرُ ﷺ بِالدُّرَّةِ، وَقَالَ: إِنْ كَانَ لِيَكْفِيكَ ثَلَاثٌ۔

یعنی، یہ فیصلہ حضرت عمر فاروق ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا تو کھیلتا ہے؟ اور اس کے سر پر کوڑا مارا اور فرمایا تجھے تین کافی ہیں (یعنی تیری بیوی تین طلاقوں سے ہی تجھ پر حرام ہوگئی)۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

١٢٤۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلق ثلاثاً، ص٣٠٧، الحدیث:١١٣٨٩

١٢٥۔ سنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(٧)، کتاب الخلع و الطلاق، باب(١٤) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص٥٤٧، الحدیث:١٤٩٥٧-١٤٩٥٨

١٢٦۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلق ثلاثاً، ص٣٠٧، الحدیث:١١٣٨٤

یہی مسئلہ جب حضرت انس ﷛ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ عورت اس مرد پر حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ پھر فرمایا:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً أَوْجَعَ ظَهْرَهُ۔(۱۲۷)

یعنی، حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں حضرت عمر ﷛ کے پاس جب کسی ایسے شخص کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اس کی پیٹھ پر مارتے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فِي مَجْلِسٍ، أَوْجَعَهُ ضَرْباً، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔(۱۲۸)

یعنی، حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ﷛ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ مُجَاهِدٍ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِامْرَأَتِهِ زَمَنَ عُمَرَ: حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ، حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ، حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ، فَاسْتَحْلَفَهُ عُمَرُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ، فَقَالَ: أَرَدْتُ الطَّلَاقَ ثَلَاثًا، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِ، و فِي رِوَايَةِ عبد الملك بن سليمان: أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ عَلِيّاً أَنْ

۱۲۷۔ شرح معاني الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، كتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص۵۹، الحديث:۴۴۸۸

۱۲۸۔ مصنّف ابن شيبة، المجلد(۴)، كتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۰) من كره أن يطلّق الرجل امرأته ثلاثاً في مقعدٍ واحدٍ الخ، ص۱۱، الحديث:۳

يُحَلِّفَهُ مَا نَوىٰ۔ (۱۲۹)

یعنی، مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تیری رسی تیری گردن پر، تیری رسی تیری گردن پر، تیسری رسی تیری گردن پر، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے رکنِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان حلف لیا تو اس شخص نے کہا میں نے اس سے تین طلاق کا ارادہ کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تین طلاقوں کو جاری فرما دیا۔ اور عبدالملک بن سلیمان کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس سے اس کی نیت کا حلف لیں۔

(۹) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي يَحْيىٰ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلىٰ عُثْمَانَ فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةً قَالَ: ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ عُدْوَانٌ۔ (۱۳۰)

یعنی، معاویہ بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو (۱۰۰) طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہو گئی اور باقی ستانوے (۹۷) طلاقیں حد سے تجاوز کرنا ہے۔

۱۲۹۔ المصنّف لعبدالرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٣٧) حبلك على غاربك، ص٢٨٨، الحديث:١١٢٧٦۔١١٢٧٧

۱۳۰۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) في الرجل يطلّق إمرأته مائة أو ألفا في قولٍ واحدٍ، ص١٣، حديث:٨

(۱۰) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۳۱) روایت کرتے ہیں اور ان کے حوالے سے امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (۱۳۲) نقل کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَلِيٍّ فِيمَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔

یعنی، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیں، تو آپ نے فرمایا: اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۳۳) اور امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۵۸ھ (۱۲٤) روایت کرتے ہیں:

عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفاً قَالَ: بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَأَقْسِمْ سَائِرَهَا بَيْنَ نِسَائِكَ۔

یعنی، حبیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا: تمہاری بیوی تین طلاقوں سے جدا ہوگئی، باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کردو۔

۱۳۱۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص۵٤۷، الحدیث:١٤٩٥٩

۱۳۲۔ جمع الجوامع، المجلد (۱۳)، مسند علی بن أبی طالب، ص:٤٠٠، الحدیث: ٧٩٠٥

۱۳۳۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل یطلّق إمرأته مائةً أو ألفاً فی قولٍ واحدٍ، ص١٢، الحدیث:٥

۱۳٤۔ سنن الدارقطنی، المجلد(٢)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص١٤، الحدیث:٣٩٠١

اس روایت کو امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے بھی نقل کیا ہے۔(۱۳۵)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔

یعنی، امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو کوئی اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاقیں دے دے تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَدَدَ الْعَرْفَجِ، قَالَ: تَأْخُذُ مِنَ الْعَرْفَجِ ثَلَاثاً وَ تَدَعُ سَائِرَهُ (۱۳٦)

یعنی، شریک بن ابی نمر سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا، عرض کی میں نے اپنی بیوی کو عرفج کی تعداد کے برابر طلاقیں دے دی ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: عرفج میں سے تین لے لے (یعنی تین واقع ہو گئیں) باقی چھوڑ دے۔

(۱۱) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۳۷)، اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن

۱۳۵۔ جمع الجوامع، المجلد (۱۳)، مسند علی بن أبی طالب، ص ۴۰۰، الحدیث: ٦٠٧٩

۱۳٦۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلّق ثلاثاً، ص ۳۰٦

۱۳۷۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، کتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱) ماجاء البتة، ص ۴۸۹، الحدیث: ۲

نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ(۱۳۸)روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَىٰ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: إِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ ثَمَانِیْ تَطْلِیْقَاتٍ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: فَمَاذَا قِیْلَ لَكَ؟ قَالَ: قِیْلَ لِیْ إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّیْ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: صَدَقُوْا، مَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَیَّنَ اللّٰهُ لَهُ، وَمَنْ لَبَسَ عَلٰی نَفْسِهِ لُبْساً، جَعَلْنَا لُبْسَهُ مُلْصَقاً بِهِ، لَا تَلْبِسُوْا عَلٰی أَنْفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلُهُ عَنْكُمْ، هُوَ كَمَا یَقُوْلُوْنَ۔

یعنی، ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں، تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علماء صحابہ نے تجھے کیا کہا، وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ تیری بیوی تجھ سے بائن (جُدا) ہوگئی تو آپ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طلاق دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرما دیا اور جو حکم کو اپنے اُوپر مشتبہ کرے گا تو ہم اُس کی بلا اُسی پر ڈال دیں گے، اپنے آپ کو مشتبہ نہ کرو جو ہم اُسے تم پر ڈال دیں، تیری بیوی کا حکم وہی ہے جو صحابہ کہتے ہیں (یعنی وہ تجھ سے جُدا ہوگئی)۔

اور اسی حدیث کو امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' میں روایت کیا ہے اور ان سے حافظ نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے نقل کیا اور اس حدیث کے بارے میں حافظ ہیثمی لکھتے ہیں:

رجاله رجال الصحیح (۱۳۹)

۱۳۸۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) المطلّق ثلاثاً، ص٣٠٦، الحدیث: ۱۱۳۸٦

۱۳۹۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۱۰) فیمن طلّق أکثر من ثلاث، ص٤٤٢، الحدیث: ۷۷۸٥

یعنی، اس حدیث کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۴۰)، امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۴۱) روایت کرتے ہیں اور ان سے قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ (۱۴۲) نقل کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ فرماتے ہیں! ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:

إِنِّیْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِیْ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ مَرَّةً قَالَ: فَمَا قَالُوْا لَكَ؟ قَالَ قَالُوْا: قَدْ حَرُمَتْ عَلَیْكَ، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَقَدْ أَرَادُوْا إِنْ یَّبْقُوْا عَلَیْكَ بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ عُدْوَانٌ۔

یعنی، کہ میں نے اپنی بیوی کو ننانوے (۹۹) طلاقیں دی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا علماء صحابہ نے تجھے اس کا کیا حکم بتایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے کہا ہے تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی، تو علقمہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے تجھ سے تیری بیوی کو الگ کر دیا اور باقی سب حد سے تجاوز ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے اور ان سے بیوی کے حرام ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۴۳) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی

۱۴۰۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل یطلّق امرأته مائةً أو ألفاً فی قولٍ واحدٍ، ص١٢، الحدیث:١

۱۴۱۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٢)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) المطلّق ثلاثاً، ص٣١٧، الحدیث: ١١٣٨٧

۱۴۲۔ تفسیر مظهری، المجلد(١)، سورة البقرة، آیت:٢٢٩، ص٣٠٢

۱۴۳۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل یطلّق امرأته مائةً أو ألفاً فی قولٍ واحدٍ، ص١٢، الحدیث:٢

۴۵۸ھ(۱٤٤)نے روایت کیا ہے:

عَنْ عَلْقَمَه عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ قَالَ: حَرَّمَتْهَا ثَلَاثٌ وَّسَبْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ عُدْوَانٌ۔

یعنی، علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدیں آپ نے فرمایا تین طلاقوں سے اسکی بیوی حرام ہوگئی باقی ستانوے حد سے تجاوز ہیں۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں اور ان سے حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نقل کرتے ہیں:

عن علقمة، قال: جَاءَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ تِسْعًا وَ تِسْعِيْنَ، وَ إِنِّيْ سَأَلْتُ، فَقِيْلَ: قَدْ بَانَتْ مِنِّيْ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: قَدْ أَحَبُّوْا أَنْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهَا، قَالَ: فَمَا تَقُوْلُ رَحِمَكَ اللّٰهُ؟ فَظَنَّ أَنَّهُ سَيُرَخِّصُ لَهُ، فَقَالَ: ثَلَاثٌ تُبِيْنُهَا مِنْكَ، وَ سَائِرُهُنَّ عُدْوَانٌ

یعنی، حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دے دی ہیں اور میں نے اس مسئلہ کے بارے میں صحابہ سے دریافت کیا تو جواب ملا کہ میری بیوی مجھ سے (حرمت مغلظہ کے ساتھ) جدا ہوگئی۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے تیرے اور تیری بیوی کے مابین جدائی کو پسند کیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اور اس نے گمان کہ عنقریب آپ

۱٤٤۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۳) الإختيار للزوج أن لا يطلّق إلا واحدةً، ص٥٤٤، الحديث:١٤٩٤٨

اُسے رخصت دے دیں گے، پس حضرت بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے فرمایا: ننانوے میں سے تین طلاقوں نے تیری بیوی تجھ سے
جدا کردی اور باقی سب سے حد سے تجاوز ہیں۔

اور اس حدیث کے بارے میں حافظ ہیثمی لکھتے ہیں:

رجاله رجال صحيح (١٤٥)

یعنی، اس حدیث کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن مسروق عن بن مسعود، سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: اخْتَارِيْ، فَسَكَتَتْ، ثُمَّ قَالَ: اِخْتَارِيْ، فَسَكَتَتْ، ثُمَّ قَالَ لَهَا ثَالِثَةً: اِخْتَارِيْ، فَقَالَتْ: اخْتَرْتُ نَفْسِيْ، قَالَ: هِيَ ثَلَاثٌ (١٤٦)

یعنی، مسروق تابعی سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: اختیار کر تو وہ خاموش رہی، پھر اس نے کہا اختیار کر تو وہ خاموش رہی، پھر تیسری بار کہا اختیار کر تو اس بار اس عورت نے کہا: میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا (تو اس کا حکم کیا ہے؟) آپ نے فرمایا: یہ تین طلاقیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے:

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ امْرَأَتِيْ كَلَامٌ فَطَلَّقْتُهَا عَدَدَ النُّجُوْمِ قَالَ: تَكَلَّمْتَ بِالطَّلَاقِ؟ قَالَ: نَعَمْ! قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ فَمَنْ أَخَذَهُ؟ ...نْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ تَبَيَّنَ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلٰى

١٤٥۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، كتاب (١٨) الطلاق، باب (١٠) فيمن طلّق أكثر من ثلاث، ص ٤٢٢، الحديث: ٧٧٨٤

١٤٦۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد(٧)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (١٣٤) يخيّرها ثلاثًا، ص ٦، الحديث: ١٢٠٣٤

نَفْسِهِ جَعَلْنَا بِهِ لُبْسَهُ ،لَا تَلْبِسُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلُهُ عَنكُمْ هُوَ كَمَا تَقُولُونَ۔(١٤٧)

یعنی، ابن سیرین حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ بات ہوگئی تو میں نے اسے تاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا تو نے طلاق کا لفظ زبان سے کہا؟ وہ کہنے لگا ہاں، راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اللہ نے طلاق دینے کا طریقہ بیان فرمایا دیا ہے، یہ طریقہ تو نے کس سے لیا؟ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طلاق دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرما دیا ہے اور جو حکم کو اپنے اوپر مشتبہ کرے گا تو ہم اس کی بلا اسی پر ڈال دیں گے، اپنے آپ کو مشتبہ نہ کرو جو ہم اسے تم پر ڈال دیں۔

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (١٤٨) روایت کرتے ہیں اور حافظ نورالدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ (١٤٩)، امام ''طبرانی کبیر'' کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

عن ابن مسعود فِي الَّتِي تُطَلَّقُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

یعنی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس عورت کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دے دی گئیں تو وہ عورت اپنے شوہر

١٤٧۔ مصنف ابن أبی شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٣) من قال لامرأته: أنت طالق عدد النجوم، ص١٠٣، الحديث:١

١٤٨۔ المصنف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البكر، ص٦٢٠، الحديث:١١١٠٧

١٤٩۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، كتاب (١٨) الطلاق، باب (١٣) متى تحلّ المبتوتة، ص٤٤٥، الحديث:٧٧٩٦ـ٧٧٩٧

کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس سے ثابت ہوا صحابہ کرام کے نزدیک بھی اگر کوئی اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو واقع ہو جاتی ہیں اور وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۱۵۰) اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۱۵۱) نے روایت اور علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۱۵۲) نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا.....

إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثاً، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔

یعنی، اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

اس کے تحت ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی نے لکھا:

وإسناده صحيح (۱۵۳)

یعنی، اس کی سند صحیح ہے۔

۱۵۰۔ صحیح مسلم، المجلد(۵)، الجزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۱) تحریم طلاق الحائض الخ، ص۵۲، الحدیث:۱(۱۴۷۱)

۱۵۱۔ المسند :۲/۱۲۴

۱۵۲۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، (۲۴۳) نافع، عنہ ، ص۲۲۱، الحدیث:۱۹۹۸

۱۵۳۔ تحقیق جامع المسانید و السنن:۲۹/۲۲۱(۹۰۹)

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے چار مختلف اسناد سے روایت کیا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا:

إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثاً، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَكَ وَ عَصَيْتَ اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔ (۱۵۴)

یعنی، اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا۔

إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثاً، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَكَ وَ عَصَيْتَ اللّٰهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ۔ (۱۵۵)

یعنی اور اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ

۱۵۴۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص۱۸-۱۹-۲۰، الحدیث:۳۹۲۱-۳۹۲۲-۳۹۲٤-۳۹۲۹

۱۵۵۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۳) الإختیار للزوج أن لا یطلّق إلا واحدةً، ص۵٤۱، الحدیث:۱٤۹٤۱

نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۱۰۶) اور ان سے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ (۱۰۷) نقل کرتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

وَ أَمَّا أَنتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللّٰهَ بِمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ، وَ بَانَتْ مِنْكَ (ففی: ۱۷۸۳ بَانَتْ مِنكَ وَ بِنْتَ مِنْهَا)

یعنی، اگر تو نے اُسے تین طلاقیں (بیک وقت) دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے بیوی کو طلاق دینے کا جو حکم فرمایا تھا اس حکم کی تو نے نافرمانی کی اور تیری بیوی (تین طلاقیں واقع ہونے کی وجہ سے) تجھ سے جُدا ہوگئی۔ اور تو اس سے جُدا ہو گیا۔

اس کے تحت علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

رواه مسلم (فی باب تحريم طلاق الحائض الخ) عن زهير، و النسائی (فی باب الرجعة) عن علی بن حجر كلاهما عن إسماعيل بن علية

یعنی، اس حدیث کو امام مسلم نے زہیر سے اور نسائی نے علی بن حجر سے، دونوں نے اسماعیل بن علیہ سے روایت کیا ہے۔

اور علامہ ابن کثیر (برقم: ۱۰۰۳) اور ڈاکٹر عبدالمعطی (۱۰۸) لکھتے ہیں:

و إسناده صحيح

یعنی، اس کی سند صحیح ہے۔

اور امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ کی روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۰۶۔ المسند: ۲/۶، و طبعة شاكر (۴۵۰۰)، أيضاً المسند طبعة شاكر (۵۳۲۱)

۱۰۷۔ جامع المسانيد و السنن، المجلد (۲۹)، مسند عبدالله بن عمر، (۲۴۳) نافع، عنه، ص ۵۸، ۱۵۱، الحديث: ۱۰۰۳، ۱۷۸۳

۱۰۸۔ تحقيق جامع المسانيد و السنن: ۵۸/۲۹ (۶۱۳)

وَ أَمَّا أَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللّٰهِ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ فَبَانَتْ مِنْ امْرَأَتُكَ (١٥٩)

یعنی، اگر اُسے تین طلاق بیک وقت دے دی تو اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری بیوی (تین طلاق کے ساتھ) تجھ سے جُدا ہوگئی۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے یہ بھی روایت کیا ہے۔

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ثَلَاثًا، فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ، وَعَصٰى رَبَّهُ، وَخَالَفَ السُّنَّةَ۔ (١٦٠)

یعنی، حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں بیک وقت دے دیں تو عورت اس سے جُدا ہو جائے گی اور اس شخص نے ایسا کر کے اپنے ربّ کی نافرمانی اور سنّت کا خلاف کیا۔

اما ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن سالم، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا طُلِّقَتْ فَعَصٰى رَبَّهُ (١٦١)

یعنی، حضرت سالم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہوگئیں اور اس نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی۔

١٥٩۔ السنن الكبرىٰ للنسائي، المجلد (٣)، كتاب (٤٤) الطلاق، باب (٧٦) الرجعة، ص٤٠٢۔٤٠٣، الحديث:٥٧٥٢/٤

١٦٠۔ سنن الدار قطني، المجلد(٢)، الجزء (٤)، كتاب الطلاق، ص٣٠، الحديث: ٣٩٧٧ - ٣٩٧٨

١٦١۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلّق ثلاثاً، ص٣٠٨، الحديث:١١٣٨٨

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَ هِيَ حَائِضٌ ثَلَاثًا، فَسَأَلَ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ: عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَ بَانَتْ مِنْكَ، لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ (۱۶۲)

یعنی، نافع سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں تین طلاقیں دے دیں پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے (طلاق مغلّظہ کے ساتھ) جُدا ہوگئی (اب) تیرے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ تیرے سوا دوسرے خاوند کے پاس رہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: إِذَا نَكَحْتُ فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ، فَهِيَ كَذٰلِكَ إِذَا نَكَحَهَا وَإِنْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلْثاً فَهُوَ كَمَا قَالَ۔ (۱۶۳)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب کوئی شخص کہے اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو اسے طلاق ہے پھر جب اسی عورت سے نکاح کیا تو اسی طرح ہوگی (یعنی اسے طلاق ہو جائے گی) اگر اس نے اسے ایک طلاق یا دو طلاقیں یا تین طلاقیں دی تھیں تو اتنی ہی واقع ہو جائیں گی جتنی اس نے دی تھیں۔

۱۶۲۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب الطلاق، باب (٧) الرجل یطلّق امرأته ثلاثًا الخ، ص٤٥ف٢، الحدیث:١١٠٠٧

۱۶۳۔ الموطا للإمام محمد الحسن الشیبانی، کتاب الطلاق، باب الرجل یقول: إذا نکحت فلانة فهی طالق، ص١٨٩، الحدیث:٥٦٤

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تینوں ہی واقع ہوجاتی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں

قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلىٰ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ، قَالَ: بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَّسَبْعَةٍ وَّتِسْعُوْنَ يُحَاسِبُكَ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (١٦٤)

یعنی، ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں آیا راوی کہتا ہے میں بھی انکے پاس تھا۔ کہنے لگا اے ابوعبدالرحمٰن! (حضرت ابن عمر کی کنیت ہے) میں نے اپنی بیوی کو سو بار طلاق دی ہے تو آپ نے فرمایا تیری بیوی تین طلاق سے تجھ سے جُدا ہوگئی باقی ستانوے کا حساب تجھ سے اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائے گا۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً: حَرُمَتْ عَلَيْكَ۔ (١٦٥)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُس شخص سے فرمایا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی تھیں کہ تجھ پر تیری بیوی حرام ہوگئی۔

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (١٦٦) اور امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

١٦٤۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) في الرجل يطلّق امرأته مائةً أو ألفاً في قولٍ واحدٍ، ص١٣، الحديث: ١٠

١٦٥۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٠) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص٥٥٢، الحديث: ١٤٩٧٦

١٦٦۔ شرح معاني الآثار، المجلد(٢)، الجزء(٣)، كتاب(٨) الطلاق، باب(٢) الرجل يطلّق امرأته ثلاثاً معاً، ص٥٧، الحديث: ٤٤٧٦

(۱۶۷)، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۶۸) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَىٰ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنَّ عَمِّي طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً، فَقَالَ: إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَأَتَمَّهُ اللّٰهُ (فَأَنْدَمَهُ اللّٰهُ) وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً، فَقُلْتُ: كَيْفَ تَرَىٰ فِي رَجُلٍ يُحِلُّهَا لَهُ؟ فَقَالَ (مَنْ يُخَادِعُ اللّٰهَ يُخَادِعُهُ)۔

یعنی، مالک بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں عرض کی حضرت میرے چچا نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی ہیں آپ نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تو اللہ نے اُسے پورا کر دیا (پشیمان کر دیا) اور اس نے شیطان کی اطاعت کی ہے جس نے اس کیلئے نکلنے کی راہ نہیں چھوڑی مالک بن حارث کہتے ہیں میں نے کہا آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے وہ عورت اس کیلئے حلال ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا جو اللہ کو دھوکہ دے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ وَلَوْ قَالَهَا تَتْرَىٰ بَانَتْ بِالْأُولَىٰ۔(۱۶۹)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کوئی شخص

۱۶۷۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٠) من كره أن يطلّق الرجل امرأته ثلاثاً في مقعدٍ واحدٍ، ص ١١، الحديث:٢

۱۶۸۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدة، ص٥٥٢، الحديث:١٤٩٨١

۱۶۹۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤) كتاب(١١) الطلاق، باب(١٩) في الرجل يقول: لامرأته أنت طالق الخ، ص ٢١، الحديث:٧

اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس پر
اسوقت تک حلال نہیں ہے جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ
رہے اور اگر اس نے متفرق الفاظ سے یہ طلاقیں دیں تو اس
صورت میں پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مدخول بہا کو اگر الگ الگ طلاقیں دی جائیں تو وہ پہلی طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے پھر وہ محلِ طلاق نہیں رہتی جو دوسری طلاقیں واقع ہوسکیں اس لئے بقیہ دو لغو ہو جاتی ہیں۔

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ ابن طاؤس نے اپنے والد طاؤس سے روایت کیا کہ

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ مُطَلِّقٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: لَوِ اتَّقَيْتَ اللّٰهَ جَعَلَ لَكَ مَخْرَجًا (۱۷۰)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب کسی ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو فرماتے اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو اللہ تعالیٰ تیرے نکلنے کی کوئی جگہ چھوڑتا۔

امام محمد بن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ نے روایت کیا کہ

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا، قَالَ: يَذْهَبُ أَحَدُكُمْ فَيَتَلَطَّخُ بِالنَّتْنِ ثُمَّ يَأْتِينَا، اذْهَبْ فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ، وَ قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ امْرَأَتُكَ، لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَكَ

قال محمد: وبه نأخُذُ، وهو قول أبي حنيفة، و قول العامة لا

۱۷۰۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلّق ثلاثاً، ص ۳۰۷

اختلاف فيه (١٧١)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ان کے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، آپ نے فرمایا: تم میں کا ایک جاتا ہے مذموم حرکت کرتا ہے پھر ہمارے پاس آتا ہے، جا پس تحقیق تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے اور تجھ پر تیری بیوی حرام ہوگئی ہے، تیرے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام محمد نے فرمایا: اس روایت کو ہم فتویٰ کے لئے لیتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ اور جمہور کا قول ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اس حدیث کے بارے میں محقق احمد عیسیٰ معصراوی نے لکھا: اس حدیث کی سند ''صحیح'' ہے۔(١٧٢)

اور امام عبدالرزاق نے دوسری روایت حضرت مجاہد سے بیان کی کہ

قَالَ مُجَاهِد: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثًا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ! يُطَلِّقُ أَحَدُكُمْ فَيَسْتَحْمِقُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، عَصَيْتَ رَبَّكَ وَ فَارَقْتِ امْرَأَتَكَ (١٧٣)

یعنی، حضرت مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ان سے ایک شخص نے آکر کہا اے ابا عباس میں نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں ہیں تو حضرت ابن عباس نے

١٧١۔ كتاب الآثار، المجلد (٢)، كتاب الطلاق، باب من طلّق ثلاثاً الخ، ص٥٠٤، الحديث:٤٩١

١٧٢۔ تحقيق كتاب الآثار:٥٠٤/٢

١٧٣۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلّق ثلاثًا، ص٣٠٩، الحديث:١١٣٩٦

فرمایا: اے ابا عباس تم میں کا ایک حماقت کرتا ہے اور طلاق دے دیتا ہے۔ تو نے (بیک وقت تین طلاقیں دے کر) اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور تیری بیوی (حُرمتِ مُغلّظہ کے ساتھ) تجھ سے جُدا ہوگئی۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ (۱۷۴)، امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ (۱۷۵) اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۷۶) روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے بیان کیا، میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو سخت غُصّے کی حالت میں ایک دم تین طلاقیں دے دی ہیں

قَالَ: فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا﴾ وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَمْ أَجِدْ لَكَ مَخْرَجاً عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ۔

یعنی، حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے پھر آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہو کر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے پھر چلا آتا ہے اور کہتا ہے اے ابن عباس، اے ابن عباس! اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور جو اللہ سے ڈرتا

۱۷۴۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۴۹، الحديث:۲۱۹۷

۱۷۵۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(۴)، كتاب الطلاق، ص ۱۰۔۱۱۔۳۲، الحديث:۳۸۸۲-۳۹۸۹

۱۷۶۔ السنن الكبرى للبيهقى، المجلد(۷)، كتاب الخلع و الطلاق، باب(۱۵) الإختيار للزوج أن لا يطلّق إلا واحدةً، ص۵۴۲، الحديث:۱۴۹۴۳

ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے" اور بے
شک تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں
پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ پر جُدا
ہوگئی (یعنی تین طلاقیں واقع ہونے کی وجہ سے تجھ پر حرام ہوگئی)۔

یعنی، اگر تُو سنت کے مطابق طُہر میں ایک طلاق دیتا تو تجھے سوچنے کا موقع ملتا اور اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا اور پھر تو اللہ سے نہیں ڈرا تو نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا اور بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی اور اس کے بعد رجوع ممکن ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے رجوع کرنے کا حکم فرماتے حالانکہ آپ نے رجوع کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: "میں تیرے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا" یعنی تیری بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں لہٰذا اب نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

ذرا غور کیجئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو فرما رہے ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے بعد میں تیرے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا، حضرت ابن عباس تو راستہ نہیں پاتے نجانے ان غیر مقلّدوں نے راستہ کہاں سے معلوم کر لیا۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ فرماتے ہیں اس حدیث کو

۱...... حمید الاعرج وغیرہ نے مجاہد از ابن عباس

۲...... شعبہ نے عمرو بن مرہ از سعید بن جبیر از ابن عباس

۳...... ایوب اور ابن جریج دونوں نے عطاء از ابن عباس

۴...... اعمش نے از مالک بن حارث از ابن عباس............ اور

۵...... ابن جریج از عمرو بن دینار از ابن عباس سے روایت کیا ہے:

كُلُّهُمْ قَالُوا فِي الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ: إِنَّهُ أَجَازَهَا، قَالَ: وَبَانَتْ

مِنْكَ۔(۱۷۷)

یعنی، سب نے بیک وقت تین طلاق کے بارے میں کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں نافذ فرمادیں (اور یہ نہیں فرمایا کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں سے تین نہیں ایک واقع ہوتی ہے) اور (یہ) فرمایا تیری بیوی تین طلاق واقع ہونے کی وجہ سے تجھ سے جدا ہوگئی۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ دو مختلف سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ النُّجُومِ، فَقَالَ: أَخْطَأَ السُّنَّةَ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ۔(۱۷۸)

یعنی، حضرت ابن عباس سے اس شخص کے بارے مین پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دی تھیں آپ نے فرمایا اس نے سنّت کے خلاف کیا اور اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۷۹) اور امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۸۰) اور امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۸۱) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرٍو (و فی المصنّف لعبد الرزاق : عَنْ مُجَاهِدٍ) سُئِلَ عَنِ

۱۷۷۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۴۹، الحديث:۲۱۹۷

۱۷۸۔ سنن الدارقطنی، المجلد(۲)، الجزء(۴)، کتاب الطلاق، ص۱۰، الحدیث:۳۹۰۲-۳۹۰۳

۱۷۹۔ مصنّف ابن أبی شيبة، المجلد(۴)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۳) من قال لإمرأته: أنت طالق عدد النجوم، ص۱۴، الحديث:۳

۱۸۰۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص۵۵۲، الحديث: ۱۴۹۸۰

۱۸۱۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (۶)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۵۷) المطلّق ثلاثاً، ص۳۰۷، الحديث:۱۱۳۹۱

ابنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ عَدَدَ النُّجُومِ فَقَالَ: يَكْفِيهِ مِنْ ذٰلِكَ رَأْسُ الْجَوْزَاءِ۔

یعنی، حضرت عمرو ﷺ بیان کرتے ہیں (اور مصنّف عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں) کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ستاروں کی مانند طلاقیں دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اُسے ان میں سے بُرجِ جَوزا کا سر ہی کافی ہے (اور بُرجِ جَوزا کے سر پر تین ستارے ہوتے ہیں تو مفہوم یہ ہے کہ تجھے تین طلاقیں کافی ہیں)۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۸۲) دو مختلف سندوں سے عطاء بن یسار اور مجاہد سے اور امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمامِ صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۸۳) نے بیان کیا ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا کہ:

طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةً، قَالَ: تَأْخُذُ ثَلَاثاً وَتَدَعُ سَبْعاً وَتِسْعِينَ۔

یعنی، میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے لو اور ستانوے چھوڑ دو (یعنی تین واقع ہو گئیں اور ستانوے لغو ہو گئیں)۔

ابن انس روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ فَمَاذَا تَرَىٰ عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: طُلِّقَتْ

۱۸۲۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص۵۵۲، الحديث:۱۴۹۷۷

۱۸۳۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد(۶)، كتاب(۱۷)، باب(۵۷) المطلّق ثلاثاً، ص۳۰۸، الحديث: ۱۱۳۹۲۔۱۱۳۹۳

مِنۡكَ لِثَلَاثٍ وَّسَبۡعٌ وَّتِسۡعُوۡنَ اتَّخَذۡتَ بِهَا آيَاتَ اللّٰهِ هُزُواً۔(١٨٤)

یعنی، ایک شخص نے حضرت ابن عباس کی خدمت میں عرض کی حضرت میں نے اپنی بیوی کو بیک وقت سوطلاقیں دے دی ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا تیری بیوی تین سے طلاق والی ہوگئی اور جوزیادہ ہیں وہ تو نے اللہ کی آیتوں سے مذاق کیا ہے۔

امام ابوجعفراحمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنۡ سَعِيۡدِ ابۡنِ جُبَيۡرٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابۡنَ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امۡرَأَتَهُ مِائَةً فَقَالَ: ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيۡهِ، وَسَبۡعَةٌ وَّتِسۡعُوۡنَ فِيۡ رَقَبَتِهِ، إِنَّهُ اتَّخَذَ آيَاتَ اللّٰهِ هُزُواً۔ (١٨٥)

یعنی، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت سوطلاقیں دے دیں تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کی بیوی اس پر حرام کردی اور ستانوے اس کی گردن میں ہیں کہ اس نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ تَحۡرِمُ عَلَيۡكَ امۡرَأَتُكَ وَسَائِرُهُنَّ وِزۡرٌ اتَّخَذۡتَ آيَاتَ اللّٰهِ هُزُواً۔ (١٨٦)

یعنی، بیک وقت دی گئی تین طلاقوں نے تیری بیوی تجھ پر حرام کردی اور تمام طلاقیں بوجھ ہیں کہ تو نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا۔

١٨٤۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، المجلد(٣)، كتاب الطلاق، باب ماجاء في البتة، الحديث:٦٢٥

١٨٥۔ شرح معاني الآثار، المجلد(٢)، الجزء(٣)، كتاب (٨) الطلاق، باب(٢) الرجل يطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص٥٨، الحديث:٤٤٨١

١٨٦۔ سنن الدار قطني، المجلد(٢)، الجزء(٤)، كتاب الطلاق، ص١٠، الحديث:٣٨٨٠

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُسے جواب دیا:

ثَلَاثٌ تُحَرِّمُهَا عَلَيْكَ، وَ بَقِيَّتُهَا وِزْرٌ اتَّخَذْتَ اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا (۱۸۷)

یعنی، بیک وقت دی گئی تین طلاقوں نے اُسے تجھ پر حرام کر دیا، باقی طلاقیں (تجھ پر) بوجھ ہیں، تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق بنایا ہے۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۸۸) روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا اور امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ (۱۸۹)، نے سعید بن جبیر اور مجاہد سے روایت کیا:

أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفاً، فَقَالَ: تَأْخُذُ ثَلَاثاً وَتَدَعُ تِسْعَ مِائَةٍ وَّسَبْعَةً وَّتِسْعِيْنَ۔

یعنی، ایک شخص حضرت ابن عباس کی خدمت میں آیا، عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے لے اور نو سو ستانوے چھوڑ دے یعنی تین واقع ہو گئیں باقی لغو ہو گئیں۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں، حضرت سعید بن جبیر نے

۱۸۷۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٧) المطلّق ثلاثاً، ص ٣٠٨، الحدیث: ١١٣٩٧

۱۸۸۔ السنن الکبری للبیهقی، المجلد (٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب (١٥) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص ٥٥٢، الحدیث: ١٤٩٧٦

۱۸۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦) کتاب (١٧) الطلاق، باب المطلّق ثلاثاً، ص ٣٠٨، الحدیث: ١١٣٩٤۔١١٣٩٥

بیان کیا:

أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْفاً، فَقَالَ: يَكْفِيكَ مِنْ ذٰلِكَ ثَلاثٌ وَتَدَعُ تِسْعَمِائَةٍ وَّسَبْعاً وَّتِسْعِيْنَ۔ (۱۹۰)

یعنی، ایک شخص نے بیوی کی ہزار طلاقیں دے دیں تو آپ نے اسے فرمایا ان میں سے تین تجھے کافی ہیں باقی نوسوستانوے چھوڑ دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مُتعدّد فتاویٰ ذکر کیے گئے جن میں صراحۃً مذکور ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں یہی آپ کا مذہب ہے اور اسی پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جو روایات اس کے خلاف آپ سے مروی ہیں وہ آپ کی مرویات نہیں بلکہ آپ کی طرف منسوب ہیں کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ جیسا جلیل القدر صحابی، رسول اللہ ﷺ سے ایک چیز روایت کرے پھر فتویٰ اس کے خلاف دے۔ اگر منسوب نہیں بلکہ آپ ہی کی مرویات ہیں تو بھی منسوخ ہیں کیونکہ صحابی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہوتو یہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے یعنی وہ احادیث کسی طرح بھی قابل استدلال نہیں کیونکہ مُحدّثین کے ہاں بھی یہی اصول ہے کہ راوی کا عمل جب اپنی روایت کے خلاف ہوتو وہ روایت قابلِ استدلال نہیں رہتی۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۹۱)، امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ (۱۹۲) امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۹۳)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی

۱۹۰۔ سنن الددار قطني، المجلد (٢)، الجزء (٤)، كتاب الطلاق، ص ١٠، الحديث: ٣٨٧٩

۱۹۱۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، كتاب (٢٩) الطلاق، باب (١٥) طلاق البكر، ص ٣٥٦، الحديث: ٦٥٨

۱۹۲۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦) كتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البكر، ص ٦٦٢، الحديث: ١١١١٨

۱۹۳۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد (٤)، كتاب (١١) الطلاق، باب (١٨) في الرجل يتزوّج المرأة ثم يطلّقها، ص ١٨، الحديث: ٣

متوفی ۳۲۱ھ(۱۹٤)اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ(۱۹۵)روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطاء بن یسار نے بیان کیا:

جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً، قَبْلَ أَنْ يُمَسَّهَا، قَالَ عَطَاءٌ: فَقُلْتُ إِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنُ الْعَاصِ: إِنَّمَا أَنْتَ قَاصٍ (أو قَاصٍ)، الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ وَفِي الْمُصَنَّفِ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: إِنَّمَا أَنْتَ قَاصٍ وَلَسْتَ بِمُفْتِيْ!۔

یعنی، ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں حاضر ہوکر ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے کہا غیر مدخول بہا کی طلاق صرف ایک ہے تو حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ نہیں ہے تو مگر ایک مرد قصہ بیان کرنے والا جو قصہ گوئی علم فقہ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ غیر مدخول بہا کو ایک طلاق بائن کردے گی اور تین طلاقیں حرام جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پہلے خاوند کیلئے حلال نہ ہوگی اور ''مصنف ابن ابی شیبہ'' میں ہے آپ نے عطاء بن یسار سے فرمایا تو صرف قاضی ہے مفتی نہیں غیر مدخول بہا کو ایک بائن کردے گی (جب کہ متفرق دی جائیں) اور تین حرام (جب کہ بیک کلمہ دی جائیں)۔

۱۹٤۔ شرح معانی الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، كتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص۵۸، الحديث:٤٤٨٦

۱۹۵۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱٤) ماجاء إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٩، الحديث:١٤٩٦٧

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتوی:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ (۱۹۶)، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ (۱۹۷) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۱۹۸) روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہم سے غیر مدخول بہا کو تین طلاقیں دینے والے کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا:

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَدْ جَائَتْكَ مُعْضَلَةٌ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا، حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔

یعنی، تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا اے ابو ہریرہ فتویٰ دے تیرے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ایک طلاق اُسے بائن کر دے گی (یعنی اگر جُدا جُدا طلاق کے الفاظ کہے گا تو وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائے گی کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہے) اور تین طلاقیں اُسے حرام کر دیں گی (یعنی اگر تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ کہے گا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی) جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اس مرد پر حلال نہ ہوگی اور حضرت ابن عباس نے بھی ان ہی کی مثل فرمایا۔

۱۹۶۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، كتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البكر، ص۳۵۶، الحديث:۴۴

۱۹۷۔ شرح معاني الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، كتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلّق إمرأته ثلاثاً معاً، ص۵۷، الحديث:۴۴۷۸

۱۹۸۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق الثلاث، ص۵۴۹، الحديث:۱۴۹۶۶

(۱۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتوی:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۱۹۹) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ (۲۰۰) روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ وَاقِعِ بْنِ سُحْبَانَ قَالَ: سُئِلَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فِي مَجْلِسٍ، قَالَ: أَثِمَ بِرَبِّهِ وَحَرُمَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ۔

یعنی، واقع بن سحبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا اس شخص نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فتوی:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ شَقِيقِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔ (۲۰۱)

یعنی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو) عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۱۸) حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا فتوی:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ (۲۰۲) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی

۱۹۹۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٠) من كره أن يطلّق إمرأته ثلاثاً الخ، ص١٠، الحديث:١

٢٠٠۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع و الطلاق، باب(١٣) الإختيار للزوج الخ، ص٥٤٤، الحديث:١٤٩٤٩

٢٠١۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) في الرجل يتزوّج المرأة ثم يطلّقها، ص١٩، الحديث:١٦

٢٠٢۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) في الرجل يطلّق إمرأته مائة أو ألفاً في قولٍ واحدٍ، ص١٣، الحديث:٩

۴۵۸ھ(۲۰۳)روایت کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن ابی حازم، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ مِائَةً فَقَالَ: ثَلَاثٌ تُحَرِّمْنَهَا عَلَيْهِ وَ سَبْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَضْلٌ۔

یعنی، ایک شخص نے اُن سے اُس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دی تھیں تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کی بیوی اس پر حرام کردی اور باقی ستانوے فضول گئیں۔

(۱۹) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا فتوی:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ(۲۰۴) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ(۲۰۵) نے روایت کیا ہے کہ:

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفْلَةٍ، قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ الْخُثْعَمِيَّةُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، فَلَمَّا أُصِيْبَ عَلِيٌّ، وَبُوْيِعَ الْحَسَنُ بِالْخِلَافَةِ، قَالَتْ: لِتُهْنِئْكَ الْخِلَافَةُ، يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ: يُقْتَلُ عَلِيٌّ، وَتَظْهَرِيْنَ الشَّمَاتَةَ، اذْهَبِيْ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا، قَالَ: فَتَلَفَّعَتْ نِسَاجَهَا، وَقَعَدَتْ حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، وَبَعَثَ إِلَيْهَا بِعَشَرَةِ آلَافٍ مُتْعَةً، وَبَقِيَّةً بَقِيَ لَهَا مِنْ صِدَاقِهَا، فَقَالَتْ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ، مِنْ حَبِيْبٍ مُفَارِقٍ، فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهَا بَكٰى، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ جَدِّيْ أَوْحَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ: "أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ

۲۰۳۔ السنن الکبری للبیہقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱٤) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص۵٤۹، الحدیث: ۱٤۹۷

۲۰٤۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص۲۰، الحدیث:۳۹۲۸

۲۰۵۔ السنن الکبری للبیہقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱٤) ما جاء إمضاء الطلاق الثلاث وإن کنّ مجموعات، ص۵۵۰، الحدیث:۱٤۹۷۱

امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً مُبْهَمَةً، أَوْ ثَلَاثاً عِنْدَ الْأَقْرَاءِ، لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ" لَرَاجَعْتُهَا۔

یعنی، سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت امام حسن سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! خلافت مبارک ہو، حضرت امام حسن نے فرمایا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو، جاؤ تم کو تین طلاقیں دیں، اس نے اپنے کپڑے لئے اور بیٹھ گئی حتی کہ اسکی عدّت پوری ہوگئی، حضرت امام حسن نے اسکی طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار روپیہ صدقہ بھیجا، جب اسکے پاس قاصد یہ مال لے کر آیا تو اس نے کہا مجھے اپنے جُدا ہونے والے محبوب سے یہ تھوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سُنی ہوتی یا یہ کہا کہ اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے میرے نانا سے سنا ہے "جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ طُہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے" تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔

(۲۰) امام حسین رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں: آل رسول ﷺ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو شخص ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے گا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، خواہ ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ بلکہ امام اہل بیت کے علماء حضرت امام حسین، زید بن علی، محمد بن علی

الباقر، محمد بن عمر بن علی، جعفر بن محمد، عبداللہ بن حسن اور محمد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب کے نزدیک تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔(۲۰۶)

(۲۱) اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فتویٰ دیا کرتی تھیں کہ جس شخص نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(۲۰۷)

(۲۲) اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ سَلِمَةَ سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَقَالَتْ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى يَطَأَهَا زَوْجُهَا۔ (۲۰۸)

یعنی، صحابیِ رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُمُّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا ایک شخص نے مقاربت سے پہلے ایک بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ نے فرمایا اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرا شوہر اس سے وطی (ہمبستری) نہ کرے۔

(۲۳) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

۲۰۶۔ الأشفاق، ص۳۶۔۳۷

۲۰۷۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤) كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل یتزوّج المرأة ثم یطلقها، ص١٩، الحدیث:٩

۲۰۸۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل یتزوّج المرأة ثم یطلّقها، ص١٩، الحدیث:٦

قَدْ طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فَلَمْ يَعُبْ عَلَيْهِ ذٰلِكَ۔(٢٠٩)

یعنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو کسی نے اسکو معیوب نہیں سمجھا۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ: ابوسلمہ بیان کرتے ہیں:

طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فَلَمْ يَعُبْ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَحَدٌ۔(٢١٠)

یعنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی اس کو معیوب نہیں سمجھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

طَلَّقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ض تَمَاضَرَ بِنْتُ الْأَصْبَغِ الْكَلْبِيَّةِ فَبَتَّهَا۔ (٢١١)

یعنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت اصبغ کو طلاق مغلّظہ دی۔ (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دیں)

٢٠٩۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١١) من رخص للرجل أن يطلّق الخ، ص ١١، الحديث:١

٢١٠۔ السنن الكبرىٰ للبيهقی، المجلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٣) الاختيار للزوج أن لا يطلّق إلا واحدةً، ص ٥٤٠، الحديث:١٤٩٣٨

٢١١۔ السنن الكبرىٰ للبيهقی، المجلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(٣٨) ما جاء فی توريث المبتوتة فی مرض الموت، ص ٥٩٣، الحديث:١٥١٢٤

(۲۴) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ(۲۱۲)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ ھ(۲۱۳) اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ(۲۱۴) روایت کرتے ہیں کہ "حضرت معاویہ ابن ابی عیاش انصاری سے بیان کیا کہ میں، عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ان کے پاس محمد بن ایاس ابن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ لوگوں کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کا حکم پوچھا) تو حضرت ابن زبیر نے کہا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں تُو حضرت عبداللہ بن عباس اور ابوہریرہ کے پاس چلا جا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھ پھر وہ جو بھی جواب ارشاد فرمائیں وہ آ کر ہمیں بھی بتانا تاکہ ہمیں بھی یہ مسئلہ معلوم ہو سکے اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت عباس نے یہ فتویٰ دیا کہ ایک طلاق سے وہ بائن ہو جائیگی اور تین سے حرام، جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اس مرد کیلئے حلال نہ ہوگی۔

(۲۵) حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:

مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ عاصم بن عمر کا فتویٰ بھی اس مسئلہ میں وہی ہے جو حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے کیونکہ آپ نے غیر مدخول بہا کو تین طلاق کا حکم پوچھنے والے سے فرمایا کہ ابن عباس اور ابوہریرہ سے مسئلہ پوچھو اور جو

۲۱۲۔ الموطا للإمام مالك بن أنس، كتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البكر، ص ۳۵۶، الحديث:۶۵۹

۲۱۳۔ شرح معانی الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، كتاب الطلاق، باب(۲) الرجل يطلّق امرأته ثلاثاً معاً، ص۵۷، حديث:۴۴۷۸

۲۱۴۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(۷)، كتاب الخلع و الطلاق، باب(۱۴) ما جاء في إمضاء الطلاق الثلاث، ص۵۴۹، الحديث:۱۴۹۶۶

جواب دیں ہمیں بھی بتانا۔ اسلئے کہ عام صحابہ مسائل میں فقہاء صحابہ کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے جیسا کہ "فتح القدیر" (۲۱۵) میں ہے۔

(۲۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا موقف بھی یہی ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں کیونکہ حضرت معاذ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا "اے معاذ جس نے طلاق بدعت ایک دی یا دو یا تین دیں ہم نے اس کی بدعت کو لازم کردیا" جیسا کہ امام دارقطنی اپنی "سنن" میں اور امام بیہقی نے اپنی "سنن" میں اسے روایت کیا ہے (دیکھئے تیسری حدیث)۔ اور حضرت معاذ جلیل القدر، عظیم المرتبت صحابی ہیں ان سے متصور نہیں کہ جسے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کریں فتویٰ اس کے خلاف دیں۔

(۲۷) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ الحكم عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ رضي الله عنه فِي الَّذِيْ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَقَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۱۶)

یعنی، حکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق مروی ہے جو اپنی بیوی کو دخول (ہمبستری) سے قبل (ایک ہی مجلس میں اکٹھی تین) طلاق دے دیتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے وہ عورت حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۲۸) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ سے روایت ہے:

۲۱۵۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص ۳۳۰

۲۱۶۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد (٤)، کتاب (۱۱)، الطلاق، باب فی الرجل یتزوّج الخ، ص ۱۸

عَنِ الشَّعبِیِ: عَنِ ابنِ مُغَفَّلٍ فِیْ رَجُلٍ طَلَّقَ امرَأَتَہٗ قَبلَ أَنْ یَدْخُلَ بِھَا، قَالَ: لَا تَحِلُّ لَہٗ حَتّٰی تَنکِحَ زَوْجاً غَیرَہٗ (۲۱۷)

یعنی، حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو دخول (ہمبستری) سے قبل (ایک مجلس میں اکٹھی تین) طلاق دے دی تھیں، فرمایا کہ اس کے لئے وہ عورت حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۲۹) اہلِ بیت کا فتویٰ:

علامہ زاہدالکوثری لکھتے ہیں: آل رسول ﷺ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جو شخص ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے گا اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، خواہ ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ بلکہ تمام اہل بیت کے علماء حضرت امام حسین، زید بن علی، محمد بن علی الباقر، محمد بن عمر بن علی، جعفر بن محمد، عبداللہ بن حسن اور محمد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب کے نزدیک تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔

خود غیر مقلد پیر محمد یٰسین نے لکھا کہ: "ائمہ اہلِ بیت ایسی طلاق کے واقع ہونے کا فتویٰ دیتے تھے۔(۲۱۸)"

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے (۱) حضرت عمر فاروق، (۲) عثمان غنی، (۳) علی مرتضیٰ، (۴) عبداللہ بن مسعود، (۵) عبداللہ بن عمر، (۶) عبداللہ بن عباس، (۷) عبداللہ بن عمرو، (۸) ابو ہریرہ، (۹) عمران بن حصین، (۱۰) انس بن مالک، (۱۱) مغیرہ بن شعبہ، (۱۲) حسن بن علی، (۱۳) حسین بن علی، (۱۴) اُمّ المؤمنین عائشہ، (۱۵) اُمّ سلمۃ، (۱۶) عبدالرحمٰن بن عوف، (۱۷) عبداللہ بن زبیر، (۱۸) عاصم بن عمر، (۱۹) معاذ بن جبل، (۲۰) ابوسعید الخدری، (۲۱) عبداللہ بن مغفل، اور (۲۲) اہل بیت رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ اور ان کا مذہب بیان کیا گیا سب کا

۲۱۷۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد (٤)، کتاب (۱۱)، الطلاق، باب فی الرجل تیزوّج الخ، ص۱۹

۲۱۸۔ رسالہ طلاق ثلاثہ،مصنّفہ محمد یسین (غیر مقلّد)، ص۳۷

یہی مذہب ہے اور سب یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بے حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔ اور ابن ہمام نے اس کی تصریح بھی کی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل سطور میں ہے۔

تمام صحابہ کرام تین طلاق کے وقوع کے قائل ہیں:

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ فرماتے ہیں:

لا تبلغ عدة المجتهدين الفقهاء منهم أكثر من عشرين كالخلفاء، والعبادلة، وزيد بن ثابت، و معاذ بن جبل، وأنس، وأبي هريرة ﷺ وقليل والباقون يرجعون إليهم ويستفتون منهم، وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحاً بايقاع الثلاث، ولم يظهر لهم مخالف، فماذا بعد الحق إلاّ الضلال۔(۲۱۹)

یعنی، مجتہدین فقہاء صحابہ کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں ہے جیسے خلفاء اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی)، عبادلہ (عبداللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن زبیر)، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، انس اور ابو ہریرہ ﷺ اور تھوڑے ان کے سوا اور باقی صحابہ ان فقہائے صحابہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان سے فتویٰ حاصل کرتے تھے اور ان میں سے اکثر کے فتاویٰ ہم نے نقل کئے ہیں جن میں صراحۃً مذکور ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور ان کے فتاویٰ کا کوئی صحابی بھی مخالف نہیں۔ پس یہی حق ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں حق کے علاوہ جو ہے وہ گمراہی ہے۔

۲۱۹۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(۳)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، ص ۳۳۰

تابعین عظام کے فتاویٰ:

(۱) امام ابن شہاب زہری کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ الزُّهْرِیِّ فِی رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً جَمِيعاً قَالَ: إِنَّ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ عَصىٰ رَبَّهُ وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهُ۔ (۲۲۰)

یعنی، امام ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں اس نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲) قاضی شُریح کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ رَجُلٌ: إِنِّیْ طَلَّقْتُهَا مِائَةً قَالَ: بَانَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَسَائِرُهُنَّ إِسْرَافٌ وَمَعْصِيَةٌ۔ (۲۲۱)

یعنی، شعبی کہتے ہیں کہ قاضی شریح سے کسی نے پوچھا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں تو انہوں نے فرمایا تمہاری بیوی تین طلاق سے علیحدہ ہوگئی اور باقی طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

۲۲۰۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٠) من کره أن یطلّق امرأته ثلاثاً فی مقعدٍ واحدٍ الخ، ص١١، الحدیث:٦

۲۲۱۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل امرأته مائةً ألفاً فی قولٍ واحدٍ الخ، ص١٣، الحدیث:١١

(۳) امام شعبی کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ فِی الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَہُ ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ یَّدْخُلَ بِھَا قَالَ: لَا تَحِلُّ لَہُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَہُ۔ (۲۲۲)

یعنی، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دے تو امام شعبی اس کے متعلق فرماتے ہیں وہ عورت اس پر حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں کہ امام شعبی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں بیک کلمہ دے دیں تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، اور اگر اس طرح طلاق دی کہ تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ بائن ہو جائے گی۔

اور اسے امام عبدالرزاق نے معمر سے، انہوں نے عطاء بن السائب سے، انہوں نے امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ (۲۲۳)

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن إسماعیل بن خالد، قَالَ: سُئِلَ الشَّعْبِیُّ عَنْ رَجُلٍ خَیَّرَ امْرَأَتَہُ، فَسَکَتَتْ، ثُمَّ خَیَّرَ الثَّانِیَۃَ فَسَکَتَتْ، ثُمَّ خَیَّرَھَا الثَّالِثَۃَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَھَا؟ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَہُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَہُ (۲۲٤)

۲۲۲۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(١٠١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل یتزوّج المرأة ثم یطلّقها، ص١٠٩، الحدیث:١٣

۲۲۳۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البکر، ص٢٦٤، الحدیث:١١١٢٧

۲۲٤۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (١٣٤) یُخیّرها ثلاثاً، ص٧، الحدیث:١٢٠٤٠

یعنی، اسماعیل بن خالد سے مروی ہے فرمایا کہ امام شعبی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اختیار دیا تو وہ خاموش رہی، پھر اس نے اختیار دیا تو وہ خاموش رہی پھر تیسری بار اختیار دیا تو اس نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا (امام شعبی نے) فرمایا: (اب) وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس سے معلوم ہوا امام شعبی کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور عورت اپنے شوہر پر حُرمتِ مغلّظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی۔

(۴) امام حسن بصری کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ فَقَالَ: إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي أَلْفاً قَالَ: بَانَتْ مِنْكَ الْعَجُوزُ۔ (۲۲۵)

یعنی، حضرت حسن بصری سے ایک شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہو گئی۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ:

رَوَيْنَا عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ فِيمَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنْ كَلَّمَ أَخَاهُ فَامْرَأَتُهُ طَالِقٌ ثَلَاثاً فَإِنْ شَاءَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا فَإِذَا بَانَتْ كَلَّمَ أَخَاهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا بَعْدُ إِنْ شَاءَ (۲۲۶)

۲۲۵۔ مصنَّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) في الرجل يطلّق امرأته مائةً ألفًا في قولٍ واحدٍ الخ، ص١٣، الحديث:١٢

۲۲۶۔ السنن الكبرى للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(٧) ما يقع وما لايقع على امرأته من طلاقه، ص٥١٩، الحديث:١٤٨٦٨

یعنی، امام حسن بصری سے مروی ہے کہ جس نے یہ کہا کہ اگر اس نے اپنے بھائی سے بات کی تو اسکی بیوی کو تین طلاقیں ہیں، پھر اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے تا کہ اس کی عِدّت گذر جائے اور وہ بائن ہو جائے تو اپنے بھائی سے بات کرے پھر اگر چاہے تو اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں چاہے تنجیزاً ہوں یا تعلیقاً واقع ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے آپ نے اس صورت میں طلاق مغلّظہ سے بچنے کا یہ حیلہ بتایا۔

(۵) حضرت ابراہیم نخعی کا فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔ (۲۲۷)

یعنی، حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہی کہ جب کسی شخص نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

حضرت ابراہیم نخعی نے غیر مدخول بہا پر تینوں واقع ہونے کا حکم فرمایا اس سے مراد بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ہیں ورنہ اگر الگ الگ دی جائیں تو غیر مدخول بہا عورت ایک سے بھی بائن ہو جائیگی اور محلِ طلاق نہ رہے گی لہٰذا بقیہ دو واقع نہ ہونگی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے:

عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيُطَلِّقُهَا ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا قَالَ: إِنْ كَانَ قَالَ: طَالِقٌ ثَلَاثاً كَلِمَةً وَاحِدَةً

۲۲۷۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) في الرجل يتزوّج المرأة الخ، ص١٩، الحديث:١٢

لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ وَإِذَا طَلَّقَهَا طَلَاقاً مُتَّصِلاً فَهُوَ كَذٰلِكَ۔ (۲۲۸)

یعنی، مغیرۃ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاق دے دے تو اسکے بارے میں حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اگر اس نے ایک ہی کلمہ سے یوں کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اور اگر اس نے اسے جدا جدا مُتَّصِلاً طلاقیں دی تھیں تو وہ اسی طرح ہے۔ (یعنی ایک سے ہی بائن ہو جائے گی)

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: فِي رَجُلٍ يُطَلِّقُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا جَمِيعًا، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا، قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَإِنْ قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، فَقَدْ بَانَتْ بِالْأُولٰى (۲۲۹)

یعنی، ابومعشر سے مروی ہے، انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل طلاق دے دی تو فرمایا: وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور اگر شوہر نے مقاربت سے قبل بیوی سے اس طرح کہا: تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے۔ تو وہ پہلی طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جائے گی۔

۲۲۸۔ مصنّف ابن أبي شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) في الرجل يتزوّج المرأة ثم يطلّقها، ص١٩، الحديث:١١

۲۲۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البكر، ص٢٦٤، الحديث:١١١٢٦

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ فرماتے ہیں کہ ہمیں امام ابو حنیفہ نے حماد سے، انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا جو ایک طلاق دیتا اور تین کی نیت کرتا ہے یا تین طلاقیں دیتا ہے اور اس کی نیت ایک طلاق کی ہوتی ہے، نخعی نے فرمایا اگر وہ زبان سے ایک طلاق کہتا ہے تو وہ ایک طلاق ہے، اور اس کی نیت کچھ نہیں اور اگر زبان سے تین طلاقیں کہتا ہے تو وہ تین طلاقیں ہیں اور اس کی نیت کچھ چیز نہیں۔(۲۳۰)

(۶) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ عَائِذِ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلَبَ قَالَ: سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً، فَقَالَ: بَانَتْ مِنْهُ، وَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أُفْتِي النَّاسَ بِهٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ (۲۳۱)

یعنی، عائذ بن حبیب بیان کرتے ہیں ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں تو آپ نے فرمایا اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی اور وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا کہ لوگوں کو یہ فتویٰ دوں (یعنی جو بھی بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو آپ، تینوں طلاقیں واقع ہونے اور بیوی کو مذکور شوہر پر حرام ہونے کا

۲۳۰۔ کتاب الآثار، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثاً الخ، ص ۵۰۴، برقم: ۴۹۲

۲۳۱۔ سنن الدار قطنی، المجلد (۲)، الجزء (۴)، کتاب الطلاق، ص ۳۱، الحدیث: ۳۹۷۹

فتوی دوں) آپ نے فرمایا ہاں (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع اور عورت کے حرام ہونے کا فتوی دو)۔

علامہ آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نقل کرتے ہیں

عَنْ سَلِمَةِ بْنِ جَعْفَرَ الْأَحْمَسَ قَالَ: قُلْتُ لِجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا أَنَّ مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثاً بِجَهَالَةٍ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ يَجْعَلُوْنَهُ وَاحِدَةً يَرْوُوْنَهَا عَنْكُمْ؟ قَالَ: مَعَاذَ اللّٰهِ مَا هٰذَا قَوْلُنَا مَنْ طَلَّقَ ثَلَاثاً فَهُوَ كَمَا قَالَ۔ (۲۳۲)

یعنی، سلمۃ بن جعفر بیان کرتے ہیں میں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا جو شخص جہالت سے تین طلاقیں دے دے کیا سنّت کی طرف لوٹایا جائے گا اور اسے ایک طلاق قرار دیا جائے گا اور یہ آپ سے روایت کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا معاذ اللہ! یہ ہمارا قول نہیں ہے۔ جو شخص تین طلاقیں دے تو اتنی ہی واقع ہونگی جتنی اس نے کہیں۔

(۷) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

امام ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ نے مقاربت سے قبل بیوی کو تین طلاق بیک کلمہ دینے کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ (۲۳۳)

یعنی، عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

۲۳۲۔ تفسیر روح المعانی، المجلد(۱)، الجزء(۲)، سورۃ البقرۃ، مبحث فی ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾، ص۱۳۹

۲۳۳۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۱۷) طلاق البکر، ص۲٦۲، الحدیث:۱۱۱۱۹

(۸) حضرت سعید بن المسیّب کا فتویٰ:

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ ثَلَاثًا، فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۳۴)

یعنی، حضرت قتادہ سے روایت ہے، وہ حضرت سعید بن المسیّب سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص باکرہ کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت اپنے شوہر کے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۹) حضرت عکرمہ کا فتویٰ:

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابن طاؤس قال: سُئِلَ عِكْرِمَةُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ بِكْرًا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ جَمَعَهَا لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، وَ إِنْ فَرَّقَهَا فَقَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ، فَقَدْ بَانَتْ بِالْأُولٰى، وَ لَيْسَتِ اثْنَتَانِ بِشَيْءٍ (۲۳۵)

یعنی، ابن طاؤس سے مروی ہے کہ حضرت عکرمہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے ان کو جمع کیا یعنی ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دیں تو وہ عورت اس کے لئے اب حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور اگر طلاقوں کو علیحدہ علیحدہ

۲۳۴۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البكر، ص ۲٦۱، الحديث: ١١١١٠

۲۳۵۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، كتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البكر، ص ٢٦٣، الحديث: ١١١٢٥

کیا پس کہا: تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے تو پہلی کے ساتھ بائن ہوگئی اور باقی دو کچھ نہیں۔

(۱۰) حضرت سفیان ثوری کا فتویٰ:

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ سُفْيَانَ فِيْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا إِلَّا ثَلَاثًا، قَالَ: قَدْ طُلِّقَتْ مِنْهُ ثَلَاثًا الخ (۲۳۶)

یعنی، حضرت سفیان ثوری سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: تو تین طلاق والی ہے مگر تین طلاق تو آپ نے فرمایا: اس کی بیوی اس سے تین طلاق والی ہوگئی۔

اور یہی روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ الثَّوْرِيْ فِي رَجُلٍ يُخَيِّرُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: إِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَهِيَ ثَلَاثٌ (۲۳۷)

یعنی، حضرت سفیان ثوری سے اس شخص کے بارے میں مروی ہے جس نے اپنی بیوی کو تین بار اختیار دیا تو فرمایا: اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا تو تین طلاق والی ہو جائے گی۔

(۱۱) طاؤس بن کیان کا فتویٰ:

علامہ زاہد الکوثری لکھتے ہیں: بعض غیر مقلدین خارج عن المذاہب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف تین طلاقیں ایک واقع ہونے کی نسبت کی ہے وہ غلط ہے جھوٹ ہے، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اوپر گزرا۔ اور ان کے

۲۳۶۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (٥٨) أنت طالق ثلاثًا، ص٣٠٩، الحديث:١١٤٠٠

۲۳۷۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (١٢٤) يخيّرها ثلاثًا، ص٧، الحديث:١٢٠٣٩

شاگرد حضرت امام طاؤس بن کیان فرماتے ہیں کہ جو ان کی طرف تین طلاقوں کے ایک ہونے کے قول کو منسوب کرتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ (۲۳۸)

(۱۲) حضرت سعید ابن المُسیَّب، سعید بن جبیر اور حضرت حمید بن عبد الرحمٰن کا متّفقہ فتویٰ:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالُوْا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ۔ (۲۳۹)

یعنی، قتادہ بیان کرتے ہیں، حضرت سعید بن مسیّب، حضرت سعید بن جبیر اور حمید بن عبد الرحمٰن نے کہا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن شداد، مصعب بن سعد اور ابو مالک کا متّفقہ فتویٰ:

امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عقال بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ، وَ مُصْعَبَ بْنَ سَعِيْدٍ، وَ أَبَا مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، وَ هِيَ حُبْلٰى؟ فَقَالُوْا: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ (۲۴۰)

یعنی، میں حضرت عبداللہ بن شداد، مصعب بن سعید اور ابو مالک

۲۳۸۔ الأشفاق علی أحکام الطلاق، ص۳۶۔۳۷

۲۳۹۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۸) فی الرجل یتزوّج المرأة ثم یطلّقها، ص۱۹، الحدیث:۱۷

۲۴۰۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (۱۷) الطلاق، باب (۳) طلاق الکامل، ص۲٤۰، الحدیث:۱۰۹۸۰

سے ایک شخص کا حکم پوچھا جس نے اپنی بیوی کو اس حال میں بیک
وقت تین طلاقیں دے دیں جب کہ وہ حاملہ تھی تو سب نے فرمایا:
(تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں لہٰذا اب وہ) عورت اس پر حلال نہیں
یہاں تک کہ دوسرے خاوند کے پاس رہے۔

تابعین عظام میں سے ۱۔حضرت ابن شہاب زہری، ۲۔قاضی شُریح، ۳۔امام حسن بصری، ۴۔ابراہیم نخعی، ۵۔امام جعفر صادق، ۶۔سعید بن المسیب، ۷۔سعید بن جبیر، ۸۔عکرمہ، ۹۔حمید بن عبد الرحمٰن، ۱۰۔سفیان ثوری، ۱۱۔عبد اللہ بن شداد، ۱۲۔مصعب بن سعید اور ۱۳۔ابو مالک کے فتاویٰ اور ان کا مذہب بیان کیا گیا ہے۔سب کا یہی مذہب ہے اور سب یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے بلا حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

جمہور مُحدِّثین، فقہاء و علماء:

مُدرّس حرم مکی شیخ احمد بن احمد الجکنی الشنقیطی "فتح المنعم بشرح زاد المسلم" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جمہور علماء سلفاً خلفاً اس پر متفق ہیں کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے تو وہ عورت اس کلام کے موجب اس شخص پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر بعد نکاح وہ اس سے دخول کرے اور (حلالہ میں) دُخول شرعاً معتبر ہے، فرمایا اس میں شیعہ اور بعض اہلِ ظاہر نے مخالف کی، انہوں نے کہا جب بیک وقت طلاقیں واقع کرے گا تو واقع نہ ہو گی، انہوں نے دلیل پکڑی کہ ایسا کرنا خلافِ سنّت ہے لہٰذا اسے سنّت کی طرف پھرا جائے گا۔

اور حافظ عینی نے "عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری" میں فرمایا تابعین اور ان کے بعد والوں میں سے جمہور علماء کا مذہب ہے ان میں امام اوزعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب، امام مالک اور ان کے اصحاب، امام شافعی اور ان کے اصحاب،

امام احمد اور ان کے اصحاب، اسحاق، ابوثور، ابوعبید اور بہت سے دوسری فقہاء اس بات پر ہیں جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی، لیکن وہ گنہگار ہوگا۔

اور انہوں نے فرمایا کہ جو اس مسئلہ میں مخالفت کرے وہ شاذ ہے اہلسنّت کا مخالف ہے اور اس سے وہ ہی چھٹے جو اہلِ بدعت ہیں اور وہ جس کی طرف توجہ نہ کی جائے گی کیونکہ وہ اس جماعت سے جُدا ہو گیا جس جماعتِ کو تحریف قرآن وسنّت کا الزام دینا جائز نہیں ہے۔(۲۴۱)

مذاہب اربعہ:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دے دے تو چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں لازم ہو جائیں گی اور جمہور علماء کا بھی یہی نظریہ ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن الجزیری متوفی ۱۳۶۰ھ لکھتے ہیں۔

وَيُحْسَبُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ الْبِدْعِيُّ سَوَاءً كَانَ وَاحِدٌ أَوْ أَكْثَرُ بِاتِّفَاقِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ، وَخَالَفَهُمْ بَعْضُ الشَّوَاذِ الَّذِيْنَ لَا يُعَوَّلُ عَلَىٰ آرَائِهِمْ۔ (۲۴۲)

یعنی، اگر کوئی شخص بدعی طلاق دے تو باتفاق ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ مالک، شافعی، احمد) اس پر دی ہوئی بدعی طلاق شمار کی جائے گی چاہے ایک طلاق دے یا ایک سے زیادہ (دو یا تین) دے اور اِن کی صرف اُن لوگوں نے مخالفت کی جو جمہور سے الگ، حق سے جُدا ہو گئے کوئی مسلمان ان کی (مخالفِ قرآن وسنّت) آراء کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

۲۴۱۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (۳)، كتاب النكاح، الرأي في لزوم الطلاق الثلاث دفعةً واحدةً، ص ۶۷-۶۸

۲۴۲۔ كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، المجلد (٤)، كتاب الطلاق، بحث مايترتّب على الطلاق البدعي من الأحكام، ص ۳۰۸

جمہور علماء کے فتاویٰ:

(۱) مُحررِ مذہب ابی حنیفہ امام محمد متوفی ۱۸۹ھ کا فتویٰ:

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ کا تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے اسی حدیث کو ہم فتویٰ کیلئے لیتے ہیں اور یہی امام ابو حنیفہ اور عام فقہاء احناف کا قول ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں بیک وقت ہی واقع ہو جاتی ہیں۔ (۲۴۳)

(۲) مُحدِّث امام اسحاق بن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ کا فتویٰ:

قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگردوں کی ایک جماعت اور اسحاق بن راہویہ اس طرف گئے کہ جس عورت کو طلاق دی گئی وہ اگر ایسی ہو کہ نکاح کے بعد ان سے ہمبستری ہو چکی ہو تو (اُسے الفاظ متفرقہ کے ساتھ تین طلاقیں دینے کی صورت میں) تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اگر غیر مدخول بہا ہو (یعنی نکاح کے بعد ہمبستری نہ ہوئی ہو) تو (اس صورت میں) ایک طلاق واقع ہوگی۔ (۲۴۴)

(۳) مُحدِّث امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ کا فتویٰ:

امام محمد بن اسماعیل بخاری لکھتے ہیں اہل علم نے فرمایا اگر تین طلاقیں (غیر مدخول بہا کو) ایک ہی کلمہ میں دے دی جائیں تو اس سے حرمت غلیظہ آجاتی ہے اور بیوی حرام ہو جاتی ہے۔ (۲۴۵)

۲۴۳۔ المؤطا للإمام محمد بن الحسن الشيباني، كتاب الطلاق، باب (١٥) الرجل يطلق إمرأته ثلاثاً قبل أن يدخل بها، ص١٩٦

۲۴۴۔ نيل الأوطار، كتاب الطلاق، باب ما جاء في طلاق البتة و جمع الثلاث الخ، ص١٢٢٧

۲۴۵۔ صحيح البخاري، المجلد(٣)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٧) من قال لإمرأته أنت عليّ حرام، ص٤١٣

مزید یہ کہ امام بخاری نے ''صحیح البخاری'' کے کتاب الطلاق میں ''من أجاز الطلاق الثلاث'' کے نام سے باب باندھا، اس کے تحت آیہ کریمہ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیۃ﴾ نقل فرما کر بتا دیا کہ یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ ایک مجلس اور متعدد مجالس میں دی گئی تین طلاقیں بہر صورت تین ہی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں جو مجھ پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ امام بخاری کا باب سے مقصد مطلق تین طلاقوں کا وجود اور وقوع ہے چاہے متفرق مجالس اور کلمات سے دی گئی ہوں یا ایک ہی مجلس میں ایک ہی کلمہ سے دی گئی ہوں، تو یہ آیت مانعین کے خلاف دلیل ہے کیونکہ یہ آیت بلا انکار امام بخاری کے دعویٰ پر دلالت کرتی ہے۔

اور اگر امام بخاری کا مقصد اکٹھی تین طلاقوں کا جواز و وقوع ثابت کرتا ہے اور یہی مقصد زیادہ ظاہر ہے، پھر امام صاحب اس آیت سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس آیت سے تین کو ایک قرار دینے والے اور اجماع کے مخالف لوگ استدلال کرتے ہیں کہ اس آیت کا ظاہر بتاتا ہے کہ ایک مرتبہ تین طلاق دینا مشروع نہیں، مشروع طلاق یہ ہے کہ جو ترتیب آیہ کریمہ میں ہے اس کے مطابق طلاق دی جائے، پس اس کی طرف اشارہ کیا کہ اکٹھی تین طلاق کی ممانعت پر استدلال کرنا غیر منتج اور نا قابل التفات ہے کیونکہ سیاق آیت میں کیفیت مذکورہ کے علاوہ طلاق کی ممانعت کا ذکر نہیں، بلکہ اس بات پر اجماع ہے کہ دو بار طلاق دینا نہ شرط اور نہ راجح طریقہ ہے بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ دو کی بجائے ایک دینا زیادہ راجح ہے۔ حاصل یہ کہ امام بخاری کا مقصد مخالفین کے اس آیت سے (باطل) استدلال کو دفع کرتا ہے نہ کہ تین کے جواز پر استدلال (۲۴۶)

شارح صحیح بخاری امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں کہ اس باب سے امام بخاری کا مطلب ہے کہ عورت کو ایک ہی مجلس میں ایک دفعہ تین

۲۴۶۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱۲)، کتاب الطلاق، باب جوز الطلاق الثلاث، ص۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵

طلاق دینا الخ۔(۲۴۷)

شارح صحیح بخاری امام قسطلانی امام بخاری کے قول کا مطلب ہے کہ یکبارگی یا جُدا جُدا تین طلاقیں دینا۔(۲۴۸)

(۴) امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ کا فتویٰ:

امام ابوداؤد بن سلیمان اشعث کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا اسی لئے آپ نے بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيقَاتِ الثَّلَاثِ میں حدیث رُکانہ جس کی ایک روایت ہے کہ حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور نبی ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم فرمایا اور دوسری روایت ہے کہ انہوں نے تین نہیں بلکہ طلاق البتۃ دی تھی یہ لفظ (البتہ) ایک اور تین کا احتمال رکھتا ہے اور نبی ﷺ نے ان سے نیت معلوم کی اور ایک طلاق کی نیت ہونے کی وجہ سے انہیں رجوع کا حکم فرمایا۔ امام ابوداؤد نے اسی روایت کو اصح کہا ہے اور باب کا نام یہ رکھا کہ "تین طلاق کے بعد مراجعت منسوخ ہونا یعنی رجوع کا حق نہ رہنا۔"(۲۴۹)

(۵) امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کا فتویٰ:

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ عامۃ العلماء کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے پھر وہ اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کر لے اور دوسرا اسے مقاربت سے قبل طلاق دے دے تو وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے نے اس سے مقاربت نہ کی ہو۔(۲۵۰)

۲۴۷۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ۱۳۲/۸

۲۴۸۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی: ۱۸۲/۷

۲۴۹۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۴۸۔۴۴۹، الحدیث:۲۱۹۶

۲۵۰۔ جامع ترمذی، المجلد(۲)، کتاب(۹) النکاح، باب(۹۶) ما جاء فی من یطلق إمرأته ثلاثاً الخ، ص۹۶

(۶) امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ کا فتویٰ:

امام قسطلانی نے ''ارشاد الساری شرح صحیح بخاری'' میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے وقوع کے بارے میں امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کو صحیح قرار دیا اور اہل تشیع اور اہل ظاہر جو تین کو ایک قرار دیتے ہیں ان کی مذمت کی ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں ہے تو معلوم ہوا کہ امام ابن ماجہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔(۲۵۱)

(۷) علامہ ابوبکر نیشاپوری شافعی متوفی ۳۰۹ھ کا فتویٰ:

امام ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری شافعی نے لکھا جس نے ہمبستری سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ دے دیں تو ایک جماعت نے فرمایا کہ وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، اسی طرح حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے فتویٰ دیا۔

اور حضرت سعید بن المسیب، ابن سیرین، ابن معقل، عکرمہ، ابراہیم نخعی، شعبی، سعید بن جُبیر، حکم، مالک، ابن ابی لیلیٰ، ثوری، اوزاعی، شافعی، احمد، ابوثور اور اصحاب الرائے نے یہی فرمایا۔ اور مروی ہے کہ حضرت علی اور زید رضی اللہ عنہما نے یہی فرمایا اور ابوبکر (نیشاپوری مصنّف) فرماتے ہیں ہم بھی یہی کہتے ہیں۔(۲۵۲)

(۸) امام ابوجعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کا فتویٰ:

امام طحاوی کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، جیسا کہ امام طحاوی کی کتاب ''اختلاف العلماء'' کے حوالے سے مندرجہ سطور میں مذکور ہے۔

۲۵۱۔ إرشاد الساری، المجلد (۸)، کتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الخ، ص ۱۳۲۔۱۳۳

۲۵۲۔ الإشراف علی مذاهب أهل العلم، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، باب (۸)، طلاق الثلاث الخ، ص ۱۴۳

(۹) امام ابوبکر جصّاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ کا فتویٰ:

امام ابو بکر احمد بن علی جصّاص رازی نقل کرتے ہیں: ہمارے اصحاب احناف نے کہا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے سنّت طلاق اور وہ عورت ایسی ہے جسے ماہواری آتی ہے تو ہر طُہر میں ایک طلاق واقع ہو گی۔ اور اگر اس کی نیت ہو کہ تینوں ایک ساتھ واقع ہو جائیں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔(۲۰۳)

اور نقل کرتے ہیں کہ کسی شخص نے اپنی اس بیوی سے کہا جس سے ابھی اُس نے مقاربت نہیں کی کہ تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ وہ غیر مدخول بہا بیوی پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائے گی، دوسری دو واقع نہ ہوں گی (اور اگر وہ مدخول بہا ہوتی تو تینوں واقع ہو جاتیں)۔(۲۰۴)

(۱۰) فقیہ ابو اللیث سمرقندی حنفی متوفی ۳۵۷ھ کا فتویٰ:

امام ابی اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی لکھتے ہیں ہشام نے امام محمد سے اس شخص کے بارے میں روایت کیا کہ جسے اس کی بیوی نے تین بار کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں نے تجھے طلاق دی تو فرمایا تین طلاقیں ہوئیں، اور لکھتے ہیں کہا تو طلاق والی ہے سوائے دو طلاق کے تو وہ عورت تین طلاق والی ہے۔(۲۰۵)

(۱۱) امام قدوری حنفی متوفی ۴۲۸ھ کا فتویٰ:

امام ابوالحسن احمد بن محمد قدوری فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دینا یا ایک طُہر میں تین طلاقیں دینا بدعت ہے اگر ایسا کیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی عورت اس سے

۲۰۳۔ مختصر اختلاف العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، (۸۲۲)، فیمن قال لامرأته: أنت طالق للسنّة الخ، ص۳۷۸

۲۰۴۔ مختصر اختلاف العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق (۹۱۹) فیمن قال لغیر المدخول بها أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، ص۴۱۱

۲۰۵۔ عیون المسائل فی الفروع الحنفیة، کتاب الطلاق، ص۵۷

جُدا ہو جائیگی اور اس طرح طلاق دینے والا گناہ گار ہوگا۔(۲۰۶)

(۱۲) امام ابوزید الدبوسی الحنفی متوفی ۴۳۰ھ کا فتویٰ:

امام ابوزید عبید اللہ بن عمر ابن عیسیٰ الدبوسی الحنفی لکھتے ہیں: اگر مرد نے اپنی بیوی سے جب کہ وہ عورت مدخول بہا ہو کہا کہ تُو تین طلاق والی ہے اور تین طلاق والی ہے ان شاء اللہ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک تین واقع ہو جائیں گی۔ اور اپنی بیوی سے کہا تو ایک اور تین کے مابین طلاق والی ہے تو دو واقع ہوں گی۔(۲۰۷)

(۱۳) شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن متوفی ۴۴۴ھ/ ۴۴۹ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن مالک فرماتے ہیں ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی تین طلاقوں کے لازماً واقع ہونے پر ائمہ فتوی متفق ہیں اور ایسا کرنا ان کے نزدیک سنّت کے خلاف ہے اور اس کا خلاف (یعنی تین سے ایک مراد لینا) شُذوذ (حق سے جدا ہونا) ہے اور ایسی بات صرف بدعتی ہی کرتا ہے۔(۲۰۸)

(۱۴) امام ناطفی حنفی متوفی ۴۴۶ھ کا فتویٰ:

امام ابوالعباس احمد بن محمد ناطفی کی ''اَجناس'' کے حوالے سے ابن قاضی سماوہ نقل کرتے ہیں کہ شوہر نے بیوی کو خلوت صحیحہ کے بعد کہا: تجھے ایک طلاق، تجھے دو طلاقیں، تجھے تین طلاقیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۰۹)

(۱۵) شیخ الاسلام قاضی القضاۃ ابوالحسن حنفی متوفی ۴۶۱ھ کا فتویٰ:

امام ابوالحسن علی بن حسین فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تُو تین طلاق والی ہے اور اس کی نیت ایک طلاق کی تھی تو اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی اس نے کہیں

۲۰۶۔ مختصر قدوری مع شرحہ اللباب، المجلد(۲) کتاب الطلاق، ص ۳۷

۲۰۷۔ کتاب تأسیس النظر، ص ۸، ۱۲۔۱۳

۲۰۸۔ شرح صحیح البخاری لابن بطال، المجلد (۷)، کتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من اجاز الطلاق الثلاث، ص ۳۹۰

۲۰۹۔ جامع الفصولین، المجلد (۱)، الفصل العشرون فی دعوی النکاح الخ، ص ۱۹۴

یعنی تین واقع ہوجائیں گی۔(۲۶۰)

(۱۶) شیخ الاسلام ابواسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۷۶ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی شیرازی شافعی لکھتے ہیں: شوہر نے اگر طلاق کے تین لفظ کہے مثلاً بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے، پس تو طلاق والی ہے تو ہر لفظ سے طلاق واقع ہوجائے گی یعنی تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔(۲۶۱)

(۱۷) امام سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ کا فتویٰ:

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی لکھتے ہیں "کسی شخص نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں وہ ہمارے نزدیک تینوں ہی واقع ہوجائیں گی اور یہی حضرت عمر، ابن عباس اور ابوہریرہ ﷺ کا قول ہے۔(۲۶۲)

(۱۸) ابوالولید سلمان بن خلف الباجی المالکی متوفی ۴۹۴ھ کا فتویٰ:

ابوالولید باجی نے "المنتقی" میں لکھا ہے جس شخص نے ایک لفظ سے تین طلاقیں دے دیں تو جتنی طلاقیں اس نے دیں اتنی ہی لازم ہوجائیں گی اور یہی جماعت فقہاء کا قول ہے اور اس کی دلیل جو ہم دیتے ہیں وہ اجماعِ صحابہ ہے کیونکہ طلاقِ ثلاثہ کا واقع ہوجانا حضرت عبداللہ بن عمر، عمران بن حصین، عبداللہ بن مسعود، ابن عباس، ابوہریرۃ اور اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ ﷺ سے مروی ہے صحابہ کرام میں سے اس قول میں ان کا کوئی مخالف نہیں۔(۲۶۳)

(۱۹) امام غزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ کا فتویٰ:

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی شافعی کے "فتاویٰ" میں ہے:

۲۶۰۔ النتف فی الفتاوی، کتاب الطلاق، المصفح والمکنی، ص۲۰۳

۲۶۱۔ کتاب التنبیہ فی فروع الفقہ الشافعی، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب عدد الطلاق و الاستثناء فیہ، ص۶۵۶

۲۶۲۔ المبسوط للسرخسی، المجلد(۳)، جزء ۶، کتاب الطلاق، باب من طلّق الخ، ص۷۳

۲۶۳۔ الأشفاق علی أحکام الطلاق، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، ص۳۹

سوال: شوہر نے جب کہا کہ اگر میری بیوی باندی کے ساتھ بازار گئی تو وہ تین طلاق والی ہے اور میری باندی میری بیوی کے ساتھ بازار گئی تو وہ آزاد ہے، پھر دونوں ایک ہی حال میں بازار گئیں تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: اگر باندی اس کی بیوی کی خدمت میں گئی یا اس کی ہمراہی میں راستہ میں گئی تو دونوں صفتیں حاصل ہو گئیں تو (باندی کی) آزادی اور (بیوی کو) تین طلاقیں واقع ہونا حاصل ہو جائے گا کیونکہ معیّت مرافقت سے عبارت ہے الخ (۲٦٤)

(۲۰) علامہ ابو بکر شاشی شافعی متوفی ۵۰۷ھ کا فتویٰ:

علامہ ابو بکر محمد بن احمد شاشی لکھتے ہیں: شوہر نے اگر بیوی سے کہا تو تین سنّت طلاق والی ہے اور عورت بغیر جماع کے طہر میں ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، ہمارے نزدیک عدد میں نہ سنّت ہے اور نہ بدعت۔(۲٦٥)

(۲۱) امام بغوی شافعی متوفی ۵۱٦ھ کا فتویٰ:

امامِ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(۲٦٦)

(۲۲) امام ابو الولید ابن رشد مالکی متوفی ۵۲۰ھ کا فتویٰ:

امام ابو الولید محمد بن احمد بن احمد بن رشد قرطبی مالکی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: یہ قول کہ مُطلّقہ ثلاثہ بکلمۂ واحدہ طلاق دینے والے کے لئے جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے حلال نہیں، یہ وہ قول ہے جس پر فقہاءِ اَمصار کا اجماع ہے اور ان میں سے کسی کا اس میں اختلاف نہیں اور وہ لکھنے والا جس نے یہ لکھا کہ وہ

۲٦٤۔ الفتاویٰ للغزالی، الطلاق، (۱۳۹)، ص۲۲٦

۲٦٥۔ حلیۃ العلماء فی معرفۃ مذھب الفقھاء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص۹۱۷

۲٦٦۔ تفسیر معالم التنزیل برحاشیہ خازن، المجلد (۱)، سورۃ بقرۃ، ص۲۲۸

حلالہ سے قبل حلال ہے اور اس میں لکھتا ہے کہ رجوع کر لے وہ شخص جاہل ہے، ضعیف الدین ہے اس نے وہ کام کیا جو اسے باجماع اہل علم جائز نہ تھا، کیونکہ وہ اہلِ اجتہاد سے نہیں اس نے اس کی مخالفت کی جس پر فقہاءِ اَمصار کا اجماع ہے جیسے امام مالک، شافعی، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، اس کا تو فرض یہ ہے کہ وہ اپنے وقت کے علماء کی تقلید کرتا۔ اس کے لئے درست نہیں کہ وہ ان کی دینی رائے سے مخالفت کرے، تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس فتنے سے باز آجائے، پس اگر باز نہیں آتا تو اس پر اُسے سزا دی جائے گی اور یہ اس میں جرح ہے جس سے اس کی امامت اور شہادت ساقط ہو جائے گی۔(۲۶۷)

(۲۳) امام علاؤالدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۴۰ھ کا فتویٰ:

امام علاؤالدین محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی لکھتے ہیں: اگر شوہر نے کہا تو تین سنت طلاق والی ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ تینوں فی الحال واقع ہو جائیں تو ہمارے نزدیک تینوں اس وقت واقع ہو جائیں گی۔(۲۶۸)

(۲۴) فقیہ ابوالفتح ظہیرالدین الولوالجی الحنفی متوفی ۵۴۰ھ کا فتویٰ:

امام فقیہ ابوالفتح ظہیرالدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ ابن عبدالرزاق الولوالجی لکھتے ہیں: ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تین طلاقیں تجھ پر تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۶۹)

(۲۵) امام طاہر بن احمد بخاری حنفی متوفی ۵۴۲ھ کا فتویٰ:

آپ لکھتے ہیں کہ امام احمد قلانسی سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس نے اپنی بیوی کا ذکر کیا اور کہا اسے ایک طلاق، پھر اس کا ذکر کیا اور کہا اس دو طلاق اور اسی طرح تیسری تو آپ نے فرمایا کہ اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔(۲۷۰)

۲۶۷۔ فتاویٰ ابن رُشد، المجلد (۳)، رقم السوال و الجواب: ۵۰۱، ص۱۳۹۷

۲۶۸۔ تحفة الفقهاء، كتاب الطلاق، ص۲۰۱

۲۶۹۔ الفتاوىٰ الولوالجية، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، الفصل الأول، ص۶

۲۷۰۔ خلاصة الفتاوىٰ، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، الفصل الأول، الجنس الأول، ص۷۶

(۲۶) امام ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ ھ کا فتویٰ:

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی لکھتے ہیں: جس نے دو یا تین طلاقیں دیں تو وہ اسے لازم ہوجاتی ہیں (یعنی واقع ہوجاتی ہیں)۔(۲۷۱)

(۲۷) امام قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ ھ کا فتویٰ:

امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ مالکی لکھتے ہیں بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تمام علماء کے نزدیک لازماً واقع ہوجاتی ہیں۔(۲۷۲)

(۲۸) امام ناصرالدین سمرقندی حنفی متوفی ۵۵۶ ھ کا فتویٰ:

امام ناصرالدین ابی القاسم محمد بن یوسف حسینی سمرقندی لکھتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، تو اُسے تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔(۲۷۳)

(۲۹) امام سراج الدین الاوسی حنفی متوفی ۵۶۹ ھ کا فتویٰ:

امام سراج الدین علی بن عثمان الأوسی الحنفی لکھتے ہیں: بیوی سے کہا تجھے سنّت طلاق اور اس کی کوئی نیت نہیں تو ہر طُہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر نیت کی کہ فی الحال واقع ہوجائیں تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور لکھتے ہیں: شوہر نے کہا تو طلاق والی پھر سانس ختم ہونے کی وجہ سے خاموش ہو پھر کہا تین، تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔(۲۷٤)

اور ایک اور جگہ لکھتے ہیں: اگر مرد نے بیوی سے کہا تو ایک طلاق والی ہے نہیں بلکہ دو تو عورت تین طلاق والی ہوجائے گی۔(۲۷۵)

۲۷۱۔ أحكام القرآن، المجلد (۱)، سورة البقرة، ص ۱۹۱

۲۷۲۔ إكمال المعلم بفوائد المسلم، المجلد (۵)، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ص ۲۰

۲۷۳۔ الملتقط فى الفتاوىٰ الحنفية، كتاب الطلاق، مطلب: تطليق بعد الردة، ص ۱٤٤

۲۷٤۔ الفتاوى السراجية، كتاب الطلاق، باب طلاق السنى، ص ٤۲

۲۷۵۔ الفتاوى السراجية، كتاب الطلاق، باب عدد الطلاق، ص ٤۳

(۳۰) علامہ عون الدین ابن ہبیرہ حنبلی متوفی ۵۶۰ھ کا فتویٰ:

علامہ عون الدین یحییٰ بن محمد بن ہبیرہ لکھتے ہیں: ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ یا متعدد کلمات کے ساتھ ایک حالت میں یا ایک طہر میں دی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔(۲۷۶)

(۳۱) امام احمد بن محمد بن ابی بکر حنفی متوفی بعد ۵۶۹ھ کا فتویٰ:

امام احمد بن ابی بکر لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی سے بلا حرف عطف کہا تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۷۷)

(۳۲) شمس الاسلام ابی حفص عمر نسفی حنفی متوفی ۵۷۳ھ کا فتویٰ:

امام نجم الحق والدین مفتی الجن والانس ابو حفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل نسفی حنفی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے بغیر حرف عطف کے کہا تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق، تجھے ایک طلاق تو آپ نے فرمایا: اس نے اگر بعد دخول کے کہا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۷۸)

(۳۳) امام علاؤ الدین ابوبکر الکاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ کا فتویٰ:

علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں: اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے یا کہا میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی جب کہ عورت مدخول بہا ہو(۲۷۹)

(جب دو بار کہا تو دونوں واقع ہو گئیں اور اگر وہ تین بار کہتا تو تینوں واقع ہو جاتیں)

۲۷۶۔ الإفصاح عن معاني الصحاح، المجلد (۲)، باب الطلاق، ص ۱۲۱، و مطبعة الكيلاني: ۲/۱۴۸
أيضاً إختلاف الأئمة العلماء، كتاب الطلاق، ص۱۶۷

۲۷۷۔ خزانة الفتاوىٰ، كتاب الطلاق، ورق ۶۲

۲۷۸۔ الفتاوىٰ النسفية، كتاب الطلاق، ورق ۲۴

۲۷۹۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، المجلد (۴)، كتاب الطلاق، فصل في شرط النية في الكتابة، ص ۲۲۴

(۳۴) امام قاضی خان حنفی متوفی ۵۹۲ ھ کا فتویٰ:

علامہ حسن بن منصور اوزجندی فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے تین طلاقیں دے اور شوہر نے کہا میں نے ایسا ہی کیا یا کہا میں نے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائینگی۔(۲۸۰)

(۳۵) شیخ الاسلام ابوالحسن مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی فرماتے ہیں کہ طلاق بدعت یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک کلمہ سے یا تین کلمات سے ایک طُہر میں دینا اگر کسی نے ایسا کیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور وہ گناہ گار ہوگا۔(۲۸۱)

(۳۶) علامہ فخر الدین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ ھ کا فتویٰ:

علامہ فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن حسین قرشی لکھتے ہیں: قرآن میں ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الاٰیۃ﴾ کا معنی یہ ہے کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے اور تیسری کے بعد رجوع کا حق نہیں اور یہ تفسیر اس کا قول ہے جس نے ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کو جائز قرار دیا اور یہی امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے، اور لکھتے ہیں: میرے نزدیک تین طلاقوں کو جمع کرنا مباح ہے مسنون نہیں ہے۔(۲۸۲)

(۳۷) امام ابن مازہ بخاری حنفی متوفی ۶۱۶ ھ کا فتویٰ:

علامہ محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ بخاری لکھتے ہیں: شوہر نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۸۳)

۲۸۰۔ فتاویٰ قاضیخان (خانیۃ) علی ہامش الھندیۃ، المجلد(۱)، کتاب الطلاق، ص ۵۰۳

۲۸۱۔ الھدایۃ، المجلد(۱-۲)، کتاب الطلاق، باب الطلاق السنۃ، ص ۲۴۷

۲۸۲۔ التفسیر الکبیر، الجزء (۶)، سورۃ البقرۃ، ص ۹۶

۲۸۳۔ المحیط البرھانی، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب الرابع، ص ۳۶۰

(۳۸) قاضی القضاۃ ظہیر الدین حنفی متوفی ۶۱۹ ھ کا فتویٰ:

شیخ امام قاضی القضاۃ مفتی عصر مرجع خلائق استاذ العلماء رکن الدنیا والدین ظہیر الدین ابوبکر محمد بن احمد بخاری لکھتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا طلاق تیرے ہاتھ میں ہے تو دے دے تو شوہر نے کہا میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۸٤)

(۳۹) علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی متوفی ۶۲۰ ھ کا فتویٰ:

علامہ موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد ابن قدامہ لکھتے ہیں: غیر مدخول بہا بیوی کو ایک طلاق بائنہ کر دے گی اور تین حرام۔ اور اگر مدخول بہا ہو تو اُسے جتنی دے گا واقع ہو جائیں گی۔(۲۸۵)

(۴۰) فقیہ استروشنی حنفی متوفی ۶۳۲ ھ کا فتویٰ:

امام فقیہ محمد بن محمود بن حسین استروشنی لکھتے ہیں جس عورت کو اس کے شوہر نے تین طلاقیں دے دیں وہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرا شوہر اس سے نکاح کرے اور وہ اس سے دخول (ہمبستری) کرے۔(۲۸٦)

(۴۱) علامہ یوسف بجستانی حنفی متوفی بعد ۶۳۸ ھ کا فتویٰ:

علامہ یوسف بن ابی سعید بن احمد بجستانی لکھتے ہیں: بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے پھر سانس لینے کے لئے خاموش ہو گیا پھر کہا تین، تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے تو اسے کہا گیا کتنیں، تو کہنے لگا: تین، تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۲۸۷)

۲۸٤۔ الفتاوی الظهيرية، كتاب الطلاق، ورق ۷۸

۲۸۵۔ عمدة الفقه على مذهب الإمام أحمد، كتاب الطلاق، باب ما يختلف به عدد الطلاق وغيره، ص ۸٤

۲۸٦۔ جامع أحكام الصغار، كتاب الطلاق، ص ٦٧

۲۸۷۔ منية المفتي، كتاب الطلاق، ص ٦٣

(۴۲)امام زین الدین بن ابی بکر عماد الدین حنفی متوفی بعد ۶۵۱ ھ کا فتویٰ:

امام ابوالفتح زین الدین بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب الہدایہ لکھتے ہیں: اگر عورت نے کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں نے دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو اختیار کر، تو اختیار کر، تو اختیار کر، عورت نے کہا میں نے اختیار کیا تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اگر عورت نے کہا مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں نے کی، میں نے کی، میں نے کی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، یہی اصح ہے۔(۲۸۸)

(۴۳)علامہ شمس الدین سبط ابن الجوزی حنفی متوفی ۶۵۴ ھ کا فتویٰ:

علامہ شمس الدین یوسف بن فرغلی "سنن النسائی" کی طلاق ثلاثہ والی محمود بن لبید سے مروی حدیث نقل کر کے اس کے تحت لکھتے ہیں کہ امام محمد نے ہمارے مذہب کی مثل پر اجماع حکایت کیا ہے اس طرح امام کرخی نے اور انہوں نے فرمایا کہ تین طلاق ایک ساتھ واقع کرنے کے مکروہ ہونے پر اہلِ علم میں سے کسی کے اختلاف کو نہیں جانتا۔ بیک وقت تین طلاقیں دینے کو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ حماقت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اسے پر اپنے دُرّے کو بلند فرماتے۔(۲۸۹)

(۴۴)امام قرطبی متوفی ۶۵۶ ھ کا فتویٰ:

امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی لکھتے ہیں جمہور سلف اور ائمہ کے نزدیک دی گئی تین طلاقیں لازماً واقع ہو جاتی ہیں اسمیں کوئی فرق نہیں اکٹھی ایک کلمہ سے دی جائیں یا متفرق کلمات سے۔(۲۹۰)

۲۸۸۔ فصول العمادی، کتاب الطلاق، الفصل الثانی و العشرون، ورق ۱۴۹

۲۸۹۔ إيثار الإنصاف في آثار الخلاف، کتاب الطلاق، ص ۱۶۸

۲۹۰۔ المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، المجلد(٤)، کتاب الطلاق، باب إمضاء الطلاق الثلاث من كلمة، ص ۲۳۷-۲۳۸

(۴۵) علامہ مختار بن محمود زاہدی حنفی متوفی ۶۵۸ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد زاہدی غزمینی لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے تو تین طلاقیں ہیں کیونکہ یہ عرف میں بمنزلہ صریح کے ہے حتیٰ کہ بلانیت واقع ہو جائیں گی۔(۲۹۱)

(۴۶) علامہ قزوینی شافعی متوفی ۶۶۵ھ کا فتویٰ:

علامہ نجم الدین عبدالغفار بن عبدالکریم قزوینی شافعی کی کتاب ''حاوی صغیر'' کی تلخیص ''ارشاد الغاوی'' میں ہے اگر بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے مگر نصف تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔(۲۹۲)

(۴۷) شارح صحیح مسلم امام نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ کا فتویٰ:

امام یحییٰ بن شرف النووی فرماتے ہیں امام شافعی و مالک و ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ جمہور علماء سلف و خلف کا یہی قول ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔(۲۹۳)

نیز ان کے فتاویٰ میں ہے، مسئلہ: شوہر نے اپنی بیوی کو دخول سے قبل تین طلاقیں دے دیں تو اس کا کیا حکم ہے کیا وہ اس کے لئے حلال ہے کہ اس سے نکاح کر لے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ عورت اس مرد کے غیر سے نکاح کرے اور وہ دوسرا شوہر اس کے اگلے مقام میں وطی کرے اور دوسرا شوہر اس عورت سے طلاق وغیرہ کے ذریعے جدائی کرے اور اس کی عدت گزرے (تو پھر اول کے لئے اس سے نکاح کرنا حلال ہوگا)۔(۲۹۴)

۲۹۱۔ القنية المنية، كتاب الطلاق، باب في الكنايات، ص۱۳۶

۲۹۲۔ إرشاد الغاوى إلى مسالك الحاوى، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، باب تعليق الطلاق، ص۵۵۵

۲۹۳۔ شرح صحيح مسلم للنووى، المجلد(۵)، الجزء(۱۰)، كتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص۶۰، الحديث:۱۵(۱٤۷۲)

۲۹٤۔ فتاوى الإمام النووى، كتاب الطلاق، إذا طلق زوجته ثلاثًا، ص۱۹۸

(۴۸) عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ حنفی متوفی ۶۸۰ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی مدخول بہا بیوی سے یوں کہا تجھے سنّت کے مطابق تین طلاقیں ہیں اور اس نے تمام طلاقوں کے اسی وقت وقوع کا ارادہ کیا تو اس کی نیت صحیح ہوگی اور تین طلاقیں فی الحال واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۵)

(۴۹) علامہ عبد اللہ بن محمود موصلی حنفی متوفی ۶۸۳ھ کا فتویٰ:

علامہ عبد اللہ بن محمود موصلی حنفی لکھتے ہیں: جب اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین سنّت طلاقیں تو ہر طُہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر تینوں طلاقوں کے فی الحال وقوع کی نیت کی تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۶) کیونکہ ہم نے تین طلاقوں کا جملۃً ایک ہی وقت واقع ہونا سنّت سے جان لیا ہے۔ (۲۹۷)

(۵۰) امام مظفر الدین ابن الساعاتی حنفی متوفی ۶۹۴ھ کا فتویٰ:

امام مظفر الدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی حنفی لکھتے ہیں: جب دخول سے قبل تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی میں اگر جُدا جُدا دیں پہلی سے ہی وہ بائن ہو جائے گی (کیونکہ بائن ہونے کے بعد وہ محلِ طلاق نہ رہی اور اگر وہ مدخول بہا ہوتی تو دوسری صورت میں دیگر دو بھی واقع ہو جاتیں)۔ (۲۹۸)

(۵۱) حافظ الدین ابو البرکات نسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ کا فتویٰ:

تین طلاقیں ایک طُہر میں یا ایک کلمہ سے دینا بدعی طلاق ہے اور اگر کسی نے اپنی مدخول بہا (جس سے مجامعت یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) بیوی سے کہا تجھے بطور سنّت تین طلاقیں ہیں اور اس نے اگر نیت کر لی کہ تینوں اسی وقت واقع ہوں تو واقع ہو جائیں گی۔ (۲۹۹)

۲۹۵۔ شرح الوقایہ (اوّلین)، المجلد(۲)، کتاب الطلاق، بیان الأقسام الثلاث للطلاق، ص ۷۰

۲۹۶۔ المختار القنوی، کتاب الطلاق، ص ۱۸۷

۲۹۷۔ کتاب الاختیار لتعلیل المختار، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، ص ۱۵۴

۲۹۸۔ مجمع البحرین و ملتقی النیّرین، کتاب الطلاق، فصل: فی طلاق غیر المدخول بها، ص ۵۶۲

۲۹۹۔ کنز الدقائق، کتاب الطلاق، ص ۱۱۳

(۵۳) امام ابو العباس السروجی حنفی متوفی ۷۱۰ھ کا فتویٰ:

امام ابو العباس شمس الدین احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی سروجی لکھتے ہیں: شوہر نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے یا کہا تو طلاق والی ہے پھر طلاق والی ہے، پھر طلاق والی ہے یا کہا تو طلاق والی ہے اور تو طلاق والی ہے، اور تو طلاق والی ہے تو (تمام صورتوں میں) تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۰۰)

(۵۴) امام خازن متوفی ۷۲۵ھ کا فتویٰ:

علامہ علاؤ الدین علی الشہیر بالخازن لکھتے ہیں طلاق صریح لفظ ہے جس نے بلا نیت تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائینگی۔ طلاق شرعی یہ ہے کہ ایک کے بعد دوسری طلاق متفرقاً دی جائے سوائے جمع اور اکٹھی دینے کے۔ یہ تفسیر اس کا قول ہے جس کے نزدیک تین طلاقیں جمع کرنا حرام ہے مگر امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں تین واقع ہو جائیں گی اگرچہ ایسا کرنا حرام ہے۔(۳۰۱)

(۵۵) امام فخر الدین زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ کا فتویٰ:

شوہر نے بیوی سے کو دو طلاقوں کے تین نصف دیئے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ طلاق کا نصف طلاق ہے، جب اس نے تین جمع کیں تو طلاقیں واقع ہو گئیں۔(۳۰۲)

(۵۶) امام محمد بن احمد اکاکی الحنفی متوفی ۷۴۹ھ کا فتویٰ:

شوہر نے بیوی سے کہا اختیار کر، اختیار کر، اختیار کر، بیوی نے کہا میں نے اُولیٰ یا وُسطیٰ یا اُخیرہ کو اختیار کا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

بیوی سے کہا تجھے تین سنّت طلاق اور اگر اس نے نیت کی کہ سب ابھی واقع ہو

۳۰۰۔ کتاب أدب القضاء، حکم الطلاق المقرون بالتکرار، ص ۲۸۰

۳۰۱۔ تفسیر خازن، المجلد (۱)، البقرة، ص ۲۲۸

۳۰۲۔ تبیین الحقائق، کتاب الطلاق، باب الطلاق، ص ۴۷

جائیں تو فی الحال واقع ہو جائیں گی۔(۳۰۳)

(۵۷) علامہ امیر کاتب فارابی حنفی متوفی ۷۵۸ھ کا فتویٰ:

علامہ امیر کاتب بن امیر عمر العمید الفارابی صحابہ کرام کے اجماع کے حُجّت ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں: اس طرح تین طلاقیں ہیں جب صحابہ کرام نے ایک ساتھ دی ہوئی تین طلاقوں کے وقوع کا حکم کیا اور انہوں نے اس پر اجماع کر لیا تو ہمارے لئے ان کا خلاف کرنا جائز نہیں کیونکہ صحابہ کا اجماع حُجّت ہے اس باب میں آخری بات یہ کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا ممنوع ہے اور ممنوع ہونا (یہاں) مشروعیت کو معدوم نہیں کرتا الخ۔(۳۰۴)

(۵۸) امام سراج الدین غزنوی حنفی متوفی ۷۷۳ھ کا فتویٰ:

مرد نے اپنی بیوی کو جب بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں (اگرچہ تینوں واقع ہو جائیں گی) امام حنیفہ کے نزدیک بدعت اور حرام ہے اور یہی جمہور صحابہ کا قول ہے۔(۳۰۵)

(۵۳) علامہ ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ کا فتویٰ:

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے طلاق کو تین تک محدود کر دیا اور ایک اور دو طلاق میں رجوع کو مباح فرمایا اور تین میں کلی طور پر بائن فرما دیا۔(۳۰۶)

(۵۹) علامہ خلیل بن اسحاق مالکی متوفی ۷۷۶ھ کا فتویٰ:

اگر کہا اگر میں نے تجھ سے خلع کیا تو تُو تین طلاق والی ہے، نہ اگر تین کا لفظ نہ کہا (یعنی کہا کہ اگر میں نے تجھ سے خلع کیا تو تُو طلاق والی ہے تو اس دوسری صورت میں) اسے دو طلاقیں لازم ہوں گی (ایک خلع سے دوسری خلع کے ساتھ معلّق)۔(۳۰۷)

۳۰۳۔ عیون المذاهب، کتاب الطلاق، ورق ٦٠

۳۰٤۔ غاية البيان شرح الهداية، کتاب الطلاق، تحت قوله: و طلاق البدعة الخ، ورق ۳۰۲

۳۰٥۔ الغُرّة المنيف فى تحقيق الإمام أبى حنيفة، کتاب الطلاق، ص١٤٨

۳۰٦۔ تفسير ابن كثير، المجلد(١)، سورة البقرة، ٢٢٩:، ص٤٨١

۳۰٧۔ المختصر للخليل مع مواهب الجليل، المجلد (٣)، کتاب النکاح، باب فى الخلع، ص١٣٧

اور لکھتے ہیں: شر الطلاق کہنے اور اس کی مثل کہنے اور تُو تین طلاق والی ہے کہنے کی صورت میں فوری تین طلاقیں واقع قرار دی جائیں گی۔ اور تین بدعت طلاقیں یا بعض بدعت طلاقیں اور بعض سنّت طلاقیں تو دونوں صورتوں میں تین طلاقیں ہیں۔ (۳۰۸)

(۶۰) علامہ صدرالدین شافعی متوفی ۷۸۰ھ کا فتویٰ:

علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن الحسین الدمشقی العثمانی الشافعی لکھتے ہیں: ائمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تین طلاقوں کو جمع کرنا حرام ہے اور واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۰۹)

(۶۱) شارح بخاری امام کرمانی متوفی ۷۸۶ھ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں اگر آپ اعتراض کریں کہ آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ الآیة﴾ اس دعویٰ پر کس طرح دلالت کرتی ہے؟ تو جواب میں کہوں گا کہ جب دو (طلاقوں) میں جمع جائز ہے تو تین میں بھی جمع جائز ہوگی (یعنی جب ایک مجلس میں دو طلاق دینے سے واقع ہو جاتی ہیں تو تین دینے سے بھی واقع ہو جائیں گی) یا "التَّسْرِیْحُ بِالْاِحْسَانِ" کو اتنا عام لیا جائے کہ اکٹھی ایک ہی مجلس کی تین طلاقوں کو بھی شامل ہو جائے (۳۱۰)

(۶۲) امام اکمل الدین بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ کا فتویٰ:

تین طلاقیں بیک کلمہ یا ایک طہر میں دینا طلاق بدعت ہے اور ہمارے نزدیک حرام ہے لیکن اگر ایسا کیا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور عورت اس سے جُدا اور حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ (۳۱۱)

(۶۳) علامہ عالم بن العلاء انصاری حنفی متوفی ۷۸۶ھ کا فتویٰ:

علامہ عالم بن العلاء انصاری، اندرپتی، دہلوی، ہندی لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی

۳۰۸۔ المختصر للخلیل: ۱۳۸/۳، فصل فی طلاق السنة

۳۰۹۔ رحمة الأمة فی اختلاف الأئمة، کتاب الطلاق، ص۱۸۸

۳۱۰۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی: ۱۸۲/۷

۳۱۱۔ العنایة شرح الهدایة، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، باب الطلاق السنة، ص۳۲۹

سے کہا عدت گزار، عدت گزار، عدت گزار (یہ طلاق سے کنایہ ہے) اور کہا کہ میری کل سے مراد سے ایک طلاق تھی تو اسے قضاءً سچا نہیں سمجھا جائے گا (یعنی تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی) یا کہا کہ میں نے پہلی سے مراد طلاق لی اور دوسری اور تیسری سے کچھ مراد نہ تھی تو ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی۔(٣١٢)

(٦٤) شارح عقائد نسفی علامہ تفتازانی متوفی ۷۹۲ھ کا فتویٰ:

کسی شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور اُسے ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں دے دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں نے تجھے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے دو طلاق اور آدھی طلاق مگر آدھی طلاق تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔(٣١٣)

(٦٥) علامہ ابن ابی العز حنفی متوفی ۷۹۲ھ کا فتویٰ:

علامہ صدر الدین علی بن علی بن ابی العز حنفی لکھتے ہیں، سروجی فرماتے ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاقوں کا واقع ہو جانا صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے ائمہ وغیرہم جمہور اہلِ علم کا قول ہے۔(٣١٤)

(٦٦) امام ابوبکر بن علی المعروف بالحدادی متوفی ۸۰۰ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے ایک کلمہ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائینگی، عورت جُدا ہو جائیگی اور وہ گنہگار ہوگا۔(٣١٥)

(٦٧) امام ابن الشحنہ کبیر حنفی متوفی ۸۱۵ھ کا فتویٰ:

امام ابوالولید ابراہیم بن ابی الیمن محمد بن ابی الفضل المعروف بابن الشحنہ الکبیر حنفی

٣١٢۔ الفتاوی التاتارخانیة، المجلد (٣)، کتاب الطلاق، نوع آخر فی بیان حکم الکنایات، ص ٢٣٨

٣١٣۔ الفتاوی الحنفیة، کتاب الطلاق، ورق: ٣٠-٣١

٣١٤۔ التنبیه علی مشکلات الهدایة، المجلد (٣)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنّة، ص ١٢٩١

٣١٥۔ الجوهرة النیرة، المجلد (٢)، کتاب الطلاق، ص ٣٩

لکھتے ہیں: اگر آزاد بیوی کو تین یا اس بیوی کو جو باندی ہو دو طلاقیں دیں تو وہ طلاق دینے والے کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند سے صحیح نکاح کرے اور وہ اس سے ہمبستری کرے پھر اسے طلاق دے یا فوت ہو جائے۔(۳۱۶)

مزید لکھتے ہیں: کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تین طلاقیں تجھ پر تو اس عورت کو تین طلاقیں پڑ جائیں گی کیونکہ مرد نے اس پر تین طلاقیں واقع کیں۔(۳۱۷)

(۶۸) قدوۃ الامۃ مرجع الفقہاء ابن قاضی سماوہ حنفی متوفی ۸۲۳ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام امام جلیل محمود بن اسرائیل الشہیر بابن قاضی سماوہ لکھتے ہیں: شوہر نے اپنی بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ کے بعد کہا تجھے ایک طلاق، دو طلاقیں، تین طلاقیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۱۸)

(۶۹) حافظ الدین ابن البزار حنفی متوفی ۸۲۷ھ کا فتویٰ:

امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب ابن البزار کردری لکھتے ہیں: ایک ساتھ تین طلاقیں دینا یا دو طلاقیں ایک طہر میں جمع کرنا ممنوع ہے (اگرچہ واقع ہو جائیں گی)، آپ نے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی متعدد صورتیں ذکر کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شخص کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کوئی بچی دیکھتا تو کہتا تیری ماں کو تین طلاق، پس اس نے اپنی اولاد میں سے کسی کو دیکھا تو اُسے بھی بے سوچے سمجھے ایسے ہی بول دیا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ صریح طلاق ارادہ اور علم پر موقوف نہیں ہوتی۔(۳۱۹)

۳۱۶۔ لسان الأحکام، الفصل الرابع عشر فی الطلاق، نوع فی الرجعة، ص۳۲۹

۳۱۷۔ لسان الأحکام فی معرفة الأحکام مع معین الحکام، الفصل الرابع عشر، فی الطلاق، نوع فی الصریح و الکنایة، ص۳۲٦

۳۱۸۔ جامع الفصولین، المجلد (۱)، الفصل العشرون فی دعویٰ النکاح و المهر الخ، ص۱۹٤

۳۱۹۔ الفتاوی البزازیة علی هامش الفتاوی الهندیة، المجلد (٤)، کتاب الطلاق، الأول فی المقدمة، ص۱۷۰۔۱۷۳

(۷۰) علامہ یوسف بن عمر الصوفی الحنفی متوفی ۸۳۲ھ کا فتویٰ:

بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے واسطے سنّت کے اور اس کی نیت یہ ہو کہ تینوں ابھی واقع ہو جائیں تو ہمارے نزدیک تینوں فی الحال واقع ہو جائیں گی۔(۳۲۰)

(۷۱) علامہ ابن المقری شافعی متوفی ۸۳۷ھ کا فتویٰ:

جب بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے مگر نصف طلاق تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی کیونکہ اس نے آدھی طلاق باقی چھوڑی تو وہ کامل ہوگئی۔ بیوی غیر مدخول بہا سے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تُو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے اور طلاق والی ہے تو گھر میں داخل ہونے کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۲۱)

(۷۲) علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ کا فتویٰ:

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ۔ (۳۲۲)

(۷۳) شیخ الاسلام بدرالدین حنفی عینی متوفی ۸۵۵ھ کا فتویٰ:

شارح صحیح بخاری علامہ عینی لکھتے ہیں کہ جمہور علماء تابعین اور جو انکے بعد ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب، امام مالک اور انکے اصحاب، امام شافعی اور انکے اصحاب، امام احمد اور انکے اصحاب، امام اسحاق، امام ابوعبیدہ اور دوسرے کثیر علماء کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں لیکن وہ گنہگار ہوگا اور جو اسکی مخالفت کرتے ہیں

۳۲۰۔ جامع المضمرات و المشلكات، كتاب الطلاق

۳۲۱۔ إخلاص الناوى فى إرشاد الغاوى، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، تعليق الطلاق، ص ۵۵۶؛ و باب الاستثناء فى الطلاق، ص ۵۵۹

۳۲۲۔ فتح البارى شرح صحيح البخارى، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، كتاب (۶۸) الطلاق، باب (۴) من جوّز الطلاق الثلاث، ص ۴۵۳

وہ بہت تھوڑے ہیں اور اہلسنّت کے مخالف ہیں۔(۳۲۳)

(۷۴) محقّق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں جمہور صحابہ وتابعین اور انکے بعد کے آئمۂ المسلمین کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہوتی ہیں۔ (۳۲۴)

(۷۵) مُفَسِّر ابوحفص ابن عادل حنبلی متوفی ۸۸۰ھ کا فتویٰ:

امام مُفَسِّر ابوحفص عمر بن علی بن ابن عادل دمشقی حنبلی لکھتے ہیں: جب بیوی کو بیک کلمہ تین طلاقیں دیں تو اسے بالاجماع لازم ہوگئیں۔(۳۲۵)

(۷۶) علامہ خسرو حنفی متوفی ۸۸۵ھ کا فتویٰ:

اگر شرط کو مؤخر کیا اور غیر موطوئہ بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے طلاق والی ہے تو دونوں واقع ہوجائیں گی اور بیوی موطوئہ ہو تو تمام صورتوں میں دونوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۲۶)

(۷۷) علامہ یعقوب پاشا حنفی متوفی ۸۹۱ھ کا فتویٰ:

علامہ یعقوب پاشا بن حضر بک لکھتے ہیں: اگر بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے ایک دو میں اور اس نے اس سے یہ نیت کی کہ تو طلاق والی ہے ایک اور دو تو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔(۳۲۷)

۳۲۳۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من أجاز الطلاق الثلاث، ص۳۳٦

۳۲٤۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص۳۳۰

۳۲٥۔ اللباب فی علوم الکتاب، المجلد (٤)، سورة البقرة (الآیة:۲/۲۲۹)، ص۱۳٥

۳۲٦۔ غرر الأحکام مع شرح الدرر الحکام، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص۳٦۷

۳۲۷۔ یعقوب باشه حاشیة شرح الوقایة، کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح، ص۱۷٦

(۷۸) امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ کا فتویٰ:

پہلے یہ تھا کہ جب شوہر بیوی سے کہتا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کوئی نیت نہ کرتا تو ایک طلاق کا حکم دیا جاتا کیونکہ اس سے استیناف کا ارادہ قلیل تھا تو غالب پر محمول کیا گیا جو کہ تاکید تھا پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اس صیغہ کا استعمال لوگوں میں کثرت سے ہوا اور استیناف کا ارادہ غالب ہو گیا تو اطلاق کے وقت اسے غالب اِلَی الفہم پر عمل کرتے ہوئے تین پر محمول کر دیا گیا (یعنی اب تین طلاق دینے سے تو تین ہی مراد ہوں گی)۔(۳۲۸)

(۷۹) قاضی جگن گجراتی حنفی متوفی ۹۲۰ھ کا فتویٰ:

بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کہا میں نے پہلی سے مراد طلاق لی اور دوسری اور تیسری سے نہیں تو دیانت میں سچا سمجھا جائے گا قضاء میں نہیں (یعنی قضاءً تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی)۔ جب بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، یا کہا میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، یا کہا تو طلاق والی ہے میں نے تجھے طلاق دی ہے اور کہا کہ (ان تینوں صورتوں میں) پہلی سے مراد میں نے طلاق لی (دوسری سے نہیں) تو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین سچا مانا جائے گا اور قضاء سچا نہیں مانا جائے گا (یعنی جتنی طلاقیں دیں اتنی ہی کے وقوع کا فیصلہ کیا جائے گا)۔(۳۲۹)

(۸۰) علامہ ابن الشحنہ الصغیر الحنفی متوفی ۹۲۱ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ علامہ عبدالبر بن محمد بن محمود ابن الشحنہ الصغیر متوفی ۹۲۱ھ لکھتے ہیں، سوال: اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے ایک سے زیادہ اور دو سے کم طلاقیں ہوں تو کتنی طلاقیں واقع ہونی چاہئیں؟ جواب: تین طلاقیں واقع ہوں گی۔(۳۳۰)

۳۲۸۔ الدیباج علی صحیح مسلم، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ص ۵۳۱

۳۲۹۔ الخزانۃ الروات، کتاب الطلاق، باب ما یقع بہ الطلاق ما لا یقع، ورق ۲۳۷

۳۳۰۔ فتاویٰ معمّی، کتاب الطلاق، ص ۱۱۰، و الذخائر الأشرفیۃ، کتاب الطلاق، ص ۹۰

(۸۱) علامہ ابراہیم طرابلسی حنفی متوفی ۹۲۲ھ کا فتویٰ:

علامہ ابراہیم بن موسیٰ طرابلسی لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی سے کہا تجھے دو طلاقیں دو میں اور اس نے اپنے اس قول سے ضرب کی نیت کی تو دو واقع ہوں گی اور اگر جمع کی یت تو تین واقع ہوں گی بشرطیکہ بیوی مدخول بہا ہو (یعنی نکاح کے بعد اس سے ہمبستری یا خلوت صحیحہ کر چکا ہو)۔(۳۳۱)

(۸۲) شارح صحیح بخاری امام قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ کا فتویٰ:

امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿تَسْرِيحٌ م بِـاِحْسَـانٍ﴾ عام ہے بیک وقت تین طلاقوں کو بھی شامل ہے آیت بلا انکار اس پر بھی دلالت کرتی ہے اہل تشیع اور بعض اہل ظاہر کہتے ہیں اگر کوئی بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو ایک واقع ہوتی ہے۔ یہ شاذ (قرآن وسنت سے جدا) مذہب ہے جس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ منکر ہے اور صحیح وہ ہے جسے امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔(۳۳۲)

(۸۳) قاضی القضاۃ ابوالسعود العمادی حنفی متوفی ۹۵۱ھ کا فتویٰ:

قاضی القضاۃ ابوالسعود محمد بن محمد العمادی لکھتے ہیں: طلاق شرعی یہ ہے کہ طلاق کے بعد دوسری طلاق متفرق طور پر دو یا تین طلاقوں کو جمع کئے بغیر دی جائے دو یا تین طلاقیں ایک ساتھ جمع کر کے دینا ہمارے نزدیک بدعت ہے (اگرچہ واقع ہو جاتی ہیں)۔ اور لکھتے ہیں اگر طلاق دی دو طلاقوں کے بعد تو وہ عورت اس کے لئے تیسری طلاق کے بعد حلال نہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(۳۳۳)

۳۳۱۔ مواهب الرحمن فی مذهب أبی حنیفة النعمان، المجلد (۱)، كتاب الطلاق، باب الطلاق الصريح و الكناية، ص۱۳۶

۳۳۲۔ إرشاد الساری شرح صحيح البخاری، المجلد(۸)، كتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز الطلاق الثلث، ص۱۳۲-۱۳۳

۳۳۳۔ تفسير أبی السعود، المجلد (۱)، سورة البقرة، ۲/۲۳۰، ص۲۲۶-۲۲۷

(۸۴) امام حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ کا فتویٰ:

امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی لکھتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے سنّت کے مطابق تین طلاقیں ہیں تو ہر طُہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکی نیت فی الحال تینوں کے وقوع کی ہوگی تو اسکی نیت صحیح ہوگی اور تینوں اسی وقت واقع ہوجائینگی۔ (۳۳۴)

(۸۵) امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی حنفی متوفی ۹۶۲ھ کا فتویٰ:

آپ لکھتے ہیں کہ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک طہر میں بلا رجعت دو طلاقیں یا تین ایک بار یا اکثر بار دینا بدعت ہے جیسا کہ مدخول بہا کو حالتِ حیض میں دو یا زائد طلاقیں دینا بدعت ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ صدر اول سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک جب کوئی تینوں طلاقیں ایک ساتھ دیتا تو صرف ایک کے واقعہ ہونے کا حکم دیا جاتا پھر لوگوں کے کثرت سے تین طلاقیں (بلا نیت تاکید کے) دینے کی وجہ سے تینوں کی واقع ہونے کا حکم دیا گیا۔ (۳۳۵)

(۸۶) علامہ شرف الدین حجاوی حنبلی متوفی ۹۶۸ھ کا فتویٰ:

علامہ شرف الدین ابوالنجا موسیٰ بن احمد بن موسیٰ بن سالم بن عیسیٰ بن سالم حجّاوی مقدسی حنبلی لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی سے کہا اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تجھے تین طلاق ہے اور اسے دوسری بار دہرایا تو دو بار دہرایا تو دو اور تین بار دہرایا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (۳۳۶)

(۸۷) علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ کا فتویٰ:

بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ یہ اہلسنّت کا مذہب ہے

۳۳۴۔ ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، جلد(۲)، كتاب الطلاق، ص ۷

۳۳۵۔ جامع الرموز، المجلد (۱)، كتاب الطلاق، ص ۵۵۶۔۵۵۷

۳۳۶۔ زاد المستقنع ، كتاب الطلاق، فصل فى تعليقه بالكلام، ص ۴۰۲

بخلاف روافض کے۔ (۳۳۷)

اور فرماتے ہیں: اگر تعلیق بالطلاق میں جزاء متعدد ہوئی تو وقوع طلاق متعدد ہو جائے گا (یعنی ایک ہی وقت میں جتنی طلاقیں ذکر کیں واقع ہو جائیں گی) جیسا کہ ''خانیہ'' میں ہے۔(۳۳۸)

(۸۸) امام شعرانی متوفی ۹۷۳ھ کا فتویٰ:

سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی لکھتے ہیں یہ ساری بحث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک ہی کلمہ سے تین طلاقوں کے وقوع پر علماءِ صحابہ کا اجماع ہے۔(۳۳۹)

(۸۹) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ کا فتویٰ:

امام ابن حجر مکی سے سوال ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے لئے یہ کہا اگر میں اپنی اس بیماری میں مرگیا تو میری بیوی کو میری زندگی کے آخری حصے میں تین طلاقیں ہیں۔تو جواب میں آپ نے فرمایا تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۴۰)

(۹۰) برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر اخلاطی کا فتویٰ:

امام برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن حسین اخلاطی حسینی لکھتے ہیں: عورت نے جھگڑے میں شوہر سے کہا میں تیرے ساتھ نہیں ہوں تو مجھے طلاق دے تو شوہر نے کہا میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں، میں طلاق دیتا ہوں تو یہ تین طلاقیں واقع ہیں(۳۴۱)

(۹۱) مخدوم محمد جعفر بوبکانی حنفی متوفی ۱۰۰۲ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے اکثر طلاق ہے تو تین طلاقیں واقع

۳۳۷۔ البحر الرائق، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص۲۴۳

۳۳۸۔ الأشباہ و النظائر، الفن الثانی، کتاب الطلاق

۳۳۹۔ کشف الغمۃ عن جمیع الأمۃ، المجلد(۲)، کتاب الطلاق، فصل فی طلاق البتۃ وجمع الثلاث الخ، ص۱۲۹

۳۴۰۔ الفتاویٰ الکبریٰ الفقھیہ، المجلد(٤)، کتاب النکاح، باب الطلاق، ص۱۳۸

۳۴۱۔ الجواہر الاخلاطی فی علم الفقہ، کتاب الطلاق، فصل فی الطلاق الصریح، ورق۶۸

ہو جائینگی اسی طرح کسی نے کہا تجھے کثیر طلاق تو بھی تین طلاقین واقع ہو جائینگی کیونکہ طلاق میں کثیر تین ہیں۔(۳٤۲)

(۹۲) علامہ رملی شافعی متوفی ۱۰۰۴ھ کا فتویٰ:

علامہ شمس الدین رملی سے سوال کیا گیا اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اس سال قاہرہ کا سفر نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں اور وہ اس سال سفر نہ کر سکا تو جواب میں آپ نے فرمایا اس کے اس سال سفر نہ کرنے کی وجہ سے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳٤۳)

(۹۳) علامہ سراج الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۵ھ کا فتویٰ:

علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم لکھتے ہیں: شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے ایک میں دو اس سے شوہر کی نیت ہو کہ ایک اور دو تو اس صورت میں بیوی مدخول بہا ہو تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳٤٤)

(۹۴) شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ تمر تاشی حنفی متوفی ۱۰۰۶ھ کا فتویٰ:

اگر کسی نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔(۳٤۵)

اور آپ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، طلاق والی ہے، طلاق والی ہے اور کہتا کہ میں نے اس سے تکرار کا ارادہ کیا تو کیا اُسے سمجھا جائے گا یا ایک رجعی واقع ہو گی یا نہیں؟ (تو آپ نے جواب میں لکھا کہ) اسے قسم

۳٤۲۔ المتانه فی المرمة عن الخزانة، کتاب الطلاق، باب ما یقع به الطلاق و مالا یقع، ص ٤٧٠،

۳٤۳۔ فتاویٰ علامه شمس الدین رملی علی هامش فتاویٰ الکبریٰ، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، ص ۲۳۱

۳٤٤۔ النهر الفائق، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب الطلاق الصریح، ص ۳۲۵

۳٤۵۔ تنور الأبصار مع شرحه الدر مختار، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، باب الطلاق غیر المدخول بها، ص ۲۸٤-۲۸۵

کے ساتھ سچا سمجھا جائے گا تو اس طرح ایک رجعی ہوگی اور یہ دیانت میں ہے مگر قضاء میں تو اس کی اس قول میں تصدیق نہیں کی جائے گی قاضی اسلام اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو جانے کا فیصلہ دے گا۔(٣٤٦)

(٩٥) ملا علی قاری حنفی متوفی ١٠١٤ھ کا فتویٰ:

علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری لکھتے ہیں جو شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں اس میں اختلاف ہے امام مالک، شافعی، ابو حنیفہ، احمد اور سلف وخلف (اگلے وپچھلے علماء وفقہاء) فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور بعض اہلِ ظاہر کہتے ہیں کہ ایک واقع ہوگی۔(٣٤٧)

(٩٦) علامہ مصطفیٰ ابن خیر الدین حنفی متوفی ١٠٢٥ھ کا فتویٰ:

علامہ مصطفیٰ بن خیر الدین بن احمد بن علی رملی لکھتے ہیں: شوہر نے شرط کو مقدم کرتے ہوئے بیوی سے کہا اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تُو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے یا شرط کو مؤخر کرتے ہوئے کہا تو طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے، اور طلاق والی ہے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو وقوع متعدد ہوگا (یعنی تین طلاقیں واقع ہوں گی) جیسا کہ ''خانیہ'' میں ہے یعنی بالاجماع تعدد جزاء کے موجب پر (طلاقیں واقع ہوں گی) اور وقوع طلاق کا حکم شرط متحقق ہونے کی صورت میں مدخول بہا کے بارے میں ہے الخ۔(٣٤٨)

(٩٧) علامہ ابوالحسن سندھی حنفی متوفی ١٠٣٨ھ کا فتویٰ:

مُحشّی صحاح ستہ علامہ ابوالحسن سندھی لکھتے ہیں: جمہور کے نزدیک علماء اسلام اس پر ہیں کہ جب تین طلاقوں کو جمع کرلے تو تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں اور جمہور کے نزدیک

٣٤٦۔ فتاویٰ الإمام الغزی، کتاب الطلاق، ص٥٢

٣٤٧۔ مرقات، المجلد(٦)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص٢٩٣

٣٤٨۔ تنویر الأذھان و الضمائر شرح الأشباہ و النظائر، کتاب الطلاق، ورق ٣١-٣٢

اس کے خلاف کا اصلاً کوئی اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳۴۹)

(۹۸) شیخ الاسلام محقق زمانہ نوعی زادہ حنفی متوفی ۱۰۴۴ھ کا فتویٰ:

شیخ عطاء اللہ بن یحییٰ الشہیر نوعی زادہ لکھتے ہیں: اگر مدخول بہا سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو دو طلاقیں واقع ہوں گی، پس اگر تکرار کی نیت کی تو دیانۃً سچا سمجھا جائے گا قضاءً نہیں اور اگر یہی مدخول بہا بیوی سے کہا تو ایک واقع ہوگی (کہ وہ ایک سے ہی بائن ہوگی دوسری کے لئے محل طلاق نہ رہی)، کسی مرد نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کہا کہ پہلی سے میں نے طلاق مراد لی اور دوسری اور تیسری سے سمجھانا تو دیانۃً سمجھا جائے گا اور قضاءً تین طلاقیں واقع ہوں گی (بشرطیکہ بیوی غیر مدخول بہا نہ ہو)۔ (۳۵۰)

(۹۹) علامہ ابوالسعادات بہوتی حنبلی متوفی ۱۰۵۱ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالسعادات منصور بن یونس بن صلاح الدین بن حسن بن احمد بہوتی حنبلی لکھتے ہیں: جب بیوی مدخول بہا سے کہا تو طلاق والی ہے اور اس کا دو یا تین بار تکرار کیا تو اتنی ہی طلاقیں واقع ہو جائیں گی، پس اگر دو بار تکرار کیا تو دو اور تین بار تکرار کیا تو تین واقع ہوں گی کیونکہ وہ صریح طلاق کو لایا ہے (اور اگر کہے کہ میں نے تاکید کا ارادہ کیا تھا تو دیانۃً سچا سمجھا جائے گا)۔ (۳۵۱)

(۱۰۰) علامہ مصطفیٰ باری زادہ حنفی ۱۰۶۹ھ کا فتویٰ:

اگر مرد نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، یا کہا میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے، یا کہا تو طلاق والی ہے، میں نے تجھے طلاق دے دی ہے تو (ہر صورت میں) دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی،

۳۴۹۔ حاشیة السندی علی السنن للنسائی، الجزء (٦)، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۳۹۸، ص ۱٤٤

۳۵۰۔ القول الحسن، کتاب الطلاق، ص ۲٤

۳۵۱۔ الروض المربع، کتاب الطلاق، باب ما یختلف به فی عدد الطلاق، ص ۳۹۳

اگر وہ کہے کہ دوسری بار کہنے سے میری مراد اس کو طلاق کی خبر دینا تھا تو اسے اس بات میں قضاءً سچا نہیں سمجھا جائے گا۔ (۳۰۲)

(۱۰۱) محقّق فقیہ شیخ زادہ متوفی ۱۰۷۸ھ کا فتویٰ:

محقّق فقیہ عبدالرحمٰن بن محمد بن سلیمان شیخ زادہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں اور ایسا کرنا سخت حرام ہے اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا لیکن اس نے ایسا کرلیا تو اس کی بیوی اس سے جُدا ہوجائے گی۔ (یعنی طلاق مغلّظہ واقع ہونے سے جُدا ہوجائے گی)۔ (۳۰۳)

(۱۰۲) علامہ خیرالدین رملی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ کا فتویٰ:

علامہ خیرالدین بن احمد بن نورالدین علی ایوبی فاروقی رملی کے فتاویٰ میں ہے: اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دے دیں پھر اسے کسی حنبلی نے فتویٰ دیا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی، اس طرح وہ شخص مذکور فتویٰ کے سبب اس عورت کے ساتھ کئی سال رہا تو کیا حنبلی مذکور کے فتویٰ پر عمل کیا جائے گا اور اگر اس کے ساتھ قاضی کا فیصلہ بھی متصل ہو تو شرع میں اس کا کیا حال (یعنی حکم) ہے، (تو جواب دیا کہ) فتویٰ مذکورہ کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی قاضی کا یہ فیصلہ نافذ ہوگا اور مسلمان حُکّام پر فرض ہے کہ ان دونوں کو جدا کردیں۔

اور اسی میں ہے: اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دے دیں تو کیا وہ تینوں واقع ہوں گی یا نہیں، (جواب میں فرمایا) جی ہاں واقع ہوجائیں گی میری مراد ہے کہ فقہاء اسلام میں مشہور عامۃ العلماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ (۳۰٤)

۳۰۲۔ حسب المفتی، کتاب الطلاق، فصل فی صریح الطلاق، ورق:۷۸

۳۰۳۔ مجمع الأنهر شرح ملتقی الأبحر، المجلد(۱)، کتاب الطلاق، ص ۳۸۲

۳۰٤۔ الفتاویٰ الخیریة علی هامش الفتاویٰ تنقیح الحامدیة، ۱/۷۳

(۱۰۳) علامہ محمود نقشبندی حنفی متوفی ۱۰۸۵ھ کا فتویٰ:

شیخ خواجہ معین الدین بن خواند محمود ہندی نقشبندی حنفی لکھتے ہیں: عورت نے اپنے شوہر سے طلاق طلب کی تو شوہر نے اُسے کہا، میں نے دی ایک، دو، تین تو بلانیت تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۵۵)

(۱۰۴) علامہ محمد علاؤ الدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں نے تجھے طلاق دی تو، تو طلاق والی ہے اس سے پہلے تین طلاقیں۔ تو اجماعاً تینوں واقع ہو جائیں گی۔(۳۵۶)

(۱۰۵) قاضی القضاۃ محمد بن الحسینی انقروی حنفی متوفی ۱۰۹۸ھ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ محمد بن الحسینی الحنفی لکھتے ہیں: ''فوائد شیخ الاسلام نظام الدین'' میں ہے: اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے، اور مجھے طلاق دے تو مرد نے کہا دیں تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اگر مرد نے کہا اختیار کر، اختیار کر، اختیار کر تو بیوی نے کہا میں نے اختیار کیا تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور یہ معروف ہے اور ''ذخیرہ'' میں ذکر کیا عورت نے اگر کہا مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مرد نے کہا میں نے طلاق دے تو اسے تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ کسی مرد نے اپنی بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے اور کہا پہلی سے مراد میں نے طلاق لی اور دوسری اور تیسری بار سے بیوی کو سمجھانا (کہ میں طلاق دے رہا ہوں) تو مرد کو دیانۃً سچا مانا جائے گا اور قضاءً تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۵۷)

۳۵۵۔ الفتاویٰ النقشبندیہ، کتاب الطلاق، ورق ۹۷

۳۵۶۔ الدر مختار، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، ص ۲۲۹

۳۵۷۔ الفتاویٰ الأنقرویة، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۷۱

(۱۰۶) علامہ محمد صالح انصاری لاہوری حنفی کا فتویٰ:

بیوی نے کہا مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے اور مجھے طلاق دے شوہر نے کہا میں نے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی (۳۵۸)

(۱۰۷) مخدوم حامد اگہی ٹھٹھوی (متوفی گیارہویں صدی ہجری) کا فتویٰ:

مخدوم حامد علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ زید نے اپنی زوجہ فاطمہ سے سندھی زبان میں کہا چڈی، چڈی، چڈی تو اس صورت میں جب کہ اس نے لفظ ''چڈی'' کا تین بار تکرار کیا تو کیا اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہوں گی یا ایک بائن۔ تو آپ نے جواب دیا ظاہر ہے کہ علماء ٹھٹھہ کے عرف میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور علماء دربیلہ کے عرف میں ایک بائن واقع ہو گی (کیونکہ اس لفظ میں سندھ کے علماء کے مابین اختلاف ہے بعض نے اسے کنایات سے شمار کیا اور بعض نے صریح تو جنہوں نے صریح کے حکم میں کیا ان کے نزدیک طلاق مغلّظہ واقع ہو جائے گی، بہر حال اس پر سب متفق ہیں کہ مدخول بہا کو صریح لفظ سے بیک مجلس تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں)۔ (۳۵۹)

(۱۰۸) علامہ محمد عیسیٰ سندھی حنفی کا فتویٰ:

انہوں نے ''حل المشکلات'' میں فرمایا کہ سندھی جب اپنی بیوی سے لفظ ''چڈی'' تین بار کہے تو شرعاً تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۶۰)

(۱۰۹) مفتی انام مدینۃ منورہ سید اسعد مدنی حنفی متوفی ۱۱۱٦ھ کا فتویٰ:

امام سید اسعد مدنی بن ابی بکر آفندی حنفی کے فتاویٰ میں ہے: سوال: کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دے دی پھر دوسری پھر تیسری دے دی تو کیا وہ ان تین

۳۵۸۔ خزانۃ العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب فی إیقاع الطلاق، ورق: ۵۹

۳۵۹۔ البیاض الهاشمی: ۲/۱٦۵ ق (خ)

۳٦۰۔ البیاض الهاشمی (خ) ۲/۱٦۵ ق

طلاقوں کے بعد رجوع کر سکتا ہے، ہمیں فتویٰ دیجئے۔ جواب: باجماع المسلمین بلکہ اہلِ ادیان کے اجماع سے اس صورت میں اُسے رجوع کا حق نہیں ہے۔(۳۶۱)

(۱۱۰) مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۳۹ھ کا فتویٰ:

مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی کے ایک مجلس میں لفظ ''چدی'' تین بار کہنے پر تین طلاق کے فتویٰ کو مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۴ھ نے ''البیاض الہاشمی'' (۱/۲۴۹ق) میں نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سوال: ایک شخص کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا اس دورانِ کلام شدّت غضب میں لگاتار تین بار (سندھی زبان میں) کہا: (جس کا ترجمہ یہ ہے) تجھے میں نے چھوڑا، میں نے چھوڑا، میں نے چھوڑا'' تو اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی یا ایک۔ جواب: اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ مخدوم رحمت اللہ ٹھٹھوی نے اسی طرح جواب دیا۔(۳۶۲)

(۱۱۱) امام زرقانی مالکی متوفی ۱۱۴۲ھ کا فتویٰ:

امام محمد بن عبدالباقی زرقانی لکھتے ہیں اور جمہور علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے کہا اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا خلاف شاذ (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے جُدا ہونا) ہے جس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔(۳۶۳)

(۱۱۲) شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ اور ہند کے مقتدر حنفی علماء کی جماعت کا فتویٰ:

عدد کے اعتبار سے بدعی طلاق یہ ہے تین طلاقیں پاکیزگی کے ایک زمانہ میں کلمہ واحدہ سے دے یا متفرق کلمات سے دے یا دو طلاقیں ایک طہر میں کلمہ واحدہ سے یا کلمات متفرقہ سے دے اگر ایسا کیا تو تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی اور طلاق دینے

۳۶۱۔ الفتاوی الأسعدیة، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۷۷

۳۶۲۔ تقدیم تمام العنایة، ص ۱۳

۳۶۳۔ شرح الزرقانی علی موطا الإمام مالك، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، ص ۱۶۷

والا گنہگار ہوگا۔(٣٦٤)

(۱۱۳) مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی حنفی متوفی ۱۱۷۱ھ کا فتویٰ:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی متوفی ۱۱۷۴ھ کے استاد مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی اس طرح مائل تھے کہ جب ان سے لفظ ''چِڈی'' کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فتویٰ دیتے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ایک بار یا دو بار کہا تو احتیاطاً تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا اور تین بار کہا تو تین طلاقوں کا فیصلہ دیا جائے گا۔(٣٦٥)

(۱۱۴) علامہ سید محمد ابوالسعود حنفی مصری متوفی ۱۱۷۲ھ کا فتویٰ:

علامہ ابوالسعود محمد بن علی مصری لکھتے ہیں: اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو دو رجعی طلاقیں واقع ہو جائیں گی بشرطیکہ مدخول بہا نہ ہو ورنہ دوسری لغو ہو جائے گی۔(٣٦٦)

(۱۱۵) مخدوم عبدالحی سندھی حنفی کا فتویٰ:

اہل سندھ جب حالت مذاکرۂ طلاق یا حالت غضب اپنی بیوی کی طرف ان الفاظ کی اضافت کرتے ہیں تو وہ ان الفاظ سے طلاق ہی مراد لیتے ہیں تو (اس لفظ سے واقع ہونے والی طلاق) رجعی ہوگی اور (ایک ہی مجلس میں تین بار کہنے سے) تین بھی واقع ہو جائیں گی۔(٣٦٧)

(۱۱۶) مخدوم یوسف علی ٹھٹھوی حنفی کا فتویٰ:

اس طرح مخدوم یوسف علی ٹھٹھوی نے فتویٰ دیا چنانچہ آپ فرماتے تھے ''چِڈی'' اس خطے کے علماء کے ہاں من وجہ بائن ہے اور من وجہ صریح ہے اور اسی میں احتیاط ہے

٣٦٤۔ الفتاوی الهندية، المجلد(١)، كتاب الطلاق، الباب ا[illegible]ول، ص٣٤٩

٣٦٥۔ تقديم تمام العناية، ص١٣

٣٦٦۔ تقديم تمام العناية، ص١٥ (بياض المخدوم عبدالحی سندھی (خ) ق/٧٨)

٣٦٧۔ تقديم تمام العناية، ص١٣۔١٤ (بياض مخدوم عبدالحی السندی (خ) ق/٧٨

پس اگر شوہر نے ایک بار یا دو بار کہا تو تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا اور اگر تین بار کہا تو تین طلاقوں کے وقوع کا فتویٰ دیا جائے گا۔(۳٦۸)

(۱۱۷) شیخ محمد بن بایزید الاجی کا فتویٰ:

ڈاکٹر محمد ادریس سندھی لکھتے ہیں: سندھ کے بعض علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ لفظ ''چدی'' صریح طلاق کے حکم میں ہے، شوہر بیوی کو یہ لفظ ایک بار یا دو بار کہے تو وہ اس سے عدت میں رجوع کا حقدار ہے اور یہی الفاظ ایک مجلس میں تین بار کہے اس طرح کہ تکرار کے ساتھ کہے چدی، چدی، چدی تو طلاق مغلظہ ہوگی اور بیوی اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ اور لکھتے ہیں کہ اس موقف کے قائلین کے سربراہ وفاضل مخدوم ضیاء الدین راہوتی اور شیخ محمد بن بایزید الاجی ہیں۔(۳٦۹)

(۱۱۸) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی متوفی ۱۱۷۴ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے اتنی طلاقیں ہیں اور تین کا اشارہ کیا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔ (۳۷۰)

اور لکھتے ہیں: اس صورت میں جب کہ زید اہل سندھ سے ہے اس نے اپنی بیوی سے تین بار کہا ''من فلانی چدی، من فلانی چدی، من فلانی چدی، تو اس صورت میں زید پر کیا لازم آئے گا۔ تو میں نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر زید مذکور نے تین بار میں کسی بار یہ لفظ کہنے میں تین طلاقوں کی نیت کی ہوگی تو اس پر اس کی یہ بیوی بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی اور تین بار کہنے میں کسی بار بھی تین طلاق کی نیت نہ کی تو طلاق بائن کے وقوع کا حکم دیا جائے گا اور ان کو (دوبارہ میاں بیوی کے طور رہنے کے لئے) تجدید نکاح کرنا ہوگا، حلالہ ان پر واجب نہیں کیونکہ لفظ ''چدی'' کنایہ ہے کنایہ سے واقع ہونے والی طلاق

۳٦۸۔ تقدیم تمام العنایة، ص۱۵ (بیاض المخدوم عبدالحی السندی (خ) ق /۷۸)

۳٦۹۔ تقدیم تمام العنایة فی الفرق بین الصریح و الکنایة، ص۸۔ ۱۳

۳۷۰۔ بیاض الفقة، المجلد(۱)، کتاب الطلاق، ص۱۰۷

بائن ہے۔(۳۷۱)

(۱۱۹) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۱۷۶ھ کا فتویٰ:

شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین دہلوی لکھتے ہیں: پس شوہر نے اگر تین طلاقیں جُدا جُدا دیں (یعنی یوں کہا کہ تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق) تو اس کا حکم واضح ہے (کہ تینوں واقع ہو جائیں گی) اور اسی طرح اگر ایک طلاق دی (تو بھی اس کا حکم واضح ہے) پس اگر تین یا تین سے زائد طلاقوں کو ایک کلمہ میں جمع کیا تو اس میں وہ وجہیں متعارض ہیں الخ۔(۳۷۲)

(۱۲۰) مخدوم میڈ نونصرپوری سندھی حنفی متوفی ۱۱۸۱ھ کا فتویٰ:

مخدوم میڈ نونصرپوری کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر شوہر نے بیوی سے لفظ ''چدی'' تین بار کہا تو اس کا حکم صریح کا حکم ہے یعنی پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(۳۷۳)

(۱۲۱) علامہ مصطفیٰ الطائی حنفی متوفی ۱۱۹۲ھ کا فتویٰ:

علامہ مصطفیٰ بن محمد بن یونس بن نعمان الطائی لکھتے ہیں: اگر شوہر نے بیوی سے کہا تو طلاق والی ہے ایک میں دو تو اگر اس کی کوئی نیت نہ ہو یا ضرب کا ارادہ کرے تو ایک رجعی طلاق واقع ہوگی اور اگر اس نے اپنے اس قول سے کہ ''تو طلاق والی ہے، ایک میں دو'' سے یہ نیت کی کہ ایک اور دو یعنی ایک ساتھ کے دو تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی بشرطیکہ وہ عورت مدخول بہا ہو ورنہ ایک واقع ہوگی۔(۳۷۴)

۳۷۱۔ تمام العناية فی الفرق بين الصريح و الكناية، ص۲۷۔۲۸

۳۷۲۔ المسوّیٰ شرح الموطا، المجلد (۲)، كتاب الطلاق، باب إن طلق بكلمة واحدة ثلاثاً أو أكثر وقعت الثلاث، ص۱۵٦

۳۷۳۔ البياض الهاشمی (خ) ۲/۱٦٥ق

۳۷٤۔ كنز البيان مختصر توفيق الرحمن، كتاب الطلاق، باب الطلاق الصريح، ص۱۲۷

(۱۲۲) مخدوم پیر محمد ہالائی حنفی (متوفی بارہویں صدی ہجری) کا فتویٰ:

مخدوم پیر محمد ہالائی کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اگر شوہر نے بیوی سے لفظ ''چدی'' تین بار کہا تو اس کا حکم صریح طلاق کا حکم ہے، یعنی، پھر وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔(۳۷۵)

(۱۲۳) علامہ محمد طاہر سنبل مکی حنفی متوفی ۱۲۱۸ھ کا فتویٰ:

علامہ محمد طاہر مکی حنفی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ کسی سے کہا اے فلاں تیری خاطر میری بیوی طلاق والی، طلاق والی، طلاق والی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۷۶)

(۱۲۴) قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ کا فتویٰ:

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں ''لیکن اس پر سب کا اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں تو بالاجماع تینوں واقع ہو جائیں گی۔'' (۳۷۷)

(۱۲۵) شاہ عبد العزیز دہلوی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ کا فتویٰ:

آپ لکھتے ہیں ''لیکن اگر تین طلاقیں دے دیں۔ خواہ ایک دفعہ تین طلاق دیں خواہ متفرق تین طلاق دیں تو اس صورت میں جائز نہیں کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے جب تک حلالہ نہ کیا جائے۔ حلالہ سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ جماع (ہمبستری) کرے اور اس کے بعد طلاق دے تو اس عدت کی مدت گزر جانے کے بعد جائز ہوگا کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح کرے تو یہ بلا حلالہ کہ جائز نہیں کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح

۳۷۵۔ البیاض الهاشمی (خ) ۲/۱٦٥ ق

۳۷٦۔ فتاوی العلامة محمد طاهر سنبل المکی، (قرة العین) کتاب الطلاق، ص ٦٦

۳۷۷۔ تفسیر مظهری، المجلد (۱)، البقرة، ص ۳۰۰

کرے"۔ (۳۷۸)

(۱۲۶) علامہ صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ کا فتویٰ:

لکھتے ہیں اگر تین طلاقیں ثابت ہو جائیں خواہ ایک دم ہوں یا الگ الگ تو عورت (اپنے شوہر پر) حلال نہ رہے گی یہ وہ مسئلہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ (۳۷۹)

(۱۲۷) علامہ عبدالحفیظ عجیمی حنفی متوفی ۱۲۴۶ھ کا فتویٰ:

علامہ امام عبدالحفیظ بن درویش عجیمی حنفی مفتی مکہ مشرفہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا تو اس کی والدہ نے اُسے سفر سے منع کیا تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ میرا جانا ضروری ہے تو ماں نے کہا پھر تُو اپنی بیوی کو بھی اپنے ساتھ لیتا جا تو اس نے ماں سے کہا تیرے دل کو خوش کرانے کے لئے وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے۔ اور اس نے کہا کہ میں نے ان میں صرف ایک بار سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا قصد کیا تو کیا وہ قضاءً اور دیانۃً سچا مانا جائے گا جب تم کہو کہ وہ دیانۃً سچا نہیں سمجھا جائے گا تو کیا کسی قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ دیانۃً اس کا فیصلہ دے اور اس قاضی کا حکم نافذ ہوگا یا نہیں ہمیں فتویٰ دیجئے (تو آپ نے جواب میں لکھا کہ) تین طلاقیں واقع ہو گئیں اُسے قضاءً سچا نہیں سمجھا جائے گا اور اس کے خلاف کسی قاضی کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ (۳۸۰)

(۱۲۸) علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ کا فتویٰ:

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں جمہور صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے ائمۃ المسلمین کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ (۳۸۱)

۳۷۸۔ فتاویٰ عزیزیہ، باب الفقہ، مسائل طلاق، ص ۵۷۲

۳۷۹۔ تفسیر صاوی، المجلد (۱)، سورہ بقرہ، آیت: ۲۳۰، ص ۱۰۷

۳۸۰۔ قرۃ العین بفتاوی علماء الحرمین، فتاوی العلامۃ العجیمی الحنفی، کتاب الطلاق، ص ۴۸

۳۸۱۔ رد المحتار علی الدر المختار، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، ص ۲۳۳

(۱۲۹) علامہ سید عبدالغنی المیدانی حنفی متوفی ۱۲۶۸ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے ایک کلمہ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیں تو واقع ہوجائیں گی عورت جدا ہوجائے گی اور وہ گنہگار ہوگا۔(۳۸۲)

(۱۳۰) شاہ محمد مسعود محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۳۰۹ھ کا فتویٰ:

آپ نے ان الفاظ ''میں نے تیری بیٹی کو تین طلاقیں دیں'' کے جواب میں لکھا بصورت مرقومہ تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوئیں۔(۳۸۳)

(۱۳۱) علامہ گل محمد حنفی (متوفی بعد ۱۳۲۷ھ) کا فتویٰ:

علامہ گل محمد بن غلام محمد ''فتاویٰ نور الہدیٰ'' کے حواشی میں لکھتے ہیں: بیوی نے شوہر سے کہا ''من بر تو سہ طلاقم'' تو شوہر نے کہا اس طرح، تو طلاق واقع نہ ہوگی بخلاف اس کے کہ اس نے کہا اسی طرح ہے (تو تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی)۔(۳۸۴)

(۱۳۲) مخدوم عبدالغفور ہمایونی حنفی متوفی ۱۳۳۶ھ کا فتویٰ:

اگر کسی شخص نے غیر مدخول بہا بیوی (یعنی جس کے ساتھ ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہ کی ہو) کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے اور اگر تین طلاقیں دیں لیکن جدا جدا جیسے کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تو پھر بھی وہ اس عورت سے بغیر حلالہ نکاح کرسکتا ہے اور اس طرح کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو اسے بغیر حلالہ شرعیہ نکاح کرنا جائز نہیں۔(۳۸۵)

(۱۳۳) علامہ محمد نظام الدین ملتانی وزیر آبادی حنفی کا فتویٰ:

سوال: غیر مقلد کہتے ہیں اگر کوئی شخص بحالت غضب اپنی منکوحہ موطوءہ ایک جلسہ

۳۸۲۔ اللباب، المجلد(۲) کتاب الطلاق، ص۳۷

۳۸۳۔ فتاویٰ مسعودی، باب(۳)، معاملات بین الزوجین، ص۳۵۳

۳۸٤۔ فتاویٰ جامع الفوائد، کتاب الطلاق، ص۱۱٦

۳۸٥۔ فتاویٰ ھمایونی، المجلد(۱)، کتاب الطلاق والعدۃ، ص۱٤٦-۱٤۷

میں یک بارگی تین طلاق دے دے تو ایک ہی واقع ہو گی، چنانچہ صحاح ستہ وغیرہ میں ہے وغیرہ میں ہے، اور علماء حنفی غلطی پر ہیں یہ کیونکر ہے؟

جواب: علماءِ احناف سلف وخلف وآئمہ اربعہ وغیرہ کے نزدیک ایک دفعہ ایک جلسہ میں تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہو جاتی ہیں اس میں کسی اہلِ سنّت وجماعت کو شک واختلاف نہیں الخ (۳۸۶)

(۱۳۴) مُجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ کا فتویٰ:

''ایک جلسہ میں تین طلاقیں ہو جانے پر جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔'' (۳۸۷)

(۱۳۵) مولانا محمد عبد اللہ مدرِّس مدرسہ محسنہ ڈھاکہ کا فتویٰ:

سوال: ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دیا اور تین مرتبہ لفظ طلاق ذکر کیا اور وہ شخص کہتا ہے مجھ کو تین طلاقیں دینے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں حکم شرع کیا ہے؟۔
جواب: صورت مذکورہ میں قضاءً تین طلاقیں ثابت ہو گی الخ (۳۸۸)

(۱۳۶) استاذ الاساتذہ علامہ محمد قاسم یاسینی حنفی متوفی ۱۳۴۹ھ کا فتویٰ:

آپ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے کہا اگر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی کو طلاق ہے، اس کلمہ کا اس نے چند بار تکرار کیا، اب وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟ (آپ نے) نے جواب میں لکھا کہ ظاہر ہے کہ اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں پڑیں گی۔ (۳۸۹)

(۱۳۷) علامہ ابوالمصطفیٰ غلام احمد ملکانی حنفی متوفی ۱۳۵۴ھ کا فتویٰ:

سوال: اگر کسی شخص نے اپنی (مدخول بہا) بیوی سے تین بار کہا تجھے طلاق ہے،

۳۸۶۔ سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ، الجزء (۲)، ص ۱۵۶

۳۸۷۔ الفتاویٰ الرضویۃ، المجلد (۵)، الجزء (۵)، کتاب الطلاق، مسئلہ (۳۰)، ص ۲۹

۳۸۸۔ مخزن الفتاویٰ، سوال ۲۹، ص ۱۷

۳۸۹۔ الفتاویٰ القاسمیۃ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، ص ۸۳

تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تو اس صورت کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

جواب: اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔(۳۹۰)

(۱۳۸) صدر الشریعہ محمد امجد علی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ:

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں ''جب اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دیں تو تینوں واقع ہو گئیں خواہ یوں کہے کہ تجھ کو تین طلاقیں دیں یا یوں کہ لفظ طلاق تین مرتبہ ذکر کیا ہو۔'' (۳۹۱)

(۱۳۹) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ:

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ ''تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمتِ مغلّظہ حرام ہو جاتی ہیں اب نہ اس سے رجوع کر سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو۔'' (۳۹۲)

(۱۴۰) مفتی محمد اجمل قادری حنفی متوفی ۱۳۸۳ھ کا فتویٰ:

صدر الافاضل کے شاگرد رشید مفتی محمد اجمل قادری لکھتے ہیں کہ جمہور صحابہ و تابعین وائمہ مسلمین امام نخعی، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اکثر سلف وخلف رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی مسلک ہے کہ جس نے ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاقیں دیں تو وہ تین ہی شمار ہوں گی اگرچہ وہ گناہگار ہوگا۔(۳۹۳)

(۱۴۱) مفتی مظہر اللہ دہلوی حنفی متوفی ۱۳۸۶ھ کا فتویٰ:

مفتی مظہر اللہ دہلوی سے سوال کیا گیا کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی، کیا شرعاً طلاق واقع ہو گئی؟

۳۹۰۔ مجموعة الفتاویٰ للملکانی، المجلد(۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۱۷

۳۹۱۔ الفتاویٰ الأمجدية، المجلد(۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۷۷

۳۹۲۔ تفسیر خزائن العرفان، البقرة، آیت ۲۲۹، ص ۴۲

۳۹۳۔ الفتاویٰ الأجملية، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق المغلّظة، ص ۱۳۲

جواب: صورت مذکورہ میں طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اب بلا حلالہ یہ آپس میں نکاح بھی نہیں کر سکتے۔(۳۹۴)

(۱۴۲) مفتی اعظم سندھ محمد عبداللہ نعیمی حنفی متوفی ۱۴۰۲ھ کا فتویٰ:

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی سے سوال ہوا کہ زید نے اپنی (مدخول بہا) زوجہ کو ایک مجلس میں تین بار یوں کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں تو آپ نے جواب میں لکھا بلا شبہ باجماع جمیع صحابہ و تابعین و باجماع ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد) صورت مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور بغیر حلالہ شرعیہ مرد پر حلال نہ ہوگی۔(۳۹۵)

(۱۴۳) فقیہ محمد نوراللہ نعیمی حنفی متوفی ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳م کا فتویٰ:

فقیہ محمد نوراللہ نعیمی لکھتے ہیں کہ جمہور صحابہ کرام اور ائمہ عظام کا اجماع ہے کہ ایک ہی لفظ میں تین طلاقیں دے دے، تب بھی واقع ہوتی ہیں۔(۳۹۶)

(۱۴۴) مفتی اعظم پاکستان محمد وقارالدین حنفی متوفی ۱۴۱۳ھ کا فتویٰ:

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقارالدین لکھتے ہیں ''ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک تین طلاق ایک ہی مجلس میں دینے سے بھی تین طلاق واقع ہوتی ہیں۔''(۳۹۷)

(۱۴۵) مفتی جلال الدین امجدی حنفی متوفی ۱۴۲۲ھ کا فتویٰ:

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ مجلس واحد میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی واقع

۳۹۴۔ فتاویٰ مظہری، تیسرا باب، معاملات بین الزوجین، سوال نمبر ۱۰۱، ص۱۸۳

۳۹۵۔ فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ، المجلد(۱)، معاملات بین زوجین، طلاق، ص۲۳۳

۳۹۶۔ فتاویٰ نوریہ، المجلد (۲)، کتاب النکاح، طلاق کے مسائل، ص۲۴۸

۳۹۷۔ وقار الفتاویٰ، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، طلاق ثلاثہ کا بیان

ہوں گی۔(۳۹۸)

(۱۴۶) مفتی اقتدار احمد نعیمی حنفی کا فتویٰ:

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی سے سوال کیا گیا کہ زید نے خانگی فسادات کی بنا پر کہا کہ آج کے بعد قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں اپنے سسرال کے گھر پھر گیا تو میری بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق، تقریباً آٹھ دس مرتبہ کہا۔ تو اس کے جواب میں لکھا کہ قانون شریعت کے مطابق زید کی طرف سے اس کی بیوی کو تین طلاق مغلّظہ پڑ گئی ہیں۔(۳۹۹)

(۱۴۷) مفتی محمد عبد الحی قادری حنفی کا فتویٰ:

زید نے کہا ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی دی دی تو کون سی طلاق واقع ہوئی؟
الجواب: لفظ دی کے تکرار سے طلاق مغلّظہ واقع ہو جاتی ہے۔(۴۰۰)

(۱۴۸) مفتی محمد ابرار احمد امجدی حنفی کا فتویٰ:

غصہ میں آکر کہا کہ ایک شادی آپ نے چھڑوا دیا تھا اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، میں نے چھوڑ دیا، میں طلاق دیتا ہوں دو تین مرتبہ کہا پھر کہا قرآن کی قسم میں طلاق دیتا ہوں، الجواب: صورت مسئولہ میں تین طلاقیں پڑ گئیں اور بیوی نکاح سے نکل گئی اب بغیر حلالہ اس عورت کا نکاح لڑکا مذکور سے نہیں ہوسکتا۔(۴۰۱)

(۱۴۹) مفتی اشتیاق احمد رضوی مصباحی حنفی کا فتویٰ:

لکھتے ہیں: جب سائل نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہوگئی، اب بغیر حلالہ وہ اس سے میاں بیوی جیسا تعلق ہرگز نہیں کر

۳۹۸۔ فتاویٰ فیض الرسول، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۲۲

۳۹۹۔ فتاویٰ نعیمیہ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، سسرالی گھر جانے پر بیوی کی طلاق کو معلّق کرنے کا بیان، ص ۲۹۲

۴۰۰۔ فتاویٰ فقیہ ملّت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۱۸

۴۰۱۔ فتاویٰ فقیہ ملّت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص ۱۰۔۱۱

سکتا۔(۴۰۲)

(۱۵۰) مفتی محمد ہارون رشید قادری گجراتی حنفی کا فتویٰ:

ایک سوال میں تین طلاقیں لکھ کر رجسٹری کرنے کا ذکر ہے تو اس کے جواب میں لکھتے ہیں: صورت مسئولہ میں اگر چہ رجسٹری واپس کر دی پھر بھی زید کی بیوی کو تین طلاق لکھنے کے وقت ہی تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔(۴۰۳)

(۱۵۱) مفتی محمد عماد الدین قادری حنفی کا فتویٰ:

سوال: زید نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی پھر تھوڑے وقفہ سے دوبارہ بغیر اضافت کہا طلاق، طلاق تو اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی؟۔جواب: اگر واقع میں ایسا ہی ہے تو زید کی بیوی پر تین طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا(۴۰۴)

(۱۵۲) مفتی محمد اویس امجدی حنفی کا فتویٰ:

مدخولہ بیوی پر متفرق طور پر تین طلاقیں پڑنے کا ثبوت قرآن مجید سے یہ ہے کہ ائمہ کرام لُغت وفقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ ''فا'' تعقیب مع الوصل کے لئے آتا ہے ......لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ جب تم دو طلاق دو اور اس سے متصلاً تیسری طلاق دو تو تینوں کا وقوع ہو جائے گا اور مدخولہ بیوی پر طلاق مغلّظہ واقع ہو جائے گی۔(۴۰۵)

(۱۵۳) مفتی محمد سمیر الدین مصباحی حنفی کا فتویٰ:

لفظ طلاق کے ساتھ دی دی کے تکرار سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔(۴۰۶)

(۱۵۴) مفتی عبدالحمید مصباحی حنفی کا فتویٰ:

جیسا کہ آج کل عام طور پر لوگ بیک وقت زبانی یا تحریری تین طلاقیں دے کر

۴۰۲۔ فتاویٰ فقیہ مِلّت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص۲۲
۴۰۳۔ فتاویٰ فقیہ مِلّت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص۳۰
۴۰۴۔ فتاویٰ فقیہ مِلّت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص۳۱
۴۰۵۔ فتاویٰ فقیہ مِلّت، جلد دوم، کتاب الطلاق، ص۳۲۔۳۳
۴۰۶ فتاویٰ مرکزی تربیت إفتاء، دوم، ص۴۲۔۴۳

ہگار ہوتے ہیں، اور ان پر توبہ لازم ہوتا ہے مگر طلاق پڑ جاتی ہے۔(۴۰۷)

(۱۵۵) مفتی عبدالواحد حنفی کا فتویٰ:

مفتی عبدالواحد قادری لکھتے ہیں: جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہی ہے کہ تین طلاقیں خواہ ایک مجلس میں دی جائیں یا تین مجلسوں میں واقع ہیں۔(۴۰۸)

سعودی علماء کے فتاویٰ:

ان کے فتاویٰ کو دیکھا جائے تو اکثر نے بیک مجلس یا بیک کلمہ تین طلاقیں دینے کی صورت میں جمہور کے مطابق تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے جب کہ چند ایک نے ابن تیمیہ کی پیروی کرتے ہوئے ایک طلاق کا فتویٰ بھی دیا ہے، چند علماء کے فتاویٰ جو نظر سے گزرے یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

(۱) شیخ عبداللہ بن سلیمان بن منیع کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ''اللجنة الدائمة للبحوث العلميه و الافتاء'' کے ایک رکن شیخ عبداللہ کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے:

سوال: میں نے اپنی بیوی (ر، ف) کو تنگی کے سبب طلاق دی، اور میں نے اُسے چار طلاقیں دیتے ہوئے کہا: ''طلاق والی، پھر طلاق والی، پھر طلاق والی'' اور میں نے نے کہا تو مجھ پر دوسرے مرد کے بعد حرام ہے، اور میں جاہل ہوں، حُدودِ طلاق کو نہیں پہچانتا اور اس نے مجھے اس پر مجبور کیا۔

جواب: جب سائل نے نکاح کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کی ہے تو اس پر صرف پہلی طلاق واقع ہوئی (کہ غیر مدخول بہا پہلی طلاق سے بائنہ ہوگئی اور دیگر طلاقوں کی محل نہ رہی) اور اس پر کوئی عِدّت نہیں۔ اگر وہ عورت دوبارہ اسے شوہر بنانا پسند کرے تو نئے عقدِ نکاح کے ساتھ اس کے لئے حلال ہے۔ اور اگر شوہر نکاح کے بعد

---

۴۰۷ فتاویٰ مرکز تربیت افتاء، پنجم، ص ۵۸

۴۰۸۔ فتاویٰ یورپ، کتاب النکاح، ص ۴۳۰

اُس سے ہمبستری کر چکا تھا تو اس کی یہ طلاقیں اُسے بینونۃ کُبریٰ (یعنی طلاق مغلظہ) کے ساتھ بائنہ کردی گی، اس مرد کے لئے دوبارہ حلال نہ ہوگی سوائے دوسرے شوہر کے۔

(۲) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن غذیان کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ''اللّجنة الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء'' کے ایک رُکن شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے نزدیک اس سوال کا وہی جواب ہے جو شیخ عبداللہ بن سلیمان کا ہے۔

(۳) شیخ عبدالرزاق عفیفی کا فتویٰ:

سعودی ادارہ ''اللّجنة الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء'' کے نائب الرئیس شیخ عبدالرزاق کے نزدیک اس سوال کا وہی جواب ہے جو شیخ عبداللہ بن سلیمان کا ہے۔(۴۰۹)

(۴) شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید کا فتویٰ:

سعودی ادارہ اللّجنة الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء کے ایک رُکن شیخ بکر کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے:

سوال: میں نے امام ابوحنیفہ النعمان کے مذہب پر شادی کی اور میں نے اب تک تین بار طلاق دے دی ہے، کیا میرے لئے جائز ہے کہ میں کسی اور مذہب پر اپنی اسی بیوی کے ساتھ نئے مہر کے ساتھ نیا عقد نکاح کرلوں سوائے مُحلِّل (یعنی حلالہ کرنے والے) کے، مجھے کسی نے خبر دی ہے کہ یہ کلام (یعنی تین طلاق کے بعد بلا حلالہ دوبارہ نکاح) ابواسحاق کی رائے ہے؟

جواب: جس نے اپنی بیوی کو تین متفرق طلاقیں دے دیں (مثلاً کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے) تو وہ اس بینونۃ کُبریٰ کے ساتھ جُدا ہو جاتی ہے اور اس کے لئے حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔(۴۱۰)

۴۰۹۔ فتاویٰ اللّجنة الدائمة للبحوث العلمية و الإفتاء، المجلد (۲۰)، الطلاق، الفتوى رقم: ۳۲۰، ص۱۳۷۔۱۳۸

۴۱۰۔ فتاویٰ اللّجنة الدائمة للبحوث العلمية و الإفتاء، المجلد (۲۰)، الطلاق، الفتوى رقم: ۳۲۰، ص۱۶۴۔۱۶۵

(۵) شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ:

سعودی ادارہ "اللّجنة الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء" کے ایک رُکن شیخ صالح بن فوزان کا فتویٰ بھی وہی ہے جو شیخ بکر کا ہے۔

(۶) شیخ عبدالعزیز آل شیخ کا فتویٰ:

سعودی ادارہ "اللّجنة الدائمه للبحوث العلميه و الافتاء" کے رکن شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ کا فتویٰ بھی وہی ہے جو شیخ بکر بن عبداللہ کا ہے۔

(۷) شیخ عبدالعزیز بن باز کا فتویٰ:

سعودی ادارہ "اللّجنة الدائمة للبحوث العلمية و الافتاء" کے مفتی اور سربراہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے فتاویٰ کو دیکھا جائے تو کہیں تو اس نے ابن تیمیہ کا اتباع کیا ہے کہ کہیں ایک مجلس دی کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا اور کہیں تین کو تین قرار دیا، شیخ ابن باز کے مجموعہ فتاویٰ کے مطالعہ سے معلوم یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص متفرق تین طلاقیں ایک مجلس میں دے دیتا اور اس کا تکرار سے ارادہ تاکید یا افہام کا ہوتا تو ایک طلاق کے وقوع کا حکم دیا، حالانکہ یہ بھی باطل ہے کیونکہ خیر القرون میں حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں ہی اس بات پر اِجماع ہو گیا تھا کہ کوئی شخص تین طلاقیں دے کر کہے "میں نے طلاق تو ایک دی ہے باقی دو بار تاکید کے طور پر کہا ہے" تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے بلکہ تین طلاقوں کے وقوع کا حکم دیا جائے گا۔ یہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں صحابہ کا اجماع ہوا۔ اور پھر صحابہ کرام بیک مجلس دی گئی تین طلاقوں کے بارے میں تین طلاقیں واقع ہو جانے کا فتویٰ دیا کرتے، چاہے طلاقیں بیک کلمہ دی گئی ہوں یا نہ۔ اب فتنوں اور خرافات کے ان حالات میں ان کو ایسے کہاں نظر آ گئے جو خیر القرون میں ہی مفقود ہو رہے تھے، پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اِجماع کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں اور ان کے اِجماع کے خلاف فتویٰ دے کر ان

لوگوں نے ثابت کر دیا کہ ان کے نزدیک صحابہ کرام کا اس پر اتفاق معاذ اللہ! غلط تھا، ان کا فیصلہ درست نہ تھا۔ اور اگر یہ ارادہ نہ ہوتا تو تین طلاقوں کے وقوع کا فتویٰ دیا ہے۔ بحر حال ائمہ اربعہ میں کسی ایک کا مُقلِد تو یہ بھی نہ تھا جیسا کہ اس کے مجموعہ فتاویٰ کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ کسی فتویٰ میں کسی مذہب کی کُتُب اور اس مذہب کے فقہاء کا تذکرہ نہیں ملتا اگر ملتا بھی ہے تو کسی ایک کا نہیں اس کے موقف کی تائید میں اگر کسی مذہب کے فقہاء کے اقوال ہوں تو اپنی تائید میں نقل کرتا ہے۔ اس حال میں وہ کسی نہ کسی صورت بیک مجلس بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے کا قائل ہے مگر ہمارے ہاں کے غیر مُقلِد تو کسی بھی صورت بیک مجلس دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے کے قائل نہیں، چنانچہ اس کے فتاویٰ میں سے تین طلاقوں کے تین ہونے پر ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے۔

(تاریخ ۸/۴/۱۳۹۱ھ) شوہر نے اعتراف کیا کہ اس نے اپنی بیوی سے حالت غضب میں کہا وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے، وہ طلاق والی ہے طلاق بتہ (تو جواب میں لکھتا ہے) اس بناء پر جو میں دیکھتا ہوں کہ اس شخص کی بیوی بینونۃ کُبریٰ (طلاق مغلّظہ) کے ساتھ اس سے جُدا ہو گئی اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔ کیونکہ اس نے الفاظ مُتعدّدہ کے ساتھ تین طلاقوں کو مکمل کر دیا اور ان کو اپنے قول طلاق بتہ کے ساتھ مؤکّد کر دیا(۴۱۱)

(۸) شیخ ابراہیم خضری کا فتویٰ:

سوال: میری دوست کا شوہر بہت غصے میں تھا اور اس نے تین بار کہا "میں نے تجھے طلاق دی" اور اس وقت اس نے اپنی بیوی سے کہا "فقط تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو لوٹ آ"۔ میری دوست سخت غُصّے میں ہے اُسے سمجھ میں نہیں آ رہا کہ وہ کیا کرے کیا طلاق قائم ہے، میں وضاحت کے ساتھ جواب کی امید رکھتی ہوں۔

۴۱۱۔ مجموعہ فتاویٰ و مقالات متنوّعة لابن باز، المجلد (۲۲) کتاب الطلاق، حکم من طلّق بقوله: هی طالق، هی طالق طلاق البتة، برقم:۷۸، ص۱۳۶۔۱۳۷

جواب: الحمد للہ، غصے والے کی طلاق جب کہ اسے نہ پتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اور وہ پاگلوں کی طرح ہو جائے تو واقع نہیں ہوتی، مگر جب کہ اسے معلوم ہو کہ کیا کہہ رہا ہے تو طلاق واقع ہے پس جب اُسے تین بار طلاق دے دی تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔(٤١٢)

دیگر عرب علماء کے چند فتاویٰ:

(۱) علامہ عبدالحمید طہماز کا فتویٰ:

علامہ عبدالحمید محمود طہماز لکھتے ہیں: طلاق بدعت یہ ہے کہ شوہر ایک ہی کلمہ سے تین طلاقیں یا ایک طہر میں تین طلاقیں دے دے، پس جب اس نے ایسا کیا تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ گنہگار ہوگا۔ اور لکھتے ہیں: یہاں ذکر کرنا مناسب ہے کہ جمہور علماء اور ائمہ مذاہب اربعہ اس پر ہیں کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں حتی کہ بعض نے تین طلاقوں کے لازم ہونے کا جزم کیا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔(٤١٣)

(۲) شیخ محمد امین بن محمد المختار کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: ہمارے شیخ محمد امین بن محمد المختار نے ''اضواء البیان'' میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ الآیۃ کے تحت طلاق ثلاثہ کے وقوع پر بہترین بحث کی ہے یعنی تین طلاق کے وقوع اور مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں)۔(٤١٤)

(۳) شیخ محمد حبیب اللہ کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: شیخ حبیب اللہ نے ''فتح المنعم بشرح زاد

٤١٢۔ موسوعة الأحكام و الفتاوى الشرعية، مبطل النكاح، طلّقها غاضباً ثلاث مرّاة، ص ٩٥٢۔٩٥٣
أيضاً فتاوىٰ العلماء فى عشرة النساء، طلّقها غاضباً ثلاث مرّات، ص ٢١٢

٤١٣۔ الفقه الحنفى فى ثوبه الجديد، المجلد (٢)، أقسام الطلاق، ص ١٦٥۔١٦٦

٤١٤۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (٣)، كتاب النكاح، ص ٧٧

المسلم‘‘ میں حدیث شریف ’’لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ‘‘ کے تحت (تین طلاقوں کے وقوع کو) نقل کیا ہے۔(٤١٥)

(۴) شیخ محمد الخضر بن مایابا کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: شیخ محمد الخضر نے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے لازم ہو جانے میں ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے۔(٤١٦)

(۵) شیخ احمد بن احمد المختار کا فتویٰ:

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی نے اپنی کتاب ’’مواہب الجلیل‘‘ میں بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع و نفاذ قرآن وسنّت سے دلائل ذکر کیے ہیں اور مخالفین کے مستدلات کے جوابات ذکر کیے ہیں۔(٤١٧)

مصری علماء کا فتویٰ:

موجودہ دور میں مصری علماء کی اکثریت کا حال بھی تقریباً سعودی علماء جیسا ہوتا جا رہا ہے کہ کسی ایک امام کی تقلید ضروری نہیں سمجھی جاتی پھر بھی ان کا حال دیگر سے مختلف ہے۔ ہم اس مقام پر مصر کے دو علماء کے فتاویٰ نقل کرتے ہیں جو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین اور اکثر مجتہدین بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کے قائل ہیں۔

(۱) شیخ محمود محمد شلتوت مصری کا فتویٰ:

کلیہ شریعت کے بڑے عالم شیخ محمود محمد شلتوت اور استاد کلیہ شریعت مصر شیخ محمد علی السایس لکھتے ہیں: بیک وقت ایک کلمہ سے تین طلاقوں کے وقوع کے مسئلہ میں علماء کے مذاہب ہیں تو ائمہ اربعہ اور جمہور وصحابہ اور تابعین اس پر ہیں کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین

٤١٥۔ مواهب الجليل: ٧٧/٣

٤١٦۔ مواهب الجليل: ٧٧/٣

٤١٧۔ مواهب الجليل: ٣/٦٧۔٧٧

طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔(۴۱۸)

(۲) شیخ محمد علی السایس مصری کا فتویٰ:

کلیہ شریعت کے استاد شیخ محمد علی السایس اور شیخ محمود محمد شلتوت لکھتے ہیں: مگر (بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر) اجماع تو فقہاء کرام نے فرمایا، صحابہ کرام اور تابعین عظام اور تبع تابعین میں سے اکثر مجتہدین اس پر ہیں کہ اکٹھی تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور ان مجتہدین پر کسی نے بھی انکار نہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر تین طلاقوں کے جاری ہونے کا خطاب فرمایا جنہوں نے تین طلاقوں کے وقوع کا حلف اٹھایا ہو، تو ان میں اصحاب رسول ﷺ تھے اور ان میں وہ تھے جو جانتے تھے کہ نبی ﷺ کا اپنی (ظاہری) حیات میں عمل کس پر تھا تو ان تمام صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس معاملہ میں موافقت کی، کسی ایک نے بھی انکار نہ کیا۔(۴۱۹)

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا مؤقف:

بیک وقت تین بار طلاق کو جرم قرار دیا جائے:

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے کہ بیک وقت تین بار طلاق دینا (طلاق بدعی) جرم قرار دیا جائے۔

وزارت قانون کی جانب سے عائلی قوانین سے متعلق شرعی حدود کے تعین کی غرض سے سوالات کے جواب میں اسلامی نظریاتی کونسل نے قرار دیا کہ شریعت میں جن امور کو جائز قرار دیا گیا ہے ان میں طلاق ناپسندیدہ ترین ہے اگر مصالحتی کوششوں کے باوجود نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو طلاق دے کر علیحدگی اختیار کی جاسکتی ہے شرعی احکام سے ناواقفیت کے سبب لوگ طلاق کا طریقہ نہیں جانتے اور اشتعال میں آکر طلاق بدعت کا

۴۱۸۔ مقارنۃ المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ۸۰

۴۱۹۔ مقارنۃ المذاهب فی الفقه، الطلاق البدعی، ص ۸۲

ارتکاب کرتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں، ایک ہی موقع پر ایک سے زائد بار طلاق دینے سے قانونی اور شرعی دشواریاں زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہیں، ہر شہری کو علم ہونا چاہئے کہ طلاق احسن دے کر علیحدگی اختیار کرنا شرعاً پسندیدہ ہے، اس میں طلاق بدعت جیسے مسائل پیدا نہیں ہوتے لہٰذا طلاق بدعی کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے الخ (۴۲۰)

دائرۃ الأوقاف دبئی کا فتویٰ:

"ادارۃ الافتاء دبئی" کے فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ شرعیہ" کے نام سے شائع ہوا اس میں ہے:

إِنَّ قَوْلَ الرَّجُلِ لِزَوْجَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ بِثَلَاثٍ وَّسَبْعٍ وَّمِائَةِ طَلْقَةٍ، طَلَاقٌ صَرِيْحٌ تَبِيْنُ بِهِ الزَّوْجَةُ بَيْنُوْنَةَ الْكُبْرىٰ وَتُبِيْنَ بِالثَّلَاثِ وَهُوَ مُعْتَدٍّ فِيْمَا زَادَ عَلىٰ ذٰلِكَ ثُمَّ بِهِ وَسَوَاءٌ قَالَ ذٰلِكَ فِيْ جَلْسَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ جَلْسَاتٍ مُتَفَرَّقَةٍ لَا فَرْقَ فِيْ ذٰلِكَ (إِلىٰ) وَبِنَاءٌ عَلَيْهِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ قَدْ بَانَتْ مِنْهُ بَيْنُوْنَةً كُبْرىٰ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ فَإِذَا تَزَوَّجَهَا آخَرُ وَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ طَلَّقَهَا فَلِزَوْجِهَا أَنْ يَّتَقَدَّمَ لَهَا كَأَحَدِ الْخِطَابِ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔(۴۲۱)

یعنی، مرد کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تجھے ایک سو ستر طلاقیں ہیں یہ صریح طلاق ہے جس سے عورت اپنے شوہر سے حُرمت غلیظہ کے ساتھ جُدا ہو جائے گی اور تین طلاقوں کے ساتھ بائن ہو گی اور جو اس نے تین سے زیادہ طلاقیں دیں اس میں اس نے حد سے تجاوز کیا اور اس پر وہ گناہ گار ہو گا۔ خواہ وہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی گئی ہوں یا متفرق مجلسوں میں، اس میں کوئی فرق نہیں

۴۲۰۔ روزنامہ ایکسپریس کراچی، پیر ۷ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ-۲۷ اگست ۲۰۰۱ء، ص ۱-۷

۴۲۱۔ فتاوی شرعیہ، المجلد (۱) کتاب الطلاق، حکم طلاق بثلاث وأکثر، ص ۱۹۵۔

(یعنی ایک مجلس میں دی گئی طلاقوں اور متفرق مجالس میں دی گئی طلاقوں میں واقع ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں) اس بناء پر وہ عورت اپنے شوہر سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جُدا ہوگئی اس مرد کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اور وہ دوسرا شوہر اس سے ہمبستری نہ کرے پھر طلاق دے تو پہلے شوہر کے لئے جائز ہے کہ اسے پیغامِ نکاح دے۔

اسی میں ہے:

إِنَّ قَوْلَ الرَّجُلِ لِزَوْجَةِ أَنْتِ طَالِقٌ الْأُولٰى وَ الثَّانِيَةَ وَ الثَّالِثَةَ تَبِيْنَ بِهِ امْرَأَتُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ بَيْنُوْنَةً كُبْرىٰ لَا تَحِلُّ لَهُ بَعْدَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ لِأَنَّ هٰذَا اللَّفْظُ صَرِيْحٌ فِي الطَّلَاقِ وَ الْعَدَدِ۔ (۴۲۲)

یعنی، شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے ایک دو اور تین ان الفاظ سے اس مرد کی بیوی اس سے حُرمتِ غلیظہ کے ساتھ جُدا ہو جائے گی اس کے بعد اس مرد کیلئے حلال نہ رہے گی جب تک وہ عورت کسی دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے کیونکہ یہ الفاظ طلاق اور عدد میں صریح ہیں۔

''ادارۃ الافتاء دبئی'' کے دونوں فتاویٰ سے بھی معلوم ہوا کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے وہ ایک مجلس میں دی جائیں یا مختلف مجالس میں، ایک وقت میں دی جائیں یا مختلف اوقات میں، ایک طُہر میں دی جائیں یا مختلف طُہروں میں اور اکھٹی دی جائیں یا علیحدہ علیحدہ۔ ہرصورت میں واقع ہو جائیں گی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہ ہوگی۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص تین طلاقوں کو ایک سمجھ کر رجوع کرے تو یہ رجوع نہ ہوگا اور اس کا اس عورت کے ساتھ رہن سہن زنا ہوگا

۴۲۲۔ فتاوی شرعیہ، المجلد(۱)، کتاب الطلاق، الطلاق البائن بینونۃ الکبری ص ۱۹۷

جیسا کہ ''فتاوی شرعیہ'' میں ہے:

مُرَاجَعَتُهُ لَهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ فَهِيَ مُرَاجَعَةٌ بَاطِلَةٌ وَ مُعَاشَرَتُهَا بِهٰذَا الْمُرَاجَعَةِ الْبَاطِلَةِ تُعْتَبَرُ زِناً۔ (۴۲۳)

یعنی، عورت کے کسی دوسرے شوہر کے پاس رہنے (یعنی حلالہ شرعیہ) سے قبل مرد کا اس عورت سے رجوع کرنا یہ مُراجعت باطلہ ہے اور مُراجعت باطلہ کے بعد مرد کی اس عورت کے ساتھ مُعاشرت زنا شمار کی جائے گی۔

وزارتِ اوقاف کویت کا فتویٰ:

''وزارۃ اوقاف والشؤن الاسلامیہ کویت'' کی طرف احکام شرعیہ کا ایک مجموعہ پینتالیس جلدوں میں ''الموسوعۃ الفقھیۃ'' کے نام سے شائع ہوا، اس میں ہے: جمہور فقہاء اس طرف گئے ہیں کہ شوہر کی طلاق ہمیشہ رجعی ہوتی ہے تین حالتوں کے سوا کسی حالت میں بائن نہیں ہوتی۔ پہلی حالت یہ ہے شوہر ہمبستری سے قبل طلاق دے تو وہ بائن واقع ہوگی۔ دوسری حالت یہ کہ شوہر مال کے عوض طلاق دے تو وہ بائن ہوگی۔ تیسری حالت یہ کہ شوہر تین طلاقیں دے دے اور تین طلاقوں سے بینونۃ کبریٰ (مغلظہ) کا واقع ہونا نصِ قرآنی ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ م بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ کی وجہ سے ضروری ہے۔ (۴۲۴)

غیر مُقلِّدوں کے فتاویٰ:

(۱) ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ کا فتویٰ:

غیر مُقلِّدین کے جدِّ امجد ابن حزم نے لکھا:

۴۲۳۔ فتاوی شرعیہ، المجلد (۱)، کتاب الطلاق، الطلاق البائن بینونۃ الکبری، ص ۱۹۶

۴۲۴۔ الموسوعۃ الفقھیۃ، المجلد (۲۹)، طلاق، ما یقع بالصریح و الکنائی من الطلاق، ص ۲۸

ثم وجدنا من حجّة من قال: إن الطلاق الثلاث مجموعةً سنّةٌ لا بدعةٌ، قول الله تعالى: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ م بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ﴾ فهذا يقع على الثلاث مجموعةً و مفرّقة و لا يجوز أن مُخصَّص بهذه الأية بعض ذلك دون بعض بغير نصّ (٤٢٥)

یعنی، پھر ہم نے ان لوگوں کی بیک وقت اکٹھی تین طلاقوں کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنّت سمجھتے ہیں (ان کی) یہ دلیل پائی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے'' یہ (مضمون یا حکم) ان تین طلاقوں پر بھی صادق آتا ہے جو اکٹھی ہوں اوران پر بھی جو (تین طلاقیں) متفرق طور پر جُدا جُدا ادی گئی ہوں بغیر کسی نص کے اس آیت کے حکم کو تین متفرق اور جُدا جُدا طلاقوں کے ساتھ مخصوص کر دینا اور اکٹھی تین کو شامل نہ کرنا صحیح نہیں۔

(۲) علامہ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ کا فتویٰ:

ابن تیمیہ کے شاگرد شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہ لکھتے ہیں: حضرات صحابہ کرام اور ان کے پیشوا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگوں نے طلاق کا معاملہ میں یکبارگی تین طلاقیں دے کر حماقت کا ثبوت دینا شروع کر دیا ہے اور خدا خوفی چھوڑ دی ہے اور اپنے اوپر حکم کو ملتبس کرنے لگے گئے او راس طریقے کو چھوڑ کر جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مشروع کیا تھا دوسرے طریقے سے طلاقیں دینے لگ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ راشد (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھ صحابہ کرام کی زبان پر شرع اور تقدیر کی رو سے یہ حکم جاری کر دیا کہ جو چیز لوگوں

٤٢٥۔ المحلّى في شرح المُجلّى، كتاب (٨٣) الطلاق، مسئلة (١٩٥٠)، من الطلاق من أراد طلاق امرأة، ص١٧٥٦

نے اپنے اوپر لازم کر رکھی ہے اس کا اجراء اور نفاذ کر دیا اور جو طوق انہوں نے اپنے گلے میں ڈالا ہے (یعنی بیک وقت تین طلاقیں بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے) اسے باقی رکھا جائے، یہ شرع و تقدیر کے رازوں سے ایک راز ہے جو اِس زمانہ کے لوگوں کی عقل میں نہیں آتا پھر ائمہ اسلام آئے جو صحابہ کرام کے آثار سے ملے جو آئمہ صحابہ کرام کے مسلک پر چلنے والے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کے چاہنے والے تھے۔ (٤٢٦)

(۳) قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ کا فتویٰ:

قَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ إِرْسَالِ الثَّلَاثِ دُفْعَةً وَاحِدَةً هَلْ يَقَعُ ثَلَاثاً أَوْ وَاحِدَةً فَقَطْ فَذَهَبَ إِلَى الْأَوَّلِ الْجُمْهُورُ، وَذَهَبَ إِلَى الثَّانِیْ مَنْ عَدَاهُمْ وَهُوَ الْحَقُّ۔ (٤٢٧)

یعنی، اہلِ علم کا بیک وقت تین طلاقیں دینے میں اختلاف ہے تین واقع ہوں گی یا ایک پس جمہور اہلِ علم (یعنی جمہور صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہا اور علماء اسلام) کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی اور جمہور کے علاوہ دیگر کا مذہب ہے کہ ایک واقع ہو گی اور وہ حق ہے۔

اور بیک کلمہ یا ایک طہر میں تین طلاقیں دینا بدعت ہے اسی طرح حالت حیض میں طلاق دینا بدعت ہے، اور قاضی شوکانی نے حدیث ابن عمر کے تحت لکھا:

و قد تمسك بذلك من قال بأن الطلاق البدعی يقع، و هم الجمهور (٤٢٨)

یعنی، اس حدیث سے ان فقہاء نے دلیل پکڑی ہے جو کہتے ہیں کہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے اور اس طرح کہنے والے جمہور ہیں۔

٤٢٦۔ أعلام الموقعين عن ربّ العالمين، المجلد (٣)، وجه تغيير الفتوى بتغيير الأزمنة و الأحوال، ص٣٨

٤٢٧۔ فتح القدير الجامع بين فنی الرواية والدراية فی علم التفسير، المجلد (١)، البقرة آيت: ٢٢٠

٤٢٨۔ نيل الأوطار، كتاب الطلاق، باب النهی عن الطلاق فی الحيض، ص١٢٢٢

اور لکھتے ہیں: جاننا چاہئے کہ تین طلاقوں میں اختلاف واقع ہوا جب کہ ایک ہی وقت میں واقع ہوں، کیا تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور طلاق کے پیچھے طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟ تو جمہور تابعین، اور کثیر صحابہ اور آئمہ مذاہب اربعہ اور اہلِ بیت اطہار کی ایک بڑی جماعت جن میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ بھی ہیں اور امام یحییٰ اس طرف گئے کہ طلاق کے پیچھے طلاق آتی ہے (یعنی کسی نے بیوی سے کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق تو تینوں واقع ہو جائیں گی)۔(۴۲۹)

تعجب ہے قاضی شوکانی پر کہ اس نے خود لکھا کہ جمہور علماء کے نزدیک تین واقع ہو جائیں گی پھر بھی جمہور کے مذہب کو حق قرار نہیں دیا حالانکہ حق وہی ہے جو جمہور صحابہ و تابعین اور بعد کے علماء کا مذہب ہے۔

قاضی شوکانی غیر مُقلِّد تھا:

قاضی شوکانی کے شاگرد حسین بن محسن سبعی نے اپنے استاد کے مذہب کے بارے میں لکھا کہ شوکانی نے امام زید کے مذہب پر تفقّہ حاصل کی اور اس پر کتابیں لکھیں اور فتاویٰ دیئے اور یہاں تک کہ بڑا مقام حاصل کیا اور حدیث کا علم حاصل کیا اور اپنے زمانے میں سب پر فوقیت حاصل کر لی یہاں تک کہ تقلید چھوڑ دی۔ (یعنی غیر مُقلِّد ہو گیا)۔(۴۳۰)

(۴) حافظ عبد اللہ روپڑی (غیر مُقلِّد) کا فتویٰ:

غیر مُقلِّد حافظ عبد اللہ نے ایک روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھا: کیونکہ "أنت طالق ثلاثا" میں غیر موطوءہ (جس سے صحبت نہ ہوئی ہو) پر بھی تین طلاقیں پڑتی ہیں(۴۳۱)

اس طرح ایک حدیث کے متعلق "قاضی شوکانی" پر رد کرتے ہوئے لکھا ابوداؤد

۴۲۹۔ نیل الأوطار، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی من طلّق البتة و جمع الثلاث الخ، ص ۱۲۲۷

۴۳۰۔ فتح القدیر، المجلد(۱)، ترجمة الإمام الشوکانی، مذهبه و عقدیته، ص ۶

۴۳۱۔ رسالہ ایک مجلس کی تین طلاقیں، ضمیمہ تنظیم اہلحدیث روپڑ، ص ۶، بحوالہ عمدة الأثاث فی حکم الطلاق الثلاث، ص ۹۵

کی حدیث کا مطلب یہ ٹھیک نہیں بلکہ ابو داؤد کی حدیث کا مطلب یہ بیان کرنا چاہئے کہ جب ''أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق'' تین دفعہ الگ الگ کہے تو غیر موطوءَ (جس سے صحبت نہ ہوئی ہو) کی بابت تین ایک ہی ہوتی ہے، کیونکہ غیر موطوءَ پہلی دفعہ ''انت طالق'' کہنے سے جُدا ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ''أنت طالق'' کہنا بیکار ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ جو ''منتقی'' اور ابو داؤد سے نقل کیا ہے (کہ غیر موطوءَ پر تین واقع ہو جائیں گی)، أنت طالق ثلاثاً'' پر محمول ہے، یعنی جب جُدا جُدا ''أنت طالق'' نہ کہے بلکہ ایک ہی دفعہ ''أنت طالق ثلاثاً'' کہہ دے تو اس وقت خواہ غیر موطوءَ کو اس پر تین ہی واقع ہوں گی، پس اس صورت میں نسائی کا باب میں متفرق کی قید لگانا بالکل درست ہوگا(۴۳۲)

(۵) مفتی محمد یٰسین شاہ (غیر مُقلِد) کا فتوی:

غیر مُقلِد کا حال بھی عجیب ہے کہ تین طلاقوں کے وقوع کے تو منکر ہیں اور اگر کوئی شخص بیوی کو بیک وقت ہزار طلاقیں دے دے تو تین کے وقوع کا اقرار کرتے ہیں، اقرار ہی نہیں کرتے بلکہ اسے اتفاقی مسئلہ بھی بتاتے ہیں چنانچہ ان کے مفتی اعظم اور ان کے پیر سید مفتی محمد یٰسین شاہ نے لکھا کہ ''جیسے کہ اتفاقی مسئلہ اگر کوئی شخص کہے اپنی بیوی کو کہ تجھے ہزار طلاق ہے صرف اتنی ہی واقع ہوں گی جتنے کی وہ مالک ہے باقی لغو ہوتی ہیں'' (۴۳۳)

ان کے پیر نے لکھا کہ ''اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی کی وہ مالک ہے'' تو آزاد عورت کی تین طلاقیں ہوتی ہیں لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ تین واقع ہوں گی اور باقی نو سو ستانوے لغو یعنی بیکار ہوں گی، نادانی کی انتہاء ہے کہ ہزار طلاقیں دینے سے تین واقع ہو گئیں اور تین دینے سے ایک واقع ہو گی۔

۴۳۲۔ طلاق الثلاث، ایک سوال کا جواب، ص ۵۲ (بحواله ضميمه /۶، بحواله عمدة الأثاث)

۴۳۳۔ طلاق ثلاثہ، بحث مرتان، ص ۱۴

ان لوگوں کی تضاد بیانی مشہور ہے اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ نے ان کے پیر کی ایک عبارت پڑھی کہ جس میں ہزار طلاقیں دینے کے وقوع کا ذکر ہے۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: وضاحت مسئلہ تین طلاق بیک وقت ایک ہی شمار ہوں گی چاہے کئی کھرب دے دے (٤٣٤)

اب کیا کہیں گے ان کے بارے میں ان کی کون سی بات کا اعتبار کیا جائے۔

(٦) ڈاکٹر ابو جابر دامانوی (غیر مُقلِّد) کا فتویٰ:

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جو تقلید کے قائل نہیں ہیں اور تین کو ایک قرار دینے والے ہیں، انہوں نے بھی ایک مقام پر کہا کہ "جیسے یہ اتفاق ہے اگر کوئی کہے تجھے ہزار طلاق صرف اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی کا وہ مالک ہے باقی لغو ہو جاتی ہیں" (٤٣٥)

اور بیوی اگر آزاد ہے تو شوہر کو تین طلاق کا حق ہے جب بھی تین دے دے گا تو وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی اور اگر ہزار طلاقیں دے تو بھی تین واقع ہوں گی باقی لغو ہو جائیں گی۔

(٧) غیر مُقلِّد مولوی عبد الجبار غزنوی کا فتویٰ:

مفتی غلام سرور قادری نے لکھا: مولوی عبد الجبار غیر مُقلِّد غزنوی "حاشیہ ہندی" میں لکھتے ہیں کہ جمہور علماء دین کے نزدیک (تین طلاق) ایک بار دینے سے واقع ہو جاتی ہیں۔ (٤٣٦)

(٨) غیر مُقلِّد مصنِّف محمد اقبال کیلانی کا فتویٰ:

حالت حیض میں طلاق دینا، ایک کلمہ سے تین طلاقیں دے دینا، اسی طرح ایک طُہر

٤٣٤۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، ص ٢٥

٤٣٥۔ رسالہ حکم طلاق الثلاث، مصنفہ ڈاکٹر دامانوی، ص ١٣

٤٣٦۔ تحقیقات أسلمیة حاشیة سلطان الفقه، الجز (٢)، ص ١٥٩

میں تین طلاقیں دینا غیر مسنون ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: غیر مسنون طلاق سنت کے مطابق نہ ہونے کے باوجود واقع ہو جاتی ہے لیکن طلاق دینے والا گناہ کا مرتکب ہوتا ہے(۴۳۷)

(۹) نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کے شیخ الحدیث کا فتویٰ:

صحابہ سے لے کر سات سو سال تک تین کو ایک شمار کرنا ثابت نہیں:

اہلحدیث (غیر مقلّدین) کے شیخ الحدیث مولوی شرف الدین دہلوی نے لکھا:

''اصل بات یہ ہے، کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین، صحابہ وتابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں مَنِ ادَّعیٰ فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ بِالْبُرْھَانِ وَ دُوْنَہٗ خَرْطُ الْقَتَادِ (یعنی جو تین طلاق کے ایک ہونے کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ دلائل سے بیان کریں ورنہ یہ دعویٰ خرط قتاد ہے) ملاحظہ ہو موطا امام مالک، صحیح بخاری، سنن ابی داود، سنن النسائی، جامع ترمذیؒ، سنن ابن ماجہ وشرح مسلم امام نووی وفتح الباری وتفسیر ابن کثیر وتفسیر ابن جریر و کتاب الاعتبار للامام الحازمی فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار اس میں امام حازمی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے، اور تفسیر ابن کثیر میں بھی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ الآیۃ کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے، دوسری حدیث نقل کی ہے، جو سنن ابی داود میں بَابُ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيْقَاتِ الثَّلَاثِ بسند خود نقل کی ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِرَجْعَتِهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَنُسِخَ ذٰلِكَ فَقَالَ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ﴾ انتہی (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کوئی شخص جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا تھا اگر چہ وہ اسے تین طلاقیں دے دیتا پھر یہ حکم منسوخ

۴۳۷۔ طلاق کے مسائل، مصنفہ کیلانی، انواع الطلاق، طلاق بدعی، ص ۷۵

ہو گیا اور فرمایا ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ﴾ (۴۳۸)

امام نسائی نے بھی اسی طرح ص ۱۰۱، جلد ۲ میں باب منعقد کیا ہے، اور یہی حدیث لائے ہیں، اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے، اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے جب ہی تو لائے ہیں، اور باب منعقد کیا ہے، اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد، ونسائی، وابن ابی حاتم، وتفسیر ابن جریر، وتفسیر عبدالحمید، ومستدرک حاکم وَ قَالَ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ، وَالتِّرْمِذِيُّ مُرْسَلاً وَ مُسْنَداً نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بتا کر اسی کو پسند کیا ہے، یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کر لیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے۔ پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر وابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے، جیسے کہ مستدرک حاکم نے صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ لکھا ہے اور قابل اعتماد ہے۔

اور امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے، اور امام ابو بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازمی نے ''کتاب الاعتبار'' میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے:

> فَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ الطَّلَاقَ جَدِيْداً مِنْ يَّوْمَئِذٍ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ طَلَّقَ أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ حَتّٰى وَقَعَ الْإِجْمَاعُ نُسِخَ الْحُكْمُ الْأَوَّلُ وَدَلَّ ظَاهِرُ الْكِتَابِ عَلٰى نَقِيْضِيْهِ وَ جَائَتِ السُّنَّةُ مُفَسِّرَةً لِّلْكِتَابِ مُبَيِّنَةً رَفْعِ الْحُكْمِ الْأَوَّلِ الخ، ص ۱۸۳
>
> یعنی، پھر اس دن سے جس نے طلاق دی تھی یا نہ دی تھی سب لوگ اس نئے حکم کی طرف متوجہ ہو گئے حتی کہ پہلے حکم کے منسوخ ہونے پر اجماع واقع ہو گیا اور کتاب کے ظاہر نے اس کے دونوں نقیضوں میں دلالت کی تو سنت، کتاب کے لئے مفسرہ ومبینہ بن کر

۴۳۸۔ عون المعبود، المجلد (۳)، الجزء (۶)، کتاب الطلاق، باب (۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص ۱۸۹

آئی اور پہلا حکم اٹھ گیا۔

اور خود ابن قیم نے ''زاد المعاد'' مصری ص ۲۵۴ جلد ۲ میں لکھا ہے: تَفْسِيرُ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ وَقَالَ الْحَاكِمُ: هُوَعِنْدَنَا مَرْفُوعٌ انْتَهٰى (صحابی کی تفسیر حجت ہے اور امام حاکم نے فرمایا وہ ہمارے نزدیک مرفوع ہے) اور جب مسلم کی ابن عباس کی حدیث مذکورا جماع کے خلاف ہوئی، تو خود ابن تیمیہ کے قول سے بھی اس پر عمل نہ ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ ''فتاویٰ ابن تیمیہ'' جلد دوم ص ۳۵۹ میں ہے کہ وَالْخَبَرُ الْوَاحِدُ إِذَا خَالَفَ الْمَشْهُوْرَ الْمُسْتَفِيْضَ كَانَ شَاذًّا وَقَدْ يَكُوْنُ مَنْسُوْخًا انْتَهٰى وَهٰذَا كَذٰلِكَ فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ۔ (یعنی خبر واحد جب مشہور حدیث کے مخالف ہو تو شاذ ہوگی یا منسوخ اور یہ تین طلاق کو ایک قرار دینے والی مسلم شریف کی حدیث بھی اسی طرح ہے پس تو سمجھ لے اور غور وفکر کر)۔

اور ''سنن ابی داؤد'' کی نسخ کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین بن واقد پر جو ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین کو ''تقریب التہذیب'' میں صدوق وہم لکھا ہے۔ وہم کے باعث ابو حاتم نے اس کی تضعیف کی ہے، مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں۔ انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ (یعنی، اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں) اور وہم سے کون بشر خالی ہے، لہٰذا یہ کوئی جرح نہیں، راوی معتبر ہے خصوصاً جب کہ محدثین مذکور نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، اور حسین بن واقد کو ''تقریب'' میں ثِقَةٌ لَهُ أَوْهَامٌ (یعنی، ثقہ ہے اور اس کے لئے وہم ہیں) لکھا ہے، اور یہ رواۃ صحیح مسلم سے ہے، اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے اس کو ثقہ بتایا ہے، ملاحظہ ہو ''میزان الاعتدال''، باقی رجال دونوں کے ثقات ہیں، لہٰذا یہ حدیث حسن صحیح ہے، قابلِ عمل وحجت ہے اور خود راوی ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا فتویٰ بھی اس کی صحت کا مؤید ہے۔ ملاحظہ ہو ''مؤطا امام

مالک'' وغیرہ۔

اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی مسلم کی حدیث میں بھی سہو ہے۔ فلا حُجَّةَ فیہ (یعنی، پس اس میں کوئی حجت نہیں) اور امام رازی نے ''تفسیر کبیر'' میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی تھی، وہ یہ ہے کہ آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ سے پہلے آیت ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ (الی قوله) وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا﴾ (الایة) ہے اسکے بعد ہے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ (الایة) اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مُجْمَلٌ مُفْتَقِرٌ اِلَی الْمُبِیْنِ (یعنی، مجمل، مبین کی طرف محتاج) یا کَالْعَامِ مُفْتَقِراً اِلَی الْمُخَصِّصِ (یعنی، عام کی مثل مخصّص کی طرف محتاج) تھی کہ بعُول مطلقین کو بعد طلاق حقِ استرداد یعنی، رجوع ثابت تھا۔ عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے۔ پس آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ نے واضح کر دیا کہ مطلق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے اسکے بعد نہیں پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے، اور بعض اصحاب، ''تفسیر کبیر'' سے اپنے مطابق قول کے بعد ھذا ھو الأقیس الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۴۸ ج ۲

اور وجوہ کلام میں سے وجہ

ھفتم: یہ ہے، کہ محدّثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ھشتم: یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے۔ تفصیل ''شرح صحیح مسلم نووی''، ''فتح الباری'' وغیرہ مطولات میں ہے۔

نھم: کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکورہ مرفوع نہیں۔ یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جن کو

نسخ کا علم نہ تھا۔ کَمَا فِی الْوَجْهِ الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ۔

دہم: یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی و تفسیر ابن جریر و ابن کثیر کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہرہ کتاب و سنّت صحیح و اجماعِ صحابہ (ﷺ) وغیرہ ائمہ (رحمہم اللہ) مُحدّثین کے خلاف ہے لہٰذا حجت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی، مُحدِّثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہے۔

تین کو ایک قرار دینا یہ مسلک صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا نہیں:

یہ مسلک صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ آئمہ محدِّثین و متقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد مُحدِّثین کا ہے۔ جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اوران کے مُعتقِد ہیں۔

تین کو ایک قرار دینے کا فتویٰ ابن تیمیہ کی ایجاد ہے:

یہ فتویٰ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالف کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے ''اتحاف النبلاء'' میں جہاں شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) کے منفردات مسائل لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے، اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے دُرّے (کوڑے) مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی اور قید کئے گئے الخ (ابو سعید شرف الدین الدہلوی)(٤٣٩)

٤٣٩۔ فتاویٰ ثنائیہ، المجلد (٢)، باب(٨)، کتاب النکاح، ص٢١٧ تا ٢٢٠

تین کو ایک قرار دینا اہلِ ظاہر اور اہلِ تشیع کا مذہب ہے:

علامہ صدر الدین علی بن علی بن ابی العز حنفی متوفی ۷۹۲ھ لکھتے ہیں: کہ پھر سروجی نے بیان فرمایا کہ ابن رُشد نے ''القواعد'' میں اور صفاقسی (ابو محمد عبد الواحد بن ابی الحسن المشہور بابن التین متوفی ۶۱۱ھ تحقیق علی التنبیہ) نے ''شرح البخاری'' (۴۴۰) میں فرمایا: اہل ظاہر اور ایک جماعت جو شیعہ میں اس طرف گئے کہ تین طلاقوں کا حکم ایک طلاق ہے اور لفظ تین کا کوئی اثر نہیں (۴۴۱)

ابن تیمیہ کی گواہی:

یہی ابن تیمیہ اور اس کا شاگرد اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کثیر صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ تین کو تین قرار دیتے تھے چنانچہ ابن تیمیہ نے ایک طُہر میں ایک لفظ یا متعدد الفاظ کے ساتھ تین طلاق کے بارے میں متقدمین و متاخرین کے تین نظریات ذکر کئے ہیں، اور لکھا کہ پہلا قول کہ یہ طلاق مباح اور لازم ہے یہ امام شافعی کا قول ہے، امام احمد کا یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ کہ یہ طلاق حرام اور لازم ہے یہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا قول ہے، امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے، یہ قول متقدمین میں بکثرت صحابہ اور تابعین سے منقول ہے، الخ (۴۴۲)

ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم نے بھی اس مسئلہ میں مذاہب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے وقوع کے بارے میں چار مذاہب ہیں، پہلا مذہب یہ کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، یہ قول ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل علیہم الرحمہ) جمہور تابعین اور بکثرت صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے الخ۔ (۴۴۳)

۴۴۰۔ له شرح مشهور علی صحیح البخاری سماه المنجد الفصیح فی شرح البخاری الصحیح

۴۴۱۔ التنبیه علی مشکلات الهدایة، المجلد (۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص ۱۲۹۱، ۱۲۹۲

۴۴۲۔ مجموع الفتاوی: ۹/۳۳: ۷

۴۴۳۔ زاد المعاد: ۴/۵۴

مخالفین کے باطل مُستدِلّات اور ان کے جوابات:

پہلا باطل استدلال:

مخالفین سورۂ بقرہ کی آیت ﴿اَلطَّلاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (الایة) اور ﴿ فَلاَ تَحِلُّ لَه مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (٤٤٤) سے استدلال کر کے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک بتاتے ہیں۔

اس کے بارے میں شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی متوفی ۱۴۲۰ھ لکھتے ہیں:

ابن تیمیہ اور ان کے ہم نوا قرآن مجید سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۹/۲۳۱ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایسے طریقے سے طلاق دینے کی ہدایت کی ہے کہ عِدّت گزرنے سے پہلے رجوع کا حق باقی رہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینا قرآن کے خلاف ہے اس لئے تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جائے۔

مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن نے طلاق دینے کا احسن طریقہ بیان کیا ہے اور قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ نہ ہوں گی۔ نیز قرآن مجید نے بہت سے کاموں کو کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس فعل کو کرلیا جائے تو فعل ہی باطل ہو جائے گا یا اس کا وجود و عدم برابر ہو جائیں گے۔

قرآن نے زنا اور چوری کرنے سے منع کیا ہے لیکن اگر کوئی شخص چوری یا زنا کرلے تو اس کی متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہے وہ فعل وقوع پذیر ہی نہیں ہوا۔ دیکھئے اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کی، تو شرعاً نفس بیع منعقد ہو جائے گی۔ ایسے ہی بیک وقت دی گئی تین طلاقیں دینا باوجود ممنوع ہونے کے واقع ہو جائیں گی۔ (٤٤٥)

٤٤٤۔ البقرة: ٢/٢٢٩، ٢٣١

٤٤٥۔ سندھ ہائیکورٹ کے جج کا فیصلہ اور طلاق ثلاثہ، مغالطہ یا غلط استدلال، ص٨،

مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کا ہرگز مطلب نہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہی ہوں بلکہ مقصد یہ ہے کہ طلاق رجعی دو طلاقیں ہیں۔ ﴿اَلطَّلَاقُ﴾ میں الف لام عہدی ہے پھر فرمایا جو کوئی دو سے زیادہ یعنی تین دے تو بغیر حلالہ اسے عورت حلال نہیں۔ تفسیر احمدی وصاوی وجلالین میں ہے ﴿اَلطَّلَاقُ﴾ أی التطلیق الذی یراجع بعدہ ﴿مَرَّتٰنِ﴾۔ دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جائے ﴿مَرَّتٰنِ﴾ سے تین طلاقوں کی علیحدگی مراد ہے تو یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے طلاق ہے اس میں بھی طلاقوں کی لفظی علیحدگی ہے اور یہ کہنا تجھے تین طلاقیں ہیں اس میں عددی علیحدگی ہے کیونکہ علیحدگی کے بعد کیسے عدد بنے گا؟ آیت کا یہ مطلب کہاں سے نکالا گیا کہ طلاقوں کے درمیان ایک حیض کا فاصلہ ہونا شرط ہے ربّ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ﴾ آسمان کو بار بار دیکھو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مہینہ میں ایک ہی بار دیکھ لیا کرو۔ تیسرے یہ کہ تمہاری تفسیر سے بھی آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ طلاقیں الگ الگ ہونی چاہئیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بیشک ایک دم طلاقیں دینا سخت منع ہے الگ الگ ہی دینا ضروری ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جو کوئی حماقت سے ایک دم تین طلاقیں دے دے تو واقع ہو جائیں گی یا نہیں اس سے آیت ساکت ہے۔(٤٤٦)

اور دوسری بات یہ کہ انہوں نے کہا کہ ﴿مَرَّتٰنِ﴾ کا معنی صرف مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ (یعنی ایک کے بعد دوسری دفعہ) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، یہ لفظ اس کے سوا کسی اور معنی میں مستعمل نہیں اور اس کے تحقق کے لئے تعدد مجلس ضرور ہے یعنی ایک ہی مجلس میں کوئی کام دو مرتبہ کیا جائے تو اُسے ﴿مَرَّتٰنِ﴾ نہیں کہا جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ (یعنی مَرَّتٰنِ) جس طرح ''مَرَّۃً بعد مرۃٍ'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس طرح ''ضِعف'' (یعنی دہرے اور دُوگنے) کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ﴿اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ﴾ تو

٤٤٦۔ جاء الحق، حصّہ (١)، ضمیمہ، رسالہ طلاق الخ، ص ٤٦١

اس کی تفسیر میں ہے کہ أی یعطون ثوابهم ضعفین (٤٤٧) کہ ان کو دہرا اور دوگنا ثواب دیا جائے گا۔

اور خود غیر مُقلِد وں کے دادا علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے لکھا ہے کہ و أمّا قولهم معنى قوله: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ أن معناه بمرّة بعد مرّةٍ فخطاء، بل هذه الآیة کقولهٖ تعالیٰ ﴿نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ أی مضاعفاً معًا (٤٤٨)

یعنی، ان (تین طلاقوں) کو ایک قرار دینے والوں) کا کہنا ہے کہ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کا معنی ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ ہے کا (یہ) خطا اور غلط ہے بلکہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ کی طرح ہے، یعنی اس کا معنی دو چند اکٹھا ہے۔

اور حدیث شریف میں بھی ''مَرَّتَانِ'' کا کلمہ ''ضعف'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ سے مروی حدیث جو ''حدیث ہرقل'' کے نام سے مشہور ہے جس میں نبی ﷺ نے ایمان لانے پر دہرے اجر کی خوشخبری سنا دی، حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

یُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ (٤٤٩)

یعنی، اللہ تعالیٰ آپ کو دہرا اجر عطا فرمائے گا۔

اس کے تحت شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

و هو موافق لقوله تعالى: ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ﴾ الآية، و اعطاؤه الأجر مرّتين لكونه مؤمناً بنبيّه ثم امن بمحمد و يحتمل تضعيف الأجر له من جهة إسلامه و من جهة أن إسلامه يكون سبباً لدخول إتباعه، و سيأتى التصريح بذلك فى موضعه من حديث الشعبى من كتاب العلم إن شاء الله (٤٥٠)

٤٤٧۔ تفسیر ابن عباس، القصص:٥٤

٤٤٨۔ المُحلّى فى شرح المجلّى، کتاب (٨٣) الطلاق، مسألة (١٩٥٠) من الطلاق، ص١٧٥٥

٤٤٩۔ صحيح البخارى، المجلد (١)، كتاب (١) بدء الوحى، باب (٦)، ص٨، الحديث:٧

٤٥٠۔ فتح البارى شرح صحيح البخارى، المجلد (٢)، كتاب بدء الوحى، باب (٦)، ص٥٢، الحديث:٧

یعنی، حدیث شریف کے کلمات "یُؤتِكَ اللّٰهُ أَجرَكَ مَرَّتَينِ الخ"
اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ اَجْرَهُمْ
مَرَّتَیْنِ﴾ کے موافق ہے اور ان کو دُہرا اجر ملنے کی ایک وجہ یہ ہے
کہ ان کا اپنے نبی پر ایمان تھا پھر حضور ﷺ پر ایمان لائے اور یہ
بھی احتمال ہے کہ دُہرا اجر اس لئے کہ یہ خود ایمان لائے اور اس کا
اسلام لانا اس کے پیروکاروں کے اسلام لانے کے سبب ہوگا،
عنقریب اس کی تصریح ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی جگہ پر کتاب العلم میں
حدیث شعبی کے ضمن میں آئے گی۔

اسی طرح شارح صحیح بخاری علامہ کرمانی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

"مرتین" أی مرة للإیمان بینهم و مرة للإیمان بنبینا ﷺ (۴۵۱)

یعنی، دُہرا اجر ایک اجر ان کا اپنے نبی پر ایمان لانا اور دوسرا اجر کہ
وہ ہمارے نبی ﷺ پر ایمان لائے۔

اور شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

إما أنه یؤتی الأجر مرّتین: مرة لإیمانهم بعیسیٰ علیه السلام، مرة
لإیمانه بمحمد ﷺ، فهو موافق لقوله تعالیٰ: ﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ
یُؤْتُوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَیْنِ﴾ (القصص: ۵۴) الآیة (۴۵۲)

یعنی، مگر ان کو دہرا اجر دیا جانا ایک بار ان کا عیسیٰ علیہ السلام پر
ایمان لانا، اور دوسری بار حضور ﷺ پر ایمان لانا، پس یہ فرمان
"یُؤتِكَ اللّٰهُ الخ" اللہ تعالیٰ ﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ اَجْرَهُمْ
مَرَّتَیْنِ﴾ کے فرمان کے موافق ہے۔

اور غیر مُقلّد مولوی وحید الزمان کے حدیث شریف میں وارد "یُؤتِكَ اللّٰهُ أَجرَكَ

۴۵۱۔ صحیح البخاری بشرح الکرمانی، المجلد (۱)، باب کان بدء الوحی، ص ۶۲

۴۵۲۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، المجلد (۱)، کتاب (۱) بدء الوحی، باب (۶)، ص ۱۵۷، الحدیث: ۷

مَرَّتَيْنِ الخ،، کے معنی لکھتے ہوئے لکھا: اللہ تجھ کو دہرا ثواب دے گا۔ ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا، ایک مجھ پر ایمان لانے کا(٤٥٣)

لہٰذا ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کا معنی یہ ہوگا کہ رجعی طلاق دو بار تک ہے اور یہ اکٹھی دو طلاقوں کو بھی شامل ہے اور اس سے مراد ایک دفعہ کے بعد دوسری دفعہ ہی نہیں ہے بلکہ اکٹھی دو طلاقیں دے دیں تو بھی دونوں واقع ہو جائیں گی اور رجعی ہوں گی بشرطیکہ اس سے قبل کوئی طلاق نہ دی ہو۔

دوسرا باطل استدلال:

امام عمر بن علی دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے از محمد بن احمد بن یزید کوفی و ابوبکر بن احمد بن ابی الدرداء، از احمد بن موسیٰ بن اسحاق، از احمد بن صبیح الاسدی، از ظریف بن ناصح، از معاویہ، از عمار الدھنی نقل کیا ہے کہ ابوالزبیر نے کہا:

سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَلَاثاً عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ، فَرَدَّهَا رَسُوْلُ ﷺ إِلَى السُّنَّةِ۔ (٤٥٤)

یعنی، میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو ابن عمر کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا! ہاں، آپ نے فرمایا میں نے عہدِ رسالت میں اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں تین طلاقیں دے دی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سنّت کی طرف لوٹا دیا۔

مندرجہ بالا حدیث میں اس بات کا بالکل ذکر نہیں کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دیا

٤٥٣۔ تیسیر الباری، المجلد (١)، کتاب بدء الوحی، ص ٨٢

٤٥٤۔ سنن الدارقطنی، المجلد(٢)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص ٥، الحدیث: ٣٨٥٧

گیا اس میں تو یہ ہے کہ حالتِ حیض میں طلاق دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت کی طرف لوٹایا کیونکہ حالتِ حیض میں طلاق دینا بدعت ہے اور سنت یہ ہے کہ عورت کو اس طُہر میں طلاق دی جائے جس میں مقاربت نہ کی ہو تو حضرت ابن عمر کو بھی رجوع کا حکم دیا گیا اور رجوع صرف ایک یا دو طلاق کے بعد ہوسکتا ہے تین کے بعد رجوع نہیں ہوتا کیونکہ قرآنی تعلیمات یہ ہیں رجعی طلاق دو بار تک ہے پھر اگر تیسری طلاق دے دی تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہے گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس کے علاوہ یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام راوی شیعہ ہیں اور محفوظ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں صرف ایک طلاق دی تھی۔(۴۵۵)

اور امام ابن سیرین نے بھی ایک طلاق کی روایات کو ہی صحیح قرار دیا ہے تین طلاق کی روایت کو تسلیم نہیں کیا جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے تین مختلف اسناد سے روایت کیا کہ ابن سیرین نے فرمایا مجھ سے ایک ثقہ آدمی بیس سال تک یہ حدیث بیان کرتا رہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حالتِ حیض میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور آپ کو اِن سے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا، میں اس راوی پر بدگمانی تو نہیں کرتا مگر مجھے اس حدیث میں اشکال تھا حتی کہ میری ملاقات ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی سے ہوئی جو بہت ہی مستند شخص تھے:

فَحَدَّثَنِیْ، اَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَحَدَّثَهُ، اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَةً۔(۴۵۶)

یعنی، انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

۴۵۵۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(۴)، کتاب الطلاق، ص ۶، حدیث: ۳۸۵۷
۴۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۱) تحریم الطلاق الحائض الخ، ص ۵۵۸، الحدیث: ۵۰۰۷۔(۱۴۷۱)

اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے ابن سیرین کا واقعہ ذکر کیا کہ ابو غلاب یونس بن جبیر باہلی نے یہ حدیث بیان کی کہ

أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً وَهِيَ حَائِضٌ، فَأَمَرَ أَنْ يُرَاجِعَهَا۔ (۴۵۷)

یعنی، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی، تو اس سے رجوع کرنے کا حکم ہوا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت یہ کہنا درست نہیں کہ انہوں نے حالتِ حیض میں تین طلاق دیں اور ان کو رجوع کا حکم ہوا۔

کیونکہ آپ نے ایک طلاق ہی دی تھی جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ از حسن بن علی، از عبد الرزاق، از معمر، از ایوب، از ابن سیرین، از یونس بن جبیر روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: كَمْ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ؟ فَقَالَ: وَاحِدَةً۔ (۴۵۸)

یعنی، یونس بن جبیر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے ایک طلاق دی تھی۔

اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے محمد بن یحیی بن مرداس کے واسطے سے امام ابو داؤد سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ (۴۵۹)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ از قتیبہ، از لیث، از نافع روایت کرتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ، وَهِيَ

۴۵۷۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، جزء(۴)، کتاب الطلاق، ص۷، الحدیث:۳۸۶۲،

۴۵۸۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۴) فی طلاق السنّة، ص۴۴۱، الحدیث:۲۱۸۳

۴۵۹۔ سنن الدار قطنی، المجلد(۲)، الجزء(۴)، کتاب الطلاق، ص۷، الحدیث:۳۸۶۳

حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الخ۔ (٤٦٠)

یعنی، بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ از یحیٰ وقتیبہ وابن رمح (قتیبہ نے کہا ہم سے لیث نے حدیث بیان کی اور دوسرے دونوں نے کہا ہمیں لیث بن سعد نے خبر دی)، از نافع روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الخ۔ (٤٦١)

یعنی، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ٣٨٥ھ، ابو القاسم عبداللہ محمد عبد العزیز، از ابو الجہم العلاء بن موسیٰ، از لیث بن سعد، از نافع روایت کرتے ہیں:

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ هِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الخ۔ (٤٦٢)

یعنی، بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام دار قطنی نے مزید پانچ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عہدِ رسالت میں حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ روایت کرتے ہیں کہ

أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً الخ۔ (٤٦٣)

٤٦٠۔ صحیح البخاري، المجلد(٣)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤٤) ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾، ص٤٣٢، الحدیث:٥٣٣٢

٤٦١۔ صحیح مسلم، کتاب(١) الطلاق، ص٥٥٧، الحدیث:١(١٤٧١)

٤٦٢۔ سنن الدار قطنی، المجلد(٢)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، ص١٨، الحدیث:٣٩٢١

٤٦٣۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١١) ماجاء فی الطلاق السنة وطلاق البدعة، ص٥٣، الحدیث:١٤٩٠٨

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر کہتے ہیں:

فَقُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا صُنِعَتِ التَّطْلِيقَةَ، قَالَ: وَاحِدَةً اعْتُدَّتْ بِهَا۔(٤٦٤)

یعنی، تو میں نے حضرت نافع سے پوچھا اس طلاق کا کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: ایک تھی شمار کی گئی۔

مندرجہ بالا روایات میں صراحۃً ایک کا لفظ موجود ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک طلاق دی تھی۔ اور اگر کوئی تین کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اسی طرح بسند صحیح ایسی روایات پیش کرے جن میں صراحۃً تین کا ذکر ہو جیسا کہ ہم نے پیش کی ہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ ''أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فِي الْحَيْضِ ثَلَاثًا، فَاحْتَسَبَ بِوَاحِدَةٍ'' کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں تین طلاقیں دیں پس ایک شمار کیا۔

تو اس کے جواب میں مدرّس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: ہمارے شیخ نے فرمایا کہ اس حدیث سے استدلال کا ساقط ہونا مخفی نہیں ہے، کیونکہ صحیح یہ ہے کہ انہوں نے صرف ایک طلاق دی تھی جیسا کہ مسلم وغیرہ کی روایات صحیحہ میں آیا ہے، اور امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ محفوظ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں ایک طلاق دی، اسی طرح صالح بن کیسان، موسیٰ بن عقبہ، اسماعیل بن اُمیہ، لیث بن سعد، ابن ابی ذہب، ابن جریج، جابر، اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ (سب کے سب) نے نافع سے روایت کیا کہ حضرت نافع نے فرمایا کہ آپ نے ایک طلاق دی تھی، اسی طرح امام زہری نے عن سالم، عن ابیہ و یونس و الشعبی و الحسن

٤٦٤۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١١) ماجاء فى الطلاق السنة وطلاق البدعة، ص٥٣٠، الحديث:١٤٩٠٧.

روایت کیا اھ۔ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ حدیث ابن عمر سے استدلال کا ساقط ہونا ظہور کی انتہاء میں ہے۔ (مواهب الجليل: ۳/۷۱/۷۲)

تیسرا باطل استدلال:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ نے ذکر کیا ہے۔ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كَانَ الطَّلَاقُ عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ا وَأَبِي بَكْرٍ وَسِنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً،

یعنی، عہدِ رسالت، حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں جو شخص بیک وقت تین طلاقیں دیتا اس کو ایک طلاق شمار کیا جاتا۔

اس سے اگلی روایت میں ہے:

أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَعْلَمُ إِنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، وَثَلَاثاً مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ۔ (٤٦٥)

یعنی، طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ابو الصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا آپ کو علم ہے کہ عہدِ رسالت ﷺ میں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سالوں میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہاں!

فہم مُحدِّثین اور فہم غیر مُقلِّدین میں فرق:

اس حدیث سے غیر مُقلِّدین نے جو سمجھا وہ فہم مُحدِّثین کا غیر ہے ہر عقل مند ان

٤٦٥۔ صحیح مسلم، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص ٥٦٠، الحدیث: ١٥۔١٦(١٤٧٢)

کے مقابلے میں فہم ائمہ حدیث کو ہی ترجیح دے گا چنانچہ مُدرّس احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں:

۱۔ امام نسائی نے اپنی جلالتِ قدر، رسوخِ قدم، شدّتِ فہم کی بنا پر حدیث مذکور سے صرف یہی سمجھا کہ اس میں ''طلاق الثلاث'' سے مراد شوہر کا یہ قول ہے کہ ''تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے'' اور اسی لئے انہوں نے اس حدیث کے لئے باب کا عنوان باندھتے ہوئے فرمایا: ''باب طلاق الثلاث المتفرقۃ قبل الدخول بالزوجۃ'' بیوی سے ہمبستری کرنے سے قبل اُسے تین متفرق (جُدا جُدا) طلاقیں دینے کے بیان میں باب۔ پھر فرمایا خبر دی ہمیں ابو داؤد سلیمان بن سیف نے، وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہمیں ابو عاصم نے از ابن جریج از ابن طاؤس، از طاؤس کہ ابوالصہباء حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا اے ابن عباس! کیا آپ نہیں جانتے کہ تین رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ......الحدیث

۲۔ اسی طرح فہم ابن سریج کہ ان سے ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں نقل کیا کہ یہ تکرارِ لفظ میں وارد ہے جیسا کہ شوہر کہے: ''تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے، تو طلاق والی ہے''، اور پہلے لوگوں کے سینوں کی سلامتی کے سبب ان سے یہ قبول کیا جاتا تھا کہ انہوں نے (ایک کے بعد دوسری بار کہنے سے) تاکید کا ارادہ کیا ہے، پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ زیادہ ہو گئے اور ان میں دھوکہ دہی کی مثل ایسی صفات بڑھنے لگیں جو ان سے تاکید کے دعویٰ کو قبول کرنے سے مانع تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو تکرار کے ظاہر پر محمول فرما دیا پس اُسے ان پر جاری فرما دیا اھ۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا: یہی وہ جواب ہے جسے امام قرطبی نے پسند فرمایا الخ۔

ہمارے شیخ نے ''الأضواء'' میں فرمایا: بہر حال اس دعویٰ کا جزم کہ طاؤس کی مذکور حدیث کا معنی ایک لفظ کے ساتھ تین طلاقیں ہے، یہ ایسا دعویٰ ہے جو دلیل سے خالی ہے جیسا کہ تم نے دیکھا، تو اسے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے اھ (٤٦٦)

اور علماءِ حدیث وفقہ نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔

اس روایت سے استدلال ساقط ہے:

اور مُدرّس حرم مکی احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: جمہور نے اس حدیثِ ابن عباس کے بہت سے جوابات دیئے جو ان میں سے اہم ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تین طلاقیں جو اس حدیث میں مذکور ہیں جنہیں ایک قرار دیا جاتا تھا، اس حدیث کی روایات میں کوئی تصریح نہیں کہ وہ لفظِ واحد کے ساتھ واقع ہے، اور لفظ ''طلاق الثلاث'' سے لغۃً، عقلاً اور شرعاً کسی طرح بھی یہ لازم نہیں آتا کہ وہ لفظِ واحد کے ساتھ ہو، اور جب حدیث شریف میں لفظِ واحد کے ساتھ تین طلاق کا ہونا متعین نہ ہوا تو محلِ نزاع میں اس سے استدلال اصلاً ساقط ہوگیا۔ (٤٦٧)

پہلی بات: غیر مُقلِدین کے جدّ اعلیٰ علامہ ابن حزم نے اس حدیث شریف کے بارے میں خود لکھا کہ

> فليس شئ منه أنه عليه الصلاة و السلام هو الذى جعلها واحدةً أو ردّها إلى الواحدة، ولا أنه عليه الصلاة و السلام علم بذلك فأقرّه، و لا حُجّة إلا فيما صحّ أنه عليه الصلاة و السلام قاله، أو فعله، أو علمه فلم ينكره (٤٦٨)

یعنی، اس حدیث میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی

٤٦٦۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (٣)، كتاب النكاح، ص٧٣۔٧٤

٤٦٧۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (٣)، كتاب النكاح، ص٧٣

٤٦٨۔ المحلّى لابن حزم، كتاب (٨٣) الطلاق، مسئلة (١٩٥٠) من الطلاق الخ، ص١٧٥٥

ہو کہ آپ ﷺ نے تین طلاقوں کو ایک کیا تھا یا ان کو ایک کی طرف لوٹایا تھا اور نہ اس میں یہ چیز موجود ہے کہ آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا اور آپ نے اسے برقرار رکھا اور حُجّت تو صرف اُس چیز میں ہے جو آپ ﷺ نے فرمائی ہو یا کوئی کام کیا ہو یا آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا ہو پھر بھی آپ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

دوسری بات: اگر پھر بھی کوئی غیر مُقلّد یہ کہے کہ نہیں یہ حدیث بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق کے واقع ہونے کی دلیل ہے تو اُنہیں جواب دیا جائے گا کہ

''صحیح مسلم کی روایت غیر صحیح ہے''

پہلی وجہ: قرآن اور احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہونا:

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ ''صحیح بخاری'' اور ''صحیح مسلم'' کی متفق علیہ حضرت عویمر کی حدیث جسے صحاح ستہ کے دیگر ائمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کے علاوہ دیگر احادیثِ صحیحہ اور صحابہ و تابعین کے فتاویٰ سے ثابت ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

اور ''صحیح مسلم'' کی حضرت ابن عباس سے روایت چونکہ قرآن و احادیثِ صحیحہ اور صحابہ کے فتاویٰ کی صراحت کے خلاف ہے اسلئے یہ روایت شاذ اور معلّل ہے اور قابلِ استدلال نہیں ہے۔

امام ابوسلیمان حمد بن محمد خطّابی بُستی متوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں: مجھے حسن بن یحییٰ نے ابن المنذر سے حدیث بیان کی اور اس حدیث کو روایت کیا پھر از ابن عبدالحکم، از ابن وہب، از سفیان ثوری، از عمرو بن مرہ، از سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تھیں کہ وہ تجھ پر حرام ہو گئی، ابن منذر نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق یہ

گمان کیا جائے کہ وہ نبی ﷺ سے کسی شئ کو یاد کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں (٤٦٩)

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں "یہ روایت شاذ ہے پس تحقیق بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی روایات بیان کیں پھر ابن منذر سے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے کوئی بات یاد کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں، پس ترجیح کی طرف لوٹنا متعین ہوگا، اور ایک قول سے بہتر اکثر کے اقوال کو لینا ہے جبکہ اس ایک نے اکثر کی مخالفت کی ہو، اور ابن عربی نے کہا: اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے، تو ایسی حدیث کو اِجماعِ صحابہ پر مُقدَّم کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور فرماتے ہیں: حالانکہ یہ امام نسائی کی روایت کردہ محمود بن لبید کی حدیث کے معارض ہے جس میں تصریح ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو نبی ﷺ نے رد نہیں فرمایا بلکہ تین طلاقوں کو نافذ فرمایا۔" (٤٧٠)

دوسری وجہ:

مُدرّس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث کے جوابات میں سے ایک جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے سیاق کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اسے اجل و معظم لوگ روایت کرتے، اس مسئلہ کی مثل مسائل میں عادت یہ ہے کہ حکم پھیل جائے اور منتشر ہو جائے اور یہاں حالت یہ ہے کہ اس حدیث کو روایت کرنے میں ایک راوی سے ایک منفرد ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ اصول میں ثابت ہے کہ خبر واحد کی جب یہ حالت ہو کہ اس کے نقل کرنے کے دواعی کثرت سے ہوں پھر بھی اسے ایک کے سوا دوسرا نقل نہ کرے، تو یہ

٤٦٩۔ معالم السنن شرح سنن أبی داؤد، المجلد (٢)، الجزء (٣)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص ٢٠٤۔٢٠٥، ٢١٠

٤٧٠۔ فتح الباری، المجلد (١٢)، الجزء (٩)، القسم الثانی، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من جوز الطلاق الثلاث، ص ٤٥٥، الحدیث: ٥٢٦١

بات اس روایت کی عدم صحت پر دلالت کرتی ہے۔

اور ''جمع الجوامع'' میں اس پر عطف کرتے ہوئے کہا کہ جس میں روایت کی عدم صحت پر جزم کیا جاتا ہے، وہ اس معاملہ میں ایک کا نقل کرنا ہے (یعنی خبر واحد) جس معاملہ کی نقل کے دواعی متوافر ہوں (یعنی جب معاملہ ایسا ہو جس میں حکم کے بیان کرنے کے دواعی بہت زیادہ ہوں اس معاملہ میں حکم کو صرف ایک دو روایت کریں تو یہ اس خبر کے صحیح نہ ہونے کی دلیل ہوا کرتی ہے، اور یہ خبر بھی انہی میں سے ایک ہے)۔

اور اسی وجہ سے امام قرطبی نے ''المفہم'' میں فرمایا: یہ وہ وجہ ہے جو اس روایت (یعنی طاؤس کی حضرت ابن عباس سے روایت) کے ظاہر پر عمل کرنے سے رُکنے کا تقاضا کرتی ہے اگرچہ قطعی طور پر اس کے بطلان کا تقاضا نہیں کرتی۔(۴۷۱)

تیسری وجہ: راوی کے عمل یا فتویٰ کا اسکی روایت کے خلاف ہونا:

اس روایت کے شاذ و معلّل ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خود فتویٰ دیا کرتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس کے متعدد فتاویٰ سے ظاہر ہے جو کہ ذکر کیے گئے ہیں۔ لہٰذا حضرت ابن عباس کی یہ روایت ان کے فتاویٰ کے خلاف ہے۔

شارح صحیح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی متوفی ۶۵۶ھ فرماتے ہیں اگر ہم تسلیم کر لیں یہ حدیث مرفوع ہے تب بھی یہ حدیث حجت نہیں، کیونکہ حضرت ابن عباس حدیث کے راوی ہیں اور انہوں نے اپنے عمل اور فتاویٰ سے اس روایت کی مخالفت کی ہے اور آپ کا اس طرح کرنا اُس ناسخ پر دال ہے جو ان کے نزدیک ثابت ہے یا شرعی مانع ہے جس نے انہیں اُس پر عمل کرنے سے روک دیا اور حضرت ابن عباس کی علمی جلالت، ورع و حفظ کی بنا پر ان سے یہ متصوّر نہیں کہ جسے وہ روایت کریں جان بوجھ کر یا غلطی سے اس پر عمل ترک کر دیں۔(۴۷۱ب)

۴۷۱۔ مواهب الجليل من أدلة الخليل، المجلد (٣)، كتاب النكاح، ص ٧٦

۴۷۱ب۔ المفهم، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، باب إمضاء الطلاق الثلاث، ص ٢٤٠، الحديث: ١٥٤١

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف ہے، امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے، اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا، اور میرا گمان ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لئے ترک کیا کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس کی باقی روایات کے مخالف ہے۔(٤٧٢)

"تحقیق عبدالقادر عطا علی السنن الکبریٰ" میں ہے امام ذہبی نے "الکاشف" میں فرمایا امام نسائی نے کہا ابوالصہباء ضعیف ہے اسی بنا پر یہ احتمال ہے کہ امام بخاری نے ابو الصہباء کی وجہ سے اس حدیث کو ترک کر دیا۔(٤٧٣)

جب صحابی کا عمل یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کی نسبت صحابی کی طرف صحیح نہیں، یا پھر اس روایت میں کوئی تاویل ہے چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں: راوی کا عمل جب حدیث کے خلاف ہو تو اس حدیث کی صحت میں طعن کا موجب ہے اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے یا پھر اس حدیث میں تاویل ہے اور اس کا ظاہری معنی مراد نہیں۔(٤٧٤)

طاؤس کی یہ روایت اس کا وہم ہے یا غلطی:

حضرت ابن عباس سے مذکورہ روایت ایسی ہے جسے اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو راوی کے عمل وفتویٰ کا اس کی روایت کے خلاف ہونا لازم آتا ہے لہٰذا قوی ترین بات یہ ہے کہ یہ طاؤس کا وہم ہے۔

امام ابوالعباس احمد قرطبی متوفی ٦٥٦ھ نے لکھا کہ ابوعمر بن عبدالبر نے ایک کلمہ

٤٧٢۔ السنن الکبریٰ للبیهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص١٥٥١، الحديث:١٤٩٧٤

٤٧٣۔ تحقيق عبد القادر عطا على السنن الكبرىٰ، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص١٥٥١، الحديث:١٤٩٧٤

٤٧٤۔ النبراس شرح العقائد، معرفة أحوال الأدلّة، ص٢٣

سے تین طلاق کے لزوم کے متعدد فتاویٰ حضرت ابن عباس سے نقل کرنے کے بعد فرمایا:
حضرت ابن عباس کے لائق نہیں کہ وہ اپنی رائے سے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کریں اور طاؤس کی روایت وہم ہے، غلط ہے۔(٤٧٥)

شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف لکھتے ہیں ائمہ نے حضرت ابن عباس سے جو جماعتِ صحابہ کے موافق روایت کیا ہے وہ روایتِ طاؤس کے وہم ہونے کی دلیل ہے حضرت ابن عباس اپنی رائے سے صحابہ کرام کی مخالفت نہیں کر سکتے۔(٤٧٦)

''تحقیق عبد القادر عطا'' میں ہے صاحبِ استذکار نے ذکر کیا یہ روایت وہم اور غلط ہے۔(٤٧٧)

طاؤس کی روایت کے وہم و غلط ہونے پر واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتویٰ بھی اپنی روایت کے خلاف ہے۔ طاؤس یہ کہا کرتے اگر شوہر اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں تین لفظوں کے ساتھ (یعنی جُدا جُدا) دے دے تو ایک واقع ہوگی اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی غیر مدخول بہا ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور محلِ طلاق نہیں رہتی جو دوسری اور تیسری طلاق واقع ہو سکے۔ طاؤس مدخول بہا کو دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار نہیں دیتے چنانچہ امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاؤُسٍ وَّعَطَاءٍ أَنَّهُمَا قَالَا: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَهِيَ وَاحِدَةٌ۔ (٤٧٨)

یعنی، لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء دونوں نے کہا جب

٤٧٥۔ المفهم، المجلد(٤)، كتاب(١٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث، ص٢٤٠، الحديث:١٥٤١

٤٧٦۔ شرح البخاري لابن بطال، المجلد(٧)، كتاب الطلاق، باب(١٥) من أجاز الطلاق الثلاث، ص٣٩٢

٤٧٧۔ تحقيق عبد القادر عطا على السنن الكبرىٰ، المجلد(٧)، كتاب الخلع و الطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص٥٥١، الحديث:١٤٩٧٤

٤٧٨۔ مصنّف ابن أبى شيبة، المجلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(٢٠) ماقالوا: إذا طلّق امرأته الخ، ص٢١، الحديث:١

کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں الگ الگ
دے دے تو وہ ایک ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتے اس لئے طاؤس کی وہ روایت جسے امام مسلم نے روایت کیا وہم سے خالی نہیں۔

کُتُبِ احادیث میں ہے کہ طاؤس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فتویٰ کا علم ہوا کہ آپ تین طلاقوں کو تین قرار دیتے ہیں تو انہیں بڑا تعجب ہوا، چنانچہ امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ معمر سے اور وہ ایوب سے روایت کرتے ہیں، ایوب نے فرمایا: حکم بن عتبہ مکہ مکرمہ میں امام زہری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، پھر امام زہری سے اس باکرہ کا مسئلہ پوچھا جسے تین طلاقیں دے دی گئی ہوں؟ تو امام زہری نے فرمایا کہ یہی سوال حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا: فَكُلُّهُمْ قَالَ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ تو سب نے مُتفقہ طور پر یہی جواب ارشاد فرمایا کہ وہ عورت اُسے حلال نہ ہو گی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، راوی ایوب فرماتے ہیں پھر حکم بن عتبہ وہاں سے نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ طاؤس کے پاس آئے جب کہ وہ مسجد میں تھے تو ان سے اسی مسئلہ میں حضرت ابن عباس کا قول دریافت کیا تو انہوں نے حکم کو حضرت ابن عباس کا قول بتایا، تو حکم نے طاؤس کو امام زہری کا قول بتایا۔ راوی (ایوب) فرماتے ہیں میں نے طاؤس کو دیکھا کہ وہ (تینوں صحابہ کا مُتفقہ قول سُن کر) متعجب ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا بخدا (پہلے) ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے ایک قرار دیا کرتے تھے۔(۴۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ طاؤس کو حضرت ابن عباس کے حوالے سے پہلے غلط فہمی تھی تبھی تو انہوں نے حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور ابن عمرو رضی اللہ عنہم کے فتویٰ کو سُن کر

۴۷۹۔ المصنّف لعبد الرزاق، المجلد (٦)، کتاب (١٧) الطلاق، باب (١٧) طلاق البکر، ص ٢٦٣، الحدیث: ١١١٢٢

کر ان کو تعجب ہوا۔ اور یہ نہیں ہو سکتا کہ طاؤس کو حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ کا صحیح مؤقف معلوم ہو جائے پھر بھی وہ ان کا غیر صحیح مؤقف بیان کرتے رہیں، لہٰذا صحیح مسلم کی روایت وہم سے خالی نہیں ہے۔

کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جائے۔ اور اگر ''صحیح مسلم'' کی مذکور روایت پیش کی جائے تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں آپ ﷺ کے کسی فرمان کا ذکر نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ روایت ثابت اور صحیح نہیں ہے، طاؤس کا وہم ہے خود غیر مُقلِّدوں کے مشہور عالم قاضی شوکانی نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا حضرت ابن عباس کے تمام شاگردوں نے حضرت ابن عباس سے طاؤس کے برخلاف روایت کیا ہے۔ سعید بن جبیر، مجاہد اور نافع نے حضرت ابن عباس سے اس کے برخلاف روایت کیا ہے۔ (٤٨٠)

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی پر عہدِ رسالت کے معمول کی مخالفت کا الزام اور تمام صحابہ پر تہمت لگانے سے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ایک معقول وجہ طاؤس کے وہم کی بنیاد پر اس روایت سے استدلال کو ترک کر دیا جائے۔

یہ حدیث مضطرب ہے:

اس حدیث کے غیر صحیح اور غیر معتبر ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے جیسا کہ شارح صحیح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ٦٥٦ھ (٤٨١) اور ان کے حوالے سے شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ھ (٤٨٢) لکھتے ہیں ''یہ حدیث

٤٨٠۔ نیل الأوطار، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی طلاق البتة وجمع الثلاث الخ، ص١٢٢٨

٤٨١۔ المفهم، المجلد(٤)، کتاب(١٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص٢٤١، الحدیث:١٥٤١

٤٨٢۔ فتح الباری، المجلد(١٢)، الجزء(٩)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوّز الطلاق الثلاث، ص٤٥٦، الحدیث:٥٢٦١

مضطرب ہے اضطراب اس حدیث کے راوی ابو الصہباء سے بھی ہے اور طاؤس سے بھی۔اور کثرتِ اختلاف و کثرتِ تناقض سے ثقاہت اٹھ جاتی ہے الخ۔''

یہ حدیث منسوخ ہے:

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں سے خطاب فرمایا یہ وہ لوگ تھے عہدِ رسالت میں جو مسئلہ گذر چکا تھا اس سے بخوبی واقف تھے۔ان میں سے کسی نے انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اس کو کسی دلیل سے باطل کیا تو یہ اس کے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک سمجھنے کے) منسوخ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہوگئی۔(۴۸۳)

• شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ امام طحاوی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اگر تم کہو حدیث کے منسوخ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منسوخ نہیں کر سکتے اور نبی ﷺ کے بعد کوئی چیز کیسے منسوخ ہو سکتی؟ تو جواب یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو کسی صحابی سے انکار واقع نہ ہونے سے یہ مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی ہو گیا اور صحابہ کرام کا اجماع حُجّت ہونے میں خبر مشہور سے بھی زیادہ قوی ہے اگر تُو کہے نسخ پر اجماع ان کی اپنی طرف سے ہے تو جواب یہ ہے کہ ممکن ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کوئی ایسی نص ظاہر ہوئی ہو جس نے نسخ کو واجب کیا ہو اور وہ نص ہماری طرف نقل نہ کی گئی ہو اس لئے کہ امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کی جو حدیثیں روایت کی ہیں وہ اس حدیث (یعنی ابو الصہباء کی روایت) کے منسوخ ہونے کی شہادت دیتی ہیں۔(۴۸۴)

۴۸۳۔ شرح معانی الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، کتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل طلّق امرأته ثلاثاً، ص۵٦، الحدیث:٤٤٦٥

۴۸۴۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المجلد(۱٤)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز الطلاق الثلاث، ص۲۳٦

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۵۵ھ لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے (بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی) جو روایات ذکر کی جاتی ہیں، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ابوالصہباء والی روایت منسوخ ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تین طلاقوں کا حکم جاری فرمانا اور اس پر عمل درآمد ہونا ان کے نزدیک ثبوتِ ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں پوشیدہ رہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو روایات کی ہیں خود اس کے خلاف ان کا فتویٰ صحیح طور پر ثابت ہے۔(۴۸۵)

اور شارح مسلم امام ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ جس حدیث کے منسوخ ہونے پر جمع ہو جائیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ ہم کہتے ہیں وہی قبول کیا جائے گا اسلئے کہ اُن کا اِجماع ہی حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی طرف سے ہی بغیر کسی قوی دلیل کے حدیث کو منسوخ کرتے تھے تو معاذ اللہ! (اللہ کی پناہ) کیونکہ وہ اس سے معصوم ہیں کہ اُن کا اِجماع خطاء پر ہو۔(۴۸۶)

شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: امام مسلم کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طاؤس کی حدیث کے علماء کرام نے جو جوابات دیئے ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے، اور بعض صحابہ نسخ پر مطلع نہ ہوئے مگر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں وہ اس نسخ پر مطلع ہوئے)۔

اور اس حدیث کے لئے نسخ کے دعویٰ میں کوئی اشکال نہیں، اور اس سے بڑی دلیل نہیں کہ صحابہ کرام نے اس پر اجماع کیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع اس کی

۴۸۵۔ تفسیر مظہری، المجلد(۱)، سورۃ البقرۃ، ص۳۰۲

۴۸۶۔ شرح مسلم للنووی، المجلد(۵)، الجزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص۶۱، الحدیث:۱۵-۱۶(۱۴۷۲)

دلیل ہے وہ ناسخ پر مطلع ہوئے جن کو وہ نہ جانتے تھے، پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دادی کی میراث کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی قضاء نہ پہنچی یہاں تک کہ انہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جنین کی دیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی قضاء کا علم نہ تھا یہاں تک کہ انہیں ان دونوں نے خبر دی، اور انہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ''ہجر'' کے مجوسیوں سے جزیہ لیا اور اس کا ان کے پاس علم نہ تھا، یہ کثیر واقعات میں سے تھوڑے ہیں۔

تین طلاق کے بعد رجوع کے منسوخ ہونے پر مخالف کا تعجب ختم نہ ہو، اس دعویٰ سے کہ نسخ خلافتِ عمر کے ابتدائی سالوں کے بعد ظاہر ہوا اور یہ اس وقت ہوا جب ان میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا، (بلکہ یہ) اس کا اقرار ہے کہ نکاح متعہ میں بھی اس کی مثل وارد ہے، پس بے شک امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مُتعہ عہد نبی ﷺ، اور عہدِ ابی بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی ایام میں کیا جاتا تھا، حضرت جابر نے فرمایا: ''پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روک دیا پس ہم رک گئے''۔

ہمارے شیخ نے ''الأضواء'' میں فرمایا کہ یہ (یعنی مُتعہ کا معاملہ) بالکل اسی کی مثل جو طلاق ثلاثہ میں واقع ہوا، ایک عجیب بات ہے کہ (بزعم خود) انصاف پسند دونوں (یعنی تین طلاقوں کے رجوع کے منسوخ ہونے اور جوازِ متعہ کے کُلی منسوخ ہونے) میں سے ایک میں امکانِ نسخ قبول کر لے اور دوسرے میں نسخ کے محال ہونے کا دعویٰ کرے باوجود اس کے کہ امام مسلم نے دونوں کو جلیل القدر صحابی سے روایت کیا کہ یہ امر زمانہ نبوی وابی بکر وخلافتِ عمر کے ابتدائی سالوں میں کیا جاتا تھا، یہ اس مسئلہ میں ہے جس کا تعلق خُروج سے ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو متغیر کر دیا، ہمارے شیخ فرماتے

ہیں جو مُتعہ کے نسخ کو جائز قرار دے اور تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کے منسوخ ہونے کو محال جانے تو اُسے کہا جائے گا کیا ہے کہ تیرا بائع تجارت کرے اور میرا بائع تجارت نہ کرے، اگر کہے کہ مُتعہ کے نسخ کی نصّ صحت کے ساتھ ثابت ہے تو ہم کہیں گے تم نے تین طلاق دے دینے کے بعد مراجعت کے منسوخ ہونے کی روایات دیکھی ہیں اھ۔ (یعنی وہ بھی صحت کے ساتھ ثابت ہیں)

میں کہتا ہوں تین طلاق دے دینے کے بعد رجعت کے منسوخ ہونے پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی اس زمانے میں کثرت تھی، انہوں نے اپنے وافر علم، دین پر غیرت، شدّتِ تقویٰ کے باوجود بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انکار نہیں کیا، وہ تو اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ یہی قول ان کی کثرت سے ثابت ہے، جیسے حضرت ابن عباس، عمر، ابن عمر اور بے شمار (صحابہ و تابعین) ملخصاً۔(۴۸۷)

مُدرِس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی مزید لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ وہ ناسخ جس نے تین طلاقیں دے دینے کے بعد رجوع کو منسوخ کر دیا، بعض علماء نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ جیسا کہ غیر محل میں مبنی آیا ہے، اور اس ناسخ کی مثل ناسخ کو کثیر لوگوں کا خلافتِ فاروقی تک نہ جاننے کو نہ عقلاً کوئی مانع ہے اور نہ عادۃً جیسا کہ جوازِ مُتعہ کے نسخ کو خلافتِ فاروقی تک کثیر لوگوں نے نہ جانا، باوجود اس کے کہ نبی ﷺ نے اس کے منسوخ ہونے اور قیامت تک حرام ہونے کی تصریح فتح مکہ اور خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمائی جیسا کہ ''صحیح مسلم'' کی روایت میں آیا۔(۴۸۸)

اگر کوئی یہ کہے کہ اس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے منسوخ کیا ہے تو شارح

۴۸۷۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (۳)، كتاب النكاح، ص۷۴۔۷۵

۴۸۸۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (۳)، كتاب النكاح، ص۷۵۔۷۶

صحیح مسلم امام حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ،(۴۸۹) علامہ یحیٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ(۴۹۰) اور شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ (۴۹۱) فرماتے ہیں: یہ نہایت غلط اور قبیح گمان ہے کیونکہ حضرت عمرؓ اپنی رائے سے کبھی بھی منسوخ نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ اس طرح کرتے حالانکہ ان کی ذات اس تہمت سے بری ہے تو صحابہ کرام بھی اس کے انکار کی طرف سبقت کرتے۔

ایک غلط فہمی:

امام شافعی فرماتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شے تھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی بات کہہ دی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاحِ متعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے تھے اور ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے فروخت کرنے میں اور اُمہاتِ اولاد کی بیع کے معاملے وغیرہ میں، تو وہی ابن عباس رضی اللہ عنہما ایسے امر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کیسے کر سکتے ہیں جس امر کے خلاف نبی ﷺ سے مروی ہو۔(۴۹۲)

تو معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا تین طلاقوں کو ایک قرار دینا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی نہیں اگر مروی ہے تو ان کے نزدیک بھی منسوخ ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس امر میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت ضرور کرتے، حالانکہ آپ فتویٰ تین طلاقوں کے وقوع کا ہی دیا کرتے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اس امر میں

۴۸۹۔ إكمال المعلم، المجلد(٥)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٢٠، الحديث:١٥-١٦-١٧ (١٤٧٢)

۴۹۰۔ شرح مسلم للنووی، المجلد(٥)، الجزء(١٠)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٦١، الحديث:١٥-١٦(١٤٧٢)

۴۹۱۔ فتح البارى شرح صحيح البخارى، المجلد(١٢)، الجزء(٩) القسم الثانى، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوّز الطلاق الثلاث، ص٤٥٥، الحديث:٥٢٦١

۴۹۲۔ مواهب الجليل: ٧٤/٣

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلاف کرنے والے نہ تھے۔

یہ حدیث حُجت نہیں ہے:

"تحقیق عبد القادر عطا" میں ہے اگر یہ روایت حضرت ابن عباس سے مروی ہو تب بھی اُن صحابہ پر حُجت نہیں جو حضرت ابن عباس سے بڑے اور ان سے زیادہ علم والے ہیں (کیونکہ ان کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں) اور وہ حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود اور ابن عمر وغیرہم ﷺ ہیں۔(۴۹۳)

اس روایت کو علماء نے قبول نہیں کیا:

حافظ علاؤ الدین بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ لکھتے ہیں کہ علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ طاؤس کی یہ روایت وہم اور غلط ہے۔ علماء میں سے کسی نے اس کو قبول نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس سے طاؤس کی یہ روایت اس لئے صحیح نہیں کہ ثقہ راویوں نے حضرت ابن عباس سے اس کے خلاف روایت کیا ہے(۴۹۴)

مُدرّس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے جوابات دیئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طاؤس کی روایت اس کے مخالف ہے جو حضرت ابن عباس کے اصحاب حفّاظ نے آپ سے روایت کیا ہے پس تحقیق بیک دی گئی تین طلاقوں کے لازم ہونے کو حضرت ابن عباس سے (آپ کے شاگرد) حضرت سعید بن جبیر، عطا بن ابی رباح، مجاہد، عکرمہ، عمرو بن دینار، مالک بن الحارث، محمد بن ایاس بن البکیر اور معاویہ ابن ابی عیاش انصاری نے روایت کیا جیسا کہ اسے امام بیہقی نے "السنن الکبریٰ" میں اور امام قرطبی وغیرہما نے نقل کیا۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لئے

۴۹۳۔ تحقیق عبد القادر عطا علی السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص۵۵۱، الحدیث: ۱۴۹۷۴

۴۹۴۔ الجوهر النقی علی هامش السنن الکبریٰ للبیهقی: ۷/۳۳۷۔۳۳۸

روایت نہیں کیا کہ یہ ان حضرات کی حضرت ابن عباس سے روایت ہے، اوراثرم فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ سے حدیث ابن عباس کہ ''رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ اور عہدِ ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما میں تین طلاقیں ایک طلاق تھی'' کے بارے میں پوچھا کہ اس (روایت پر) عمل کو کس چیز کے ساتھ ترک کرو گے؟ فرمایا: لوگوں کی حضرت ابن عباس سے مذکورہ روایت کے خلاف روایت سے (۴۹۵)

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل:

پہلا احتمال:

اگر اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو یہ حدیث غیر مدخول بہا (یعنی وہ عورت جس سے نکاح کے بعد مقاربت یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) کے بارے میں ہے چنانچہ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث متوفی ۲۵۷ھ روایت کرتے ہیں ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا، کیا آپ کو معلوم نہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیتا تو عہدِ رسالت، عہدِ صدیق اور عہدِ فاروقی کے شروع زمانے میں ان تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیا جاتا تھا:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلٰی، كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَ بِهَا جَعَلُوْهَا وَاحِدَةً عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِیْ بَكْرٍ وَّ صَدْراً مِّنْ إِمَارَةِ عُمَرَ۔ (۴۹۶)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں! جب کوئی شخص اپنی بیوی کی مقاربت سے قبل تین طلاقیں دیتا تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں اور

۴۹۵۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (۳)، كتاب النكاح، ص۷٦

۴۹٦۔ سنن أبي داؤد، المجلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۵۰، الحديث: ۲۱۹۹

حضرت عمر کی خلافت کے شروع میں تین کو ایک قرار دیتے تھے۔

اس حدیث شریف نے ''مسلم شریف'' کی حدیث کی وضاحت وشرح کردی کہ جب غیر مدخول بہا کو اس طرح طلاق دی جاتی تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی۔ اسلئے کہ وہ پہلی طلاق سے نکاح سے باہر ہو جاتی۔ جب نکاح ہی نہ رہتا تو بقیہ طلاقیں کس پر پڑتیں۔ یہ حکم آج بھی جاری ہے ہاں اگر تین طلاقیں اس طرح دی جائیں تجھے تین طلاقیں ہیں تو غیر مدخول بہا پر بھی تینوں ہی واقع ہو جائیں گی جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تینوں کے نفاذ کا حکم فرمایا۔

تو طاؤس کی یہ روایت اس غیر مدخول بہا (یعنی وہ عورت جس سے نکاح کے بعد ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) کے بارے میں ہے جسے تین طلاقیں جُدا جُدا دی گئی ہوں تو وہ عورت پہلی طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے اور باقی دو لغو ہو جاتی ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے عنوان دوسرا باطل استدلال کے تحت ذکر کردہ دوسری حدیث روایت کی اور اس باب کا عنوان یہ بنایا کہ:

بَابُ طَلَاقِ الثَّلَاثِ الْمُتَفَرِّقَةِ قَبْلَ الدُّخُولِ بِالزَّوْجَةِ (۴۹۷)

یعنی، بیوی کو مقاربت سے قبل متفرق طور پر تین طلاقیں دینے کا بیان

اور شارح صحیح مسلم امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں ''امام ابوداؤد کی ابوالصہباء سے روایت غیر مدخول بہا کے بارے میں ہے یہ تابعین اور حضرت ابن عباس کے تلامذہ کی ایک بڑی جماعت کا مذہب ہے اور انہوں نے روایت کیا ہے کہ تین طلاقیں (جبکہ جُدا جُدا دی جائیں) غیر مدخول بہا پر واقع نہیں ہوتیں کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہونے کی وجہ سے ایک طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے''۔ (۴۹۸)

۴۹۷۔ السنن الکبریٰ للنسائی، المجلد (۳)، کتاب (۴۴) الطلاق، باب (۹) طلاق الثلاث المتفرّقة الخ، ص ۳۵۱، الحدیث: ۵۵۹۹/۱

۴۹۸۔ إکمال المعلم، المجلد (۵)، کتاب (۱۸) الطلاق، باب (۲) طلاق الثلاث، ص ۲۱، الحدیث: ۱۵-۱۶-۱۷ (۱۴۷۲)

شارح صحیح بخاری امام بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فَأَجَابَ قَوْمٌ عَنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ الْمُتَقَدِّمِ أَنَّهُ فِي غَيْرِ مَدْخُولٍ بِهَا۔(۴۹۹)

یعنی، حضرت ابن عباس کی جو حدیث بیان ہو چکی ہے علماء کی ایک جماعت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث غیر مدخول بہا عورت کے بارے میں ہے

شارح صحیح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں ''علماء نے اس حدیث کو غیر مدخول بہا کے بارے میں قرار دیا ہے کیونکہ وہ (جُدا جُدا طلاق کے الفاظ کہنے کی صورت میں) ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے جیسا کہ اس پر حدیث ابی داؤد، دال (دلالت کرتی) ہے''۔(۵۰۰)

اور غیر مُقلِّد مولوی حافظ عبد اللہ روپڑی نے لکھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مسلم والی حدیث کا ظاہر اگرچہ اسی کو چاہتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہوں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہے، وہ تین کو تین ہی کہتے ہیں جیسے ''ابو داؤد'' ۲۹۹/ج ۱، اور ''منتقی'' ۲۳۷، وغیرہ میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ اس کے خلاف ہونا قوی شبہ ڈالتا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں، شاید اس سے غیر مطوءۃ (وہ عورت جس سے نکاح کے بعد ہمبستری نہیں ہوئی) مراد ہو جس کو یوں طلاق دی گئی ہو أَنْتِ طَالِقٌ، أَنْتِ طَالِقٌ (۵۰۱)

۴۹۹۔ عمدۃ القاری شرح بخاری، المجلد(۱۴)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز الطلاق الثلاث، ص۲۳۶

۵۰۰۔ المفهم، المجلد(۴)، کتاب(۱۶) الطلاق، باب(۳) إمضاء الطلاق الثلاث من کلمة، ص۲۴۳، الحدیث:۱۵۴۱

۵۰۱۔ رسالہ ایک ھی مجلس میں تین طلاقیں، ضمیمہ تنظیم أهلحدیث روپڑ/۳، بحوالہ عمدۃ الأثاث، ص۹۲

دوسرا احتمال:

شارح صحیح بخاری امام شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ لکھتے ہیں ''حدیث ابن عباس کے ان الفاظ کَانَ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ وَاحِدَةً (تین طلاق ایک تھی) سے مراد یہ ہے کہ لوگ عہدِ رسالت میں ایک طلاق دیا کرتے تھے اور جب عہدِ فاروقی آیا تو تین طلاقیں دینے لگے حاصل کلام یہ ہے کہ عہدِ فاروقی میں تین طلاقیں دی جانے لگیں جو اس سے قبل ایک دی جاتی تھی وہ لوگ اصلاً تین طلاق دینے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور تین طلاق کا استعمال نادر تھا مگر عہدِ فاروقی میں تین کا استعمال کثرت سے ہونے لگا اور اس حدیث کے لفظ أَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ (اسے ان پر جاری کر دیا) کا معنی یہ ہے کہ اس میں وقوعِ طلاق کا حکم نافذ فرمایا جو پہلے بھی نافذ تھا۔'' (۵۰۲)

تیسرا احتمال:

اگر اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے شارح صحیح مسلم امام یحیٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں ''عہد رسالت اور خلافتِ صدیقی میں جو کوئی بغیر نیت تاکید واستیناف (یعنی ازسرِنو) اپنی بیوی سے کہتا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، تو از سرِ نو کا ارادہ قلیل ہونے کی وجہ سے اس کو غالب پر جو تاکید تھا اس پر محمول کیا جاتا (یعنی ایک طلاق قرار دیا جاتا)، مگر زمانۂ فاروقی میں لوگ کثرت سے اس طرح تین طلاقیں دینے لگے اور تین کا ارادہ غالب ہوا تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے تین طلاق دینے سے تین طلاقوں کے وقوع کا حکم لگایا گیا۔'' (۵۰۳)

شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں یہ حدیث خاص صورت میں وارد ہوئی ابن سریج وغیرہ نے کہا یہ حدیث تکرارِ لفظ میں وارد ہے جیسے مرد

۵۰۲۔ إرشاد الساری شرح صحیح البخاری، المجلد(۸)، کتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، ص۱۳۲

۵۰۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی، المجلد(۵)، الجزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص۶۱، الحدیث:۱۵-۱۶(۱۴۷۲)

کہے تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق پہلے جب لوگوں کے سینے سلامت تھے۔ تو ان سے یہ بات قبول کر لی جاتی کہ انہوں نے تاکید کا ارادہ کیا ہے جب عہدِ فاروقی میں لوگ زیادہ ہو گئے اور ان میں دھوکہ وغیرہ جیسی باتیں بڑھ گئیں جو قبولِ تاکید کو مانع ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو ظاہر تکرار پر محمول کر دیا اور لوگوں پر جاری کر دیا۔ امام نووی نے فرمایا کہ تمام جوابات میں یہ جواب صحیح تر ہے۔ علامہ قرطبی نے اسی جواب کو پسند فرمایا، اسی بات کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ سے اشارہ فرمایا کہ ''لوگوں نے اس امر میں جلدی کی جس میں انہیں رخصت دی گئی تھی۔'' (٥٠٤)

شارح صحیح مسلم امام یحیٰی بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں ''کہا گیا کہ حضرت ابن عباس کی اس روایت سے مراد یہ ہے کہ زمانۂ اول میں معتاد ایک طلاق تھی (یعنی لوگوں کی عادت ایک طلاق دینے کی تھی) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ تین طلاقیں دینے لگ گئے تو آپ نے تین ہی نافذ فرما دیں اس بناء پر یہ روایت لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے نہ کہ ایک مسئلے میں تغییر کی خبر۔ (٥٠٥)

لہٰذا صورت مسئولہ بدلنے سے یہ حکم بدل گیا جیسے قرآن میں آٹھ مصارف زکوٰۃ بیان ہوئے مؤلّفۃُ القلوب (کفار مائل باسلام) کو بھی زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی مگر زمانۂ فاروقی میں صحابہ کرام کا اِجماع ہو گیا کہ مصارفِ زکوٰۃ صرف سات ہیں مؤلّفۃُ القلوب خارج، جب مؤلّفۃُ القلوب کو زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی تھی اس وقت مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی اس لئے کفار کو زکوٰۃ دے کر اسلام کی طرف مائل کیا جاتا۔ اس عہد میں نہ قِلّت رہی نہ کمزوری۔ لہٰذا ان کو زکوٰۃ دینا بند کر دیا گیا۔ وجہ بدلنے سے حکم بدلا، نسخ نہیں کیا گیا۔ اب تک زید فقیر تھا اسے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا گیا اب غنی ہو گیا تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہو گیا۔ کپڑا ناپاک تھا اس سے نماز ناجائز قرار دی، اب

٥٠٤۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، المجلد(١٢)، الجزء(٩)، القسم الثانی، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوّز الطلاق الثلاث، ص ٤٥٦

٥٠٥۔ شرح مسلم للنووی، المجلد(٥)، الجزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص ٦١، الحدیث: ١٥-١٦(١٤٧٢)

پاک ہوگیا تو اس سے نماز جائز ہوگئی۔ آج کل خاص طور پر ہمارے بلاد (ملکوں) میں کوئی طلاق کی تاکید کو جانتا تک نہیں ہے۔ تین ہی کی نیت سے تین طلاقیں دیتے ہیں تعجب ہے صورت مسئلہ کچھ اور ہے لوگ حکم کچھ اور لگا دیتے ہیں۔(۵۰۶)

ایک اعتراض: امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ آپ کا یہ حکم سیاسی تھا اور آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سنّت کو بدل دیا۔

جواب: اس کا جواب ہم انہی کے مشہور غیر مُقلِد عالم مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کی زبانی دیتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ تصور دلانا کہ انہوں نے معاذ اللہ! آنحضرت ﷺ کی سنّت کو بدل ڈالا بہت بڑی جرأت ہے۔ واللہ! اس عبارت کو نقل کرتے وقت ہمارا دل دہل گیا اور حیرانی ہوگئی کہ ایک شخص جو خود مسئلہ کی حقیقت نہیں سمجھتا وہ خلیفۂ رسول ﷺ کی نسبت یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ سنّت کے بدلنے میں اس قدر جری تھا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، اس حکم کے سیاسی سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور پیچ در پیچ غلطیوں کے سلسلے میں پڑ گئے ہیں۔ یہ کہنا کہ خلیفہ کے بعد اس کے بحال رہنے یا نہ رہنے میں اختلاف ہوا سراسر غلط اور ایجادِ بندہ ہے۔ مُحدِّثین کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ وہ اسے سیاسی حکم کہتے تھے بالکل غلط ہے اور یہ ایجادِ بندہ ہے۔ جو گروہ اس حکم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت کرتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم محض سیاسی تھا اور نہ یہ کہتا ہے کہ وہ سیاسی حکم اب بھی بحال رہنا چاہئے بلکہ وہ تو اسے اس لئے مانتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔ جناب نے جو یہ فرمایا کہ مُحدِّثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں اس جگہ مُحدِّثین سے ہم جمیع مُحدِّثین لیں جو بجا ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور ان کے مثل دیگر ائمہ مُحدِّثین رحمہم اللہ تعالیٰ جن کے اسماء گرامی لکھنے میں خوفِ طوالت ہے مُحدِّثین کی فہرست میں شامل

۵۰۶۔ تمامہ فی ضمیمۃ جاء الحق، (حصہ(۱)، رسالہ طلاق، ص ۴۶۳

ہیں یا نہیں؟ اگر شامل ہیں تو یہ بات کلیتہً تو درست نہ ہوئی کہ مُحدِّثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں کیونکہ سب ائمہ مذکورین صورتِ زیرِ سوال میں تین طلاق پڑنے کے قائل ہیں۔ اور وہ اس کے دلائل شرعیہ بیان کرتے ہیں، کیا جناب مہربانی فرما کر ان بزرگان دین کی تصریحات بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے جہاں انہوں نے اس حکم فاروقی کو محض ایک سیاسی حکم قرار دیا ہو اور مذہبی نہ سمجھا ہو اور پھر اسے بحال رکھا ہو۔ ہمیں بار بار اپنے قصورِ علم کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں ایسی کوئی تحریر نہ ملی جس میں مذکور ہو کہ ائمہ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو محض ایک سیاسی حکم سمجھا۔ اور اگر لفظ مُحدِّثین سے جناب کی مراد بعض مُحدِّثین ہوں تو اس صورت میں ہم گزارش کریں گے کہ جناب اس کے حوالے کی بھی تکلیف گوارہ کر کے اور ہم پر احسان کر کے ثواب دارین حاصل کریں کہ وہ کونسے مُحدِّثین ہیں جنہوں نے آپ کی طرح اسے سیاسی مداخلت فی الدین سمجھا ہو بقول آپ کے جائز مداخلت ہو اور اگر مُحدِّثین سے آپ کی اپنی ذات گرامی اور اس زمانے کے دیگر علماءِ اہلحدیث مراد ہیں تو بے ادبی معاف! مجھے آپ کو اور ان کو مُحدِّثین کہنے میں تامل ہے، دورہ میں صحاح ستہ کی سطروں پر نظر گزار دینے سے مُحدِّث نہیں بن سکتے۔ آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کہ متقدمین میں سے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ''موطا''، پھر امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ''کتاب الام'' پھر متاخرین میں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ''ازالۃ الخفا'' ملاحظہ فرمایئے، جن کے بعد اس وقت تک ہندوستان میں تو ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ اس کو امام کہہ سکیں اور دوسرے ممالک کا حال خدا جانے۔ ان سب کتب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت دلائل شرعیہ سے کی گئی ہے (۵۰۷)

ایک سوال: کیا حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیک وقت دی

۵۰۷۔ طلاق ثلاث، ایک سوال ایک جواب، ص ۷۱۔۷۲۔۷۳ (بحوالہ اخبار الحدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء، بحوالہ ازہار مربوعہ بحوالہ عمدۃ الأثاث/۹۷۔۹۸)

گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے کے فیصلے کیا کرتے تھے، اگر کیا کرتے تھے تو یہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ کسی صحیح حدیث میں بھی اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ حضور ﷺ یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین طلاق کو ایک قرار دیا ہو چنانچہ مشہور غیر مُقلّد مولوی ابو سعید شرف الدین دہلوی نے ''مسلم شریف'' کی مذکورہ بالا روایت کے بارے میں لکھا کہ اس (سے) استدلال میں چند وجوہ کلام ہے۔ اول یہ کہ اس میں مجلسِ واحد کا ذکر ہی نہیں۔ عام اس سے کہ مجلس ایک ہو یا تین بلکہ اطہار ثلاثہ ہوں یا نہ، اور جس روایت ''مسند احمد'' میں مجلس واحد کا ذکر ہے وہ صحیح نہیں، اس کی سند بروایت عکرمہ بن عمران بن حصین ہے (جب کہ اصل روایت میں داوٗد بن حصین ہیں) جس کو محدِّثین حافظ ابن حجر وغیرہ نے لکھا کہ ایسی روایت خصوصاً صحیح نہیں ہوتی، ملاحظہ ہو ''تقریب التہذیب'' ...... سوم یہ کہ اس میں یہ تفصیل نہیں کہ یہ تین طلاق والے مقدِمات رسول اللہ ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہما کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہوتا تھا اور یہ روایت کسی میں نہیں ہے إِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ (جب کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے تو یقیناً ایسی کوئی روایت نہیں ہے)۔ چہارم یہ کہ حدیث ''صحیح مسلم'' کی ایسی ہے جیسے دوسری حدیث ''صحیح مسلم'' کی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے:

قَالَ عَطَاءٌ: قَدِمَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مُعْتَمِرًا، فَجِئْنَا فِیْ مَنْزِلِه، فَسَأَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ أَشْيَاءَ، ثُمَّ ذَكَرُوا الْمُتعَةَ، فَقَالَ: نَعَمْ: اسْتَمْتَعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ انتهی۔ و فی روایة أخرىٰ بعده: ثُمَّ نَهَانَا عُمَرُ فَلَمْ نَعُدْ لَهُمَا

یعنی، لوگوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ''متعۃ النساء'' کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ ہم آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں مُتعہ کیا کرتے تھے، اور ایک

روایت میں ہے کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں منع فرمایا اور پھر ہم اس طرح رُک گئے۔

پس جو جواب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی "متعۃ النساء" کے جواز وعدم جواز کا ہے وہی حدیث ابن عباس کا اگر یہ (یعنی تین طلاق کو ایک قرار دینا) جائز ہے تو پھر "متعۃ النساء" بھی جائز ہے و لا یقول به المُحدِّثون (یعنی، اور مُحدِّثین اس "متعۃ النساء" کے جواز کا قول نہیں کرتے)۔(۵۰۸)

ایک اشکال: غیر مُقلِّد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اس فیصلے پر ندامت ہوئی تھی اور وہ دلیل کے طور پر "اغاثة اللهفان". (۳۳٦/۱) سے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: مَا نَدِمْتُ عَلَى شَيْءٍ نَدَامَتِي عَلَى ثَلَاثٍ أَنْ لَا أَكُونَ حَرَّمْتُ الطَّلَاقَ الخ یعنی، میں ان تین چیزوں کے علاوہ کسی اور پر اتنا نادم نہیں ہوا کہ جتنا ان تین باتوں پر نادم ہوا ہوں، ایک یہ کہ میں طلاق کو حرام نہ کرتا الخ

جواب: یہ روایت قابلِ استدلال نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی "خالد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن اَبی مالک" ہے، جمہور مُحدِّثین نے اس کی تضعیف کی ہے چنانچہ امام یحیٰی نے اس راوی کے متعلق فرمایا: لیس بشیء، امام نسائی نے فرمایا کہ وہ ثقہ نہیں، امام دار قطنی نے فرمایا: وہ ضعیف ہے، امام ابو داؤد نے اسے ضعیف کہا اور ایک مرتبہ متروک الحدیث فرمایا اور امام یعقوب بن سفیان نے فرمایا کہ وہ ضعیف ہے اور مُحدِّث ابن جارود، امام ساجی، اور حافظ عقیلی نے بھی انہیں ضعفاء میں ذکر کیا جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے "تهذيب التهذيب" (۵۰۹) میں نقل کیا ہے۔

حدیث ابن عباس سے عدم تمسّک:

علامہ عبدالحمید محمود طہماز لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تین طلاقوں

۵۰۸۔ فتاویٰ ثنائیہ، المجلد (۲)، کتاب النکاح، باب هفتم، ص ۲۱٦۔۲۱۷

۵۰۹۔ تهذيب التهذيب، المجلد(۲)، حرف الخاء، خالد بن يزيد، ص ۸۰۔۸۱

کے وقوع کا فتویٰ صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماءِ دین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی اس حدیث سے تمسک سے اِعراض کرتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی مختلف تاویلیں کی ہیں الخ(۵۱۰)

ایک بے بنیاد الزام: ان کے جھوٹوں میں سے ایک بڑا جھوٹ یہ بھی ہے کہ لکھتے ہیں: حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی تجویز کردہ سزا (کہ تین طلاقیں تین ہی قرار پائیں گی) لوگوں کے لئے کچھ دنوں تک متواتر رہی پھر صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضرت عمر کے اس حکم سے خُروج سے احتراز کیا، مگر دوسرے گروہ نے اس حکم کو تعزیر وزجر ہی سمجھا، چنانچہ طلاق دینے والے کی حالت کو سامنے رکھ کر کبھی انہوں نے ایک طُہر کی تین طلاقوں کو لازم کر دیا، کبھی اُسے ایک قرار دیا الخ(۵۱۱)

یہ حضرت عمر اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر الزام اور دین متین پر صریح افتراء ہے اور اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ موصوف نے لکھا تو یہ تصریح کیوں نہیں کی کہ کس صحابی یا تابعی نے یہ خبر دی کہ اس حکم کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا اور پھر اس گروہ میں کون سے صحابہ شامل تھے، جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے خروج سے احتراز کیا اور کون سے صحابہ اس گروہ میں شامل ہیں کہ جنہوں نے اس حکم کو تعزیر و زجر ہی سمجھا پھر دونوں گروہوں کے فتاویٰ کہاں ہیں اور اگر فتاویٰ ہیں تو پھر یہ بات کہاں سے ثابت ہوئی کہ یہ فتاویٰ اس حکم کے بعد کے ہیں وغیر ذالك۔

طلاقِ ثلاثہ اور مُتعہ کی تحریم:

اس حدیث (یعنی حدیث ابن عباس) کے بارے میں حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بالجملہ جو اس (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کے) مسئلہ میں واقع ہوا ہے اس کی مثل ہے جو مُتعہ کے مسئلہ میں واقع

۵۱۰۔ الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید، المجلد (۲)، أقسام الطلاق، ص۱٦۷

۵۱۱۔ رساله تین طلاق، مصنّفه مفتی محمد یٰسین (غیر مُقلِّد)، ص۱۹

ہوا یعنی دونوں برابر ہیں، پس راجح دونوں مسئلوں میں اس اجماع کی بنا پر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں منعقد ہوا، تحریم متعہ اور تین طلاقوں کا وقوع ہے، اور یہ محفوظ نہیں کہ کسی نے دونوں مسئلوں میں سے کسی ایک مسئلہ کی بھی مخالفت کی ہو اور ان حضرات کے اجماع نے وجودِ ناسخ پر دلالت کی اگرچہ یہ ناسخ اس قبل ان میں سے بعض پر مخفی رہا، حتیٰ کہ یہ ناسخ سب کے لئے عہدِ فاروقی میں ظاہر ہوا، پس اس اجماع کے بعد اس کی مخالفت کرنے والا اجماعِ صحابہ کو پھینکنے والا ہے اور جس نے صحابہ کرام کے اس اتفاق کے بعد نیا اختلاف پیدا کیا ہم اس کا اعتبار نہیں کرتے۔(۵۱۲)

چوتھا باطل استدلال:

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ ثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ ثَنَا أَبِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِیْ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَیْنِ عَنْ عِکْرِمَةَ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَلَّقَ رُکَانَةُ بْنُ عَبْدِ یَزِیْدٍ أَخُوْ بَنِیْ مُطَّلِبٍ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ فَحَزَنَ عَلَیْهَا شَدِیْداً قَالَ: فَسَأَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "کَیْفَ طَلَّقْتَهَا؟"، قَالَ: طَلَّقْتُهَا ثَلَاثاً فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "إِنَّمَا تِلْكَ وَاحِدَةٌ فَارْجِعْهَا إِنْ شِئْتَ"، قَالَ: فَرَجَعَهَا۔ (۵۱۳)

یعنی، عبداللہ، از سعد بن ابراہیم، از ابراہیم، از محمد ابن اسحاق، از داود بن الحصین، از عکرمہ از ابن عباس اور حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رُکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کتنی طلاقیں دیں

۵۱۲۔ مواهب الجليل: ۷۷/۳

۵۱۳۔ المسند للإمام أحمد بن حنبل، المجلد(۱)، مسند ابن عباس، ص۲۶۸

انہوں نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں تو آپ نے فرمایا وہ صرف ایک طلاق ہے اگر چاہے تو رجوع کرلے اور انہوں نے رجوع کرلیا۔

مسند امام احمد کی روایت سے استدلال کا ابطال:

اس روایت سے استدلال باطل ہے:

پہلی وجہ: اس روایت کو جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، اور سنن ابی داؤد کی روایت پر ترجیح دینا عدل وانصاف سے سخت بعید ہے کیونکہ ان میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی نہ کہ تین طلاقیں اور اہلِ علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ''مسند امام احمد'' میں صرف احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا۔ اس میں ضعیف، اَحسن اور صحیح ہر قسم کی احادیث ہیں اس کے برعکس جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد میں صرف صحیح احادیث کو جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اسی لئے ''مسند امام احمد'' کو صحاح میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ: امام ابو داؤد نے تینوں روایات یزید بن رُکانہ سے روایت کی ہیں، اسی طرح امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام دارمی نے بھی یہ حدیث حضرت رُکانہ کے بیٹے یزید سے روایت کی ہے جبکہ امام احمد نے حضرت رکانہ کے بیٹے یا آپ کے گھر کے کسی بھی فرد سے روایت نہیں کی تو یہ بالکل معقول اور انصاف کی بات ہے کہ حضرت رُکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو انکے بیٹے نے بیان کیا اور انکے بیٹے کی روایت کے خلاف اگر کسی غیر متعلق شخص نے کوئی واقعہ بیان کیا ہے تو وہ درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تیسری وجہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ علامہ ابن جوزی نے لکھا کہ اسکی سند کا ایک

راوی ابن اسحاق مجروح ہے اور داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا اسکی روایت سے اجتناب واجب ہے، داؤد بن الحصین کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا داؤد نے جو احادیث عکرمہ سے روایت کی ہیں وہ منکر ہیں اور ابن عیینہ نے کہا کہ ہم داؤد کی احادیث سے اجتناب کرتے ہیں، ابو حاتم نے کہا ابو داؤد قوی نہیں ہے اور عکرمہ سے اسکی احادیث منکر ہیں۔ (۵۱٤)

اور امام ابو بکر جصاص رازی نے ''احکام القرآن'' میں ''مسند امام احمد'' کی اس روایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور امام ابن ہمام نے بھی ''فتح القدیر'' میں اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے اور ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

اس روایت کے ایک راوی محمد بن اسحاق کے بارے میں حافظ جمال الدین ابو الحجاج المزی متوفی ۷۴۲ھ لکھتے ہیں کہ ''امام نسائی نے فرمایا یہ قوی نہیں ہے، ابو الحسن میمونی نے کہا میں نے یحیٰی بن معین سے سنا کہ محمد بن اسحاق ضعیف ہے، ابو داؤد نے کہا یہ لوگوں کی کُتُب احادیث لیکر اپنی کتاب میں داخل کرتا تھا، مالک نے کہا ابن اسحاق دجّال من الدجالہ اور حافظ ابو بکر نے کہا ابن اسحاق کی روایات سے حجت پکڑنے میں بے شمار علماء متعدد اسباب کی وجہ سے رُکے ہیں ان اسباب میں سے اسکا شیعہ ہونا، فرقہ قدریہ کی طرف منسوب ہونا اور مدلس ہونا ہے۔'' (۵۱۵)

حضرت رُکانہ کے تین طلاق دینے کے متعلق ''سنن ابی داؤد'' کی ایک شاذ روایت:

ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

۵۱٤۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٣)، من اسمه داؤد، ص٤

۵۱۵۔ تهذيب الكمال فى أسماء الرجال، المجلد(١٦)، باب الجيم، ص٧٦ تا ٨٠

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ نا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي بَعْضُ بَنِي أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ (إلى) قَالَ إِنِّي طَلَّقْتُهَا ثَلَاثاً يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ رَاجِعْهَا وَتَلَا ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾۔(۵۱۶)

یعنی، از احمد بن صالح، از عبدالرزاق، از ابن جریج، اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے بعض بنی ابی رافع نے خبر دی، از عکرمہ، از ابن عباس کہ عبد یزید ابورکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رجوع کرلو تو انہوں نے رسول اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ میں نے اُسے تین طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کرلو اور آپ ﷺ نے قرآن کی آیت ﴿یاأیُّهَا النَّبِیُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ﴾ (الایة) تلاوت فرمائی۔

یہ روایت ضعیف ہے:

پہلی وجہ: اس روایت سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ سند میں ابورافع کی اولاد میں کہا گیا، راوی کا نام نہیں لیا گیا۔ اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ امام ابوسلیمان احمد بن محمد خطابی بُستی متوفی ۳۸۸ھ اس روایت کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں مقال ہے کیونکہ ابن جریج نے اس حدیث کو بعض بنورافع سے روایت کیا ہے اور اس سے سُنا نہیں ہے اور مجہول سے حجت قائم نہیں ہوتی(۵۱۷)

دوسری وجہ: اگر یہ کہا جائے کہ ''مستدرک'' کی بعض روایت میں بنوابی رافع کی تعیین محمد بن عبداللہ بن ابی رافع سے کردی گئی ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی

۵۱۶۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة الخ، ص۴۴۸، الحدیث:۲۱۹۶

۵۱۷۔ معالم السنن شرح أبی داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص۲۰۳

متوفی ۸۵۲ھ اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے، ابن معین نے کہا یہ لیس بشیٔ (کچھ بھی نہیں)، ابو حاتم نے کہا یہ ضعیف الحدیث، منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے، ابن عدی نے اسے شیعہ شمار کیا ہے، برقانی نے امام دار قطنی سے روایت کیا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔" (۵۱۸)

اس روایت سے استدلال کا ساقط ہونا:

مُدرّس حرم مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں ہمارے شیخ نے فرمایا: اس حدیث سے استدلال کا ظاہر السقوط ہے کیونکہ ابن جریج نے اس حدیث کی سند میں فرمایا کہ مجھے بعض بن ابی رافع نے خبر دی، اور یہ مجہول سے روایت ہے معلوم نہیں کہ وہ کون ہے تو اس کا ساقط ہونا ظاہر ہے جیسا کہ تو نے دیکھا۔ (۵۱۹)

یہ روایت حِلّت و حُرمت میں ناقابل استدلال ہے:

کیونکہ اس روایت کی سند اس پائے کی نہیں جس سے حلال وحرام میں استدلال کیا جاسکے اس لئے کہ اس روایت سے وہ چیز حلال ہورہی ہے جو قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کی صراحت سے حرام ہو چکی ہو اور ائمہ اربعہ اور جمہور کا جس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔

اور امام ابو جعفر طحاوی متوفی ۳۲۱ھ لکھتے ہیں اور ان سے امام ابو بکر جصّاص رازی نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت (جس میں حضرت رُکانہ کے تین طلاق دینے کا ذکر ہے) منکر ہے اور یہ روایت اس روایت کے مخالف ہے جو اس سے اَولیٰ ہے (۵۲۰) لہٰذا اس روایت سے استدل درست نہیں۔

اس روایت میں احتمال:

امام ابو سلیمان محمد بن محمد بن ابراہیم خطّابی بُستی متوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں: حدیث

۵۱۸۔ تھذیب التھذیب، المجلد(۹)، ص ۳۲۱

۵۱۹۔ مواھب الجلیل من أدلة الخلیل، المجلد (۳)، کتاب النکاح، ص ۷۲

۵۲۰۔ مختصر اختلاف العلماء، المجلد (۲)، کتاب الطلاق (۹۷۹)، فیمن طلق ثلاثاً، ص ۴۶۳

ابن جریج کو راوی نے بغیر لفظ کے معنی کے ساتھ روایت کیا ہو اور وہ اس لئے کہ فقہاء نے 'بتہ' میں اختلاف کیا تو ان کو بعض نے کہا یہ تین طلاقیں ہیں اور بعض نے کہا کہ ایک طلاق، اور راوی گویا کہ ''بتہ'' کو تین طلاقیں قرار دینے والوں کے مذہب پر چلا تو اس نے یہ حکایت کر دیا کہ حضرت رُکانہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، راوی سے مراد اس سے ''بتہ'' ہے کہ جس کا حکم اس کے نزدیک تین کا حکم ہے واللہ تعالیٰ أعلم۔ (۵۲۱)

اور شارح صحیح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں امام ابوداؤد نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتۃ دی تھی اور یہ تعلیل قوی ہے کہ بعض راویوں نے ''البتۃ'' کو تین پر محمول کر دیا۔ پس یہ وہ نکتہ ہے جس سے حضرت ابن عباس سے رُکانہ کی تین طلاق والی روایت سے استدلال موقوف ہوگا۔ (۵۲۲)

مُدرّس حرمِ مکی شیخ احمد بن احمد مختار جکنی شنقیطی لکھتے ہیں: محل نزاع میں اس روایت میں اگر کوئی دلالت ہو تو میں اس کے ساتھ اس کو ملا دوں گا کہ امام ابوداؤد نے اسے ترجیح دی ہے کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی جیسا کہ امام ابوداؤد نے اسے آلِ رُکانہ کے طریق سے روایت کیا ہے، اسی وجہ سے ممکن ہے کہ اس کے کسی راوی نے ''بتہ'' کو ''تین'' پر محمول کر دیا ہو، پس کہہ دیا ہو کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اسی نکتہ سے حدیث ابن عباس (یعنی حدیث ابن اسحاق از داؤد بن الحصین، از عکرمہ، از ابن عباس) سے استدلال موقوف ہوتا ہے۔ (۵۲۳)

۵۲۱۔ معالم السنن شرح أبي داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، كتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص ۲۰۴

۵۲۲۔ فتح الباری، المجلد (۱۲)، الجزء (۹)، القسم الثانی، كتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من جوّز الطلاق الثلاث، ص ٤٥٤، الحديث: ٥٢٦١

۵۲۳۔ مواهب الجليل من أدلّة الخليل، المجلد (۳)، كتاب النكاح، ص ۷۱

حضرت رُکانہ کے متعلق صحیح روایت:

حضرت رکانہ کے واقعہ کو صحیح سند کے ساتھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ(۵۲۴) نے اس کو مختلف تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے اور علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ(۵۲۵) نے "سنن ابی داوٗد" کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور امام ابوداوٗد کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ رُكَانَةَ بْنَ عَبْدِ يَزِيْدٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ سُهَيْمِيَّةَ الْبَتَّةَ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُّ إِلَّا وَاحِدَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتَّ إِلَّا وَاحِدَةً"؟، قَالَ رُكَانَةُ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُّ إِلَّا وَاحِدَةً، فَرَدَّهَا إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَطَلَّقَهَا الثَّانِيَةَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ، وَالثَّالِثَةَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ۔

یعنی، بیشک رُکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمیہ کو طلاق البتہ دی نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا اور حضرت رُکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ایک ہی طلاق کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر حلفیہ پوچھا کہ کیا تمہارا ایک ہی کا ارادہ تھا.....؟ تو حضرت رُکانہ نے کہا کہ قسم بخدا میں نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک کا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی کو ان کی طرف پھیر دیا۔ پھر حضرت رُکانہ نے حضرت عمر کے دَورِ خلافت میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان کے دور میں تیسری طلاق دی۔

امام ابوداوٗد نے اسی رُکانہ کی حدیث کے بارے میں

بَابُ بَقِيَّةِ نَسْخِ الْمُرَاجَعَةِ بَعْدَ التَّطْلِيْقَاتِ الثَّلَاثِ میں لکھا کہ أَنَّ

۵۲۴۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۴) فی البتة، ص۴۵۵، الحدیث:۲۲۰۶

۵۲۵۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۳۲)، مسند ابن عباس، ص۱۱۱، الحدیث:۲۸۴۵

رُكَانَةَ إِنَّمَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ أَلْبَتَّةَ فَجَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَاحِدَةً۔ (۵۲۶)

یعنی، بے شک حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتۃ دی تو نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک قرار دیا۔

حضرت رُکانہ سے متعلق صحیح حدیث کی تقویت:

طلاق البتۃ والی حدیث کی تائید دیگر صحیح روایات سے ہوتی ہے جنہیں امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے "جامع ترمذی" (۵۲۷) میں اور امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے "سنن ابن ماجہ" (۵۲۸) میں، امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے "سنن دارمی" (۵۲۹) میں، امام محمد بن حبان بن احمد بُستی متوفی ۳۵۴ھ نے اپنی "صحیح" میں اور ان سے امام علاؤ الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ "الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان" (۵۳۰) میں، اور حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے "موارد الظمآن" (۵۳۱) روایت کیا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ تین طلاق والی حدیث "سنن ابی داؤد" میں بھی موجود ہے تو پھر یہ بھی مخفی نہیں ہوگا کہ امام ابو داؤد نے تین طلاق کی حدیث ذکر کرنے کے بعد طلاق البتۃ والی حدیث بھی ذکر کی ہے اور اسے ہی اَصح (صحیح تر) قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے بھی دونوں روایتوں میں طلاق البتۃ والی روایت کو اَصح کہا ہے (۵۳۲) اور امام ابو داؤد لکھتے ہیں:

۵۲۶۔ سنن أبي داؤد، المجلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۴۹، الحديث:۲۱۹۶

۵۲۷۔ جامع الترمذي، المجلد(۲)، أبواب(۱۱) الطلاق واللعان، باب(۲) ماجاء في الرجل طلّق امرأته البتة، ص۲۳۲، ۲۳۳، الحديث:۱۱۷۷

۵۲۸۔ سنن ابن ماجة، كتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۹) طلاق البتة، ص۲۵۱، الحديث:۲۰۵۱

۵۲۹۔ سنن الدارمي، المجلد(۲)، كتاب الطلاق، باب في الطلاق البتة، ص۱۳۵

۵۳۰۔ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبّان، المجلد(۴)، الجزء(۶)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، ص۲۳۵، الحديث:۴۲۶۶

۵۳۱۔ موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبّان، كتاب الطلاق، ص۳۲۱

۵۳۲۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(۷)، كتاب الطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدةً الخ، ص۵۵۵، الحديث:۱۴۹۸۶

هٰـذَا أَصَحُّ مِـنْ حَـدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثً لِأَنَّهُمْ أَهْلُ بَيْتِهِ وَهُمْ أَعْلَمُ بِهِ۔(۵۳۳)

یعنی، یہ طلاق البتۃ والی حدیث ابن جریج کی روایت کی بنسبت صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ طلاق البتۃ والی روایت حضرت رُکانہ کے اہلِ بیت سے ہے اور وہ اپنے گھر کے واقعات دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے تھے۔

اور امام ابوسلیمان محمد بن محمد خطّابی بُستی متوفی ۳۸۸ھ لکھتے ہیں: امام ابوداوٗد نے فرمایا یہ روایت اَولیٰ ہے کیونکہ وہ اس شخص کا بیٹا اور اس کے گھر والے ہیں اور وہ اس واقعہ کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتے ہیں(۵۳۴)

امام ابوداوٗد نے طلاق البتۃ کی تینوں احادیث یزید بن رُکانہ سے روایت کی ہیں اسی طرح امام ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے بھی۔ اس کے برعکس طلاقِ ثلاثہ کی روایت ''مسند امام احمد'' میں ہو یا ''سنن ابوداوٗد'' میں وہ ابن جریج سے ہے۔ لہٰذا عین انصاف یہی ہے کہ حضرت رُکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو ان کے اپنے بیٹے نے بیان کیا اور ان کے برخلاف کوئی دوسرا اگر کوئی واقعہ بیان کرے اسے درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

امام ابن ماجہ نے لکھا:

سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيَّ يَقُوْلُ: مَا أَشْرَفَ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔ (۵۳۵)

یعنی، میں نے سنا کہ ابوالحسن علی بن محمد طنافسی نے فرمایا طلاق البتۃ والی حدیث اَشرف الاسناد ہے۔

۵۳۳۔ سنن أبی داؤد، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۴) فی البتہ، ص۴۵۶، الحدیث:۲۲۰۸

۵۳۴۔ معالم السنن شرح سنن أبی داؤد، المجلد (۲)، الجزء (۳)، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعة الخ، ص۲۰۴

۵۳۵۔ سنن ابن ماجة، المجلد(۲)، کتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۹) طلاق البتة، الحدیث:۲۰۵۱

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ حضرت رُکانہ کی تین طلاق دینے والی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"وَهٰذَا الْإِسْنَادُ لَا تَقُوْمُ بِهِ الْحُجَّةُ مَعَ ثَمَانِيَةٍ رَوَوْا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فُتْيَاهُ يُخَالِفُ ذٰلِكَ وَمَعَ رِوَايَةِ أَوْلَادِ رُكَانَةَ أَنَّهُ طَلَاقُ رُكَانَةَ كَانَ وَاحِدَةً۔ (۵۳۶)

یعنی، تین طلاق والی سب روایات ضعیف ہیں ان سے حجت قائم نہیں ہوگی حضرت ابن عباس کے فتاوی کی آٹھ روایات اس کے خلاف ہیں پھر اولادِ رُکانہ سے بھی طلاق البتہ کی روایت ہے لہٰذا طلاق ثلاثہ والی روایت معتبر نہیں۔

شارح مسلم شیخ الاسلام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

وَأَمَّا الرِّوَايَةُ الَّتِي رَوَاهَا الْمُخَالِفُوْنَ أَنَّ الرُّكَانَةَ طَلَّقَ ثَلَاثًا فَجَعَلَهَا وَاحِدَةً فَرِوَايَةٌ ضَعِيفَةٌ عَنْ قَوْمٍ مَّجْهُوْلِيْنَ، وَإِنَّمَا الصَّحِيحُ مِنْهَا مَا قَدَّمْنَا أَنَّهُ طَلَّقَهَا أَلْبَتَّةَ، وَلَفْظُ أَلْبَتَّةَ مُحْتَمَلٌ لِلْوَاحِدَةِ وَلِلثَّلَاثِ، وَلَعَلَّ صَاحِبَ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ الضَّعِيفَةِ اعْتَقَدَ أَنَّ لَفْظَ أَلْبَتَّةَ يَقْتَضِي الثَّلَاثَ فَرَوَاهُ بِالْمَعْنَى الَّذِي فَهِمَهُ وَغَلَطَ فِي ذٰلِكَ۔ (۵۳۷)

یعنی، بہرحال وہ روایت جس کو مخالفین نے روایت کیا ہے کہ رُکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور اس کو ایک قرار دیا گیا پس یہ روایت کمزور ہے کیونکہ راوی مجہول (یعنی غیر معروف) ہیں اور صحیح (روایت) وہ ہے جو ہم نے پہلے لکھی کہ حضرت رُکانہ نے اپنی

۵۳۶۔ سنن الکبریٰ، المجلد(۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث الخ، ص ۵۵۵، الحدیث:۱۴۹۸۷

۵۳۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی، المجلد(۵)، الجزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص ۶۱، الحدیث:۱۶(۱۴۷۲)

بیوی کو طلاق ''البتۃ'' دی تھی۔ اور لفظ ''البتۃ'' میں ایک اور تین کا
احتمال ہے شاید روایتِ ضعیفہ کے راوی نے یہ سمجھ لیا کہ لفظ ''البتۃ''
تین پر بولا جاتا ہے۔ پس اپنی سمجھ میں آنے والے معنی کی یہ
روایت کردی اور اس میں غلطی کی۔

اور مُحقق علی الاطلاق امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں ''رُکانہ کی (تین طلاق والی) حدیث منکر ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو ابو داوٗد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتۃ دی تھی۔'' (۵۳۸)

اور شارح صحیح مسلم امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں اور مگر حدیثِ رُکانہ صحیح یہ ہے کہ حضرت رُکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتۃ دی پھر بارگاہِ رسالت ﷺ میں آئے اور عرض کی میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا؟ حضرت رکانہ نے عرض کی ایک کا، تو آپ نے پھر حلفیہ پوچھا تو انہوں نے کہا واللہ (بخدا) تو حضور ﷺ نے فرمایا اتنی ہی طلاقیں واقع ہوئیں جن کا تو نے ارادہ کیا:

فَلَوْ كَانَتِ الثَّلَاثُ لَا تَقَعُ، لَمْ يَكُنْ لِتَحْلِيْفِهِ مَعْنًى، وَهٰذَا الرِّوَايَةُ
أَصَحُّ مِنْ رِوَايَتِهِمْ، أَنَّ رُكَانَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلٰثاً، لِأَنَّ رُوَاتَهَا أَهْلُ
بَيْتِ رُكَانَةَ وَهُمْ أَعْلَمُ بِقِصَّةِ صَاحِبِهِمْ۔ (۵۳۹)

یعنی، پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو حضور ﷺ کے حضرت
رَکانہ سے حلف اٹھوانے کا کوئی مطلب نہیں اور یہ (طلاق البتۃ
والی) روایت ان کی روایت سے اَصح (صحیح تر) ہے، اُن کی
روایت ہے کہ حضرت رُکانہ نے تین طلاقیں دیں، کیونکہ طلاق

۵۳۸۔ فتح القدیر شرح الهداية، المجلد(۳)، کتاب الطلاق، ص ۲۳۱

۵۳۹۔ إكمال المعلم، المجلد(۵)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص ۲۰

البتۃ کے راوی حضرت رُکانہ کے گھر والے ہیں اور وہ اپنے صاحب (یعنی حضرت رُکانہ) کے قصے کو زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۴۱ھ لکھتے ہیں پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رُکانہ تین طلاقوں کا ارادہ کر لیتے تو تینوں ہی واقع ہو جاتیں:

وَإِلَّا فَلَمْ يَكُنْ لِتَحْلِيفِهِ مَعْنیً۔(٥٤٠)

یعنی، ورنہ حلف لینے کا کوئی مطلب نہیں۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں ''اس ایک لفظ سے تین طلاق کے وقوع کی صحت کا ارادہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رُکانہ ایک سے زیادہ کی نیت کرتے تو واقع ہو جاتیں ورنہ حلف لینے کا کوئی فائدہ نہیں'' (٥٤١)

عدالت وضبط کے اعتبار سے حضرت رُکانہ سے متعلق طلاق البتۃ والی احادیث:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کی روایت کردہ حدیث کی سند ہے کہ انہوں نے یہ حدیث ہناد، از قبیصہ، از جریر بن حازم، از زبیر بن سعید، از عبداللہ بن علی بن یزید بن رُکانہ سے روایت کی ہے۔

اب ہم اس حدیث کی سند کے تمام روات کی عدالت وضبط لکھتے ہیں۔

ہناد: یہ اس حدیث کے پہلے راوی ہیں، انکے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ لکھتے ہیں! امام احمد بن حنبل نے کہا تم ہناد کو لازم رکھو۔ ابو حاتم نے کہا کہ وہ سچے ہیں، قتیبہ نے کہا کہ وکیع ہناد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہیں کرتے تھے، امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان نے بھی ان کا ثقات میں ذکر

٥٤٠۔ مرقات، المجلد(٦)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص۲۹۳

٥٤١۔ تفسیر روح المعانی، المجلد(١)، الجز(٢)، البقرۃ، بحث فی ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾، ص۱۳۹

کیا ہے۔(٥٤٢)

قبیصہ: یہ اس حدیث کے دوسرے راوی ہیں، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

حافظ ابو زرعہ سے قبیصہ اور ابو نعیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا دونوں میں قبیصہ افضل ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے قبیصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ بہت سچے ہیں، اسحاق بن یسار نے کہا میں نے اپنے شیوخ میں سے قبیصہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا، ابن خراش نے کہا وہ سچے ہیں، امام نسائی نے کہا ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں، اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، احمد بن مسلم نے کہا ہناد جب ان کا ذکر کرتے تو کہتے وہ صالح ہیں۔(٥٤٣)

جریر بن حازم: یہ اس حدیث کے تیسرے راوی ہیں، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حماد جتنی تعظیم ان کی کرتے تھے کسی اور کی نہیں کرتے، عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا کہ ثقہ ہیں، دوری کہتے ہیں میں نے یحیٰ سے پوچھا کہ جریر بن حازم اور ابو الاشہب میں سے کس کی روایت بہتر ہے انہوں نے کہا کہ جریر کی روایت اَحسن اور اَسند ہے، ابو حاتم نے کہا یہ بہت سچے ہیں اور عجلی بصری نے کہا یہ ثقہ ہیں۔(٥٤٤)

زبیر بن سعید: یہ اس حدیث کے چوتھے راوی ہیں، ان کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ یہ ثقہ ہیں، دار قطنی نے کہا یہ معتبر ہیں اور امام بن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔(٥٤٥)

عبد اللہ بن علی بن یزید بن رُکانہ: یہ اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں اور یہ

٥٤٢۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٩)، حرف الهاء، هناد بن السرى، ص٧٨

٥٤٣۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٦)، حرف القاف، قبيصه، ص٤٧٩

٥٤٤۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٢)، حرف الجيم، جرير بن حازم، ص٣٦-٣٧

٥٤٥۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٣)، حرف الزاء، زبير، ص١٣٩-١٤٠

خود حضرت رُکانہ کے اہلِ بیت میں سے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ کہ
ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔(٥٤٦)

ابن ماجہ کی روایت:

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ کی روایت کی سند یہ ہے
از ابوبکر بن شیبہ وعلی بن محمد از وکیع از جریر بن حازم الخ

أبو بكر بن أبي شيبه : علامہ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں ان سے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل نے حدیثیں روایت کی ہیں اور یحیٰ حمانی نے کہا ابن ابی شیبہ کی اولاد اہلِ علم ہے اور احمد نے کہا ابوبکر سچے ہیں اور مجھے عثمان سے زیادہ محبوب ہیں، عجلی نے کہا وہ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں، ابوحاتم اور ابن خراش نے کہا وہ ثقہ ہیں، محمد بن عمر نے ان کے بارے میں ابن معین سے ابوبکر کے شریک سے سماع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ابوبکر ہمارے نزدیک سچے ہیں اگر وہ شریک سے بھی کسی بڑے سے سماع کا دعویٰ کریں تو وہ سچے ہیں، عمر بن علی نے کہا میں نے ابوبکر سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا، ابن خراش نے کہا میں نے ابوزرعہ رازی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے الخ (٥٤٧)

علی بن محمد: حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ان سے امام ابن ماجہ، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں، ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ اور سچے ہیں اور میرے لئے فضل وصلاح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ محبوب ہیں اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔(٥٤٨)

وکیع ابن الجراح: عبداللہ بن احمد اپنے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا

٥٤٦۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٤)، حرف العين، عبد الله بن علي، ص٤٠٤

٥٤٧۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٤)، حرف العين، عبد الله، ص٤٦٤ تا ٤٦٦

٥٤٨۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٥)، حرف العين، على بن محمد، ص٧٣٧ تا ٧٣٨

میں نے وکیع سے بڑا حافظ اور علم کو محفوظ کرنے والا نہیں دیکھا اور وہ حافظ تھے اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے زیادہ بڑے حافظ تھے، صالح بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا آپ کے نزدیک اثبت کون ہے وکیع یا عزیز تو انہوں نے فرمایا دونوں، پھر پوچھا زیادہ صالح کون ہے فرمایا دونوں صالح ہیں اگر وکیع بادشاہوں سے اختلاط نہ رکھتا تو میں نے ان سے زیاہ علم محفوظ کرنے والے کو نہیں دیکھا، بشر بن موسیٰ نے احمد سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے حفظ اور اسناد و ابواب اور خشوع و ورع میں وکیع کی مثل کوئی نہیں دیکھا، احمد بن سہل نے کہا وکیع اپنے وقت کے امام المسلمین تھے اور حنبل نے احمد سے روایت کیا کہ وکیع بڑے فقیہ تھے، نعیم بن محمد طوسی نے کہا میں نے احمد کو یہ فرماتے سنا کہ وکیع کی تصنیفات کو لازم پکڑو، حسین بن حبان نے ابن معین سے بیان کیا کہ میں نے وکیع سے افضل کسی کو نہیں دیکھا، محمد بن نعیم بلخی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے سنا کہ اللہ کی قسم میں نے سوائے وکیع کے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اللہ کے لئے حدیثیں بیان کرتا ہو ان سے بڑا حافظ کسی کو نہیں دیکھا اور وہ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے اوزاعی اپنے زمانے میں تھے (الخ)۔(٥٤٩)

امام دارمی کی روایت:

امام ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ کی روایت کردہ حدیث کی سند یہ ہے کہ از سلیمان بن حرب از جریر بن حازم الخ

سلیمان بن حرب: علامہ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں اس سے امام بخاری اور ابو داؤد وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابو حاتم نے کہا وہ ائمہ حدیث میں سے ایک امام ہین، یحییٰ بن اکثم نے کہا وہ ثقہ اور حافظ حدیث ہیں، یعقوب بن شیبہ نے کہا وہ ثقہ ہے اور صاحب حفظ ہیں، امام نسائی نے کہا وہ ثقہ اور مامون ہین اور

٥٤٩۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٩)، حرف الواو، وكيع، ص ١٤٠ تا ١٤٣

ابن فراشی نے کہا وہ ثقہ ہے۔(۵۵۰)

غیر مُقلِّدوں کی گستاخی:

قارئین کرام آپ نے متعدد احادیث نبویہ اور صحابہ کرام کے کثیر فتاویٰ اور اسی طرح تابعین عظام کے فتاویٰ پڑھے کہ سب سے ایک ہی بات ثابت ہے کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین شمار کی گئیں علاوہ ابوداؤد کی روایات میں ایک غیر صحیح روایت کے اور غیر مدخول بہا کو الفاظ متفرقہ کے ساتھ تین طلاقیں دیئے جانے کے متعلق روایات کے۔ اور غیر مُقلِّد قرآن وسنّت پر افتراء کر کے دین متین میں بگاڑ پیدا کرنے اور مسلمانوں کو حرام کاری پر لگانے کے علاوہ صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان، ائمہ مجتہدین اور ہزاروں لاکھوں علماء کی شان میں گستاخی کے بھی مرتکب ہیں چنانچہ ان کے پیر مفتی محمد یٰسین لکھتے ہیں: وضاحت مسئلہ ''تین طلاقیں بیک وقت ایک ہی شمار ہوں گی چاہے کئی کھرب دے دے جو لوگ تین طلاق کو تین شمار کرتے ہیں وہ قرآن وحدیث کے منکر ہیں، ایسے لوگ انسانیت اور شریعت کے بھی دشمن ہونے کے علاوہ حضور (ﷺ) کے نافرمان گمراہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) کا یہی فتوی ہے کہ تین طلاق بیک مجالس ایک ہی شمار ہوگی، اسی پر صحابہ کرام نے عمل کیا، انہوں نے یہ فتویٰ آپ (ﷺ) کے دست مبارک سے اخذ کیا اس کے خلاف کوئی فتویٰ منقول نہیں''۔(۵۵۱)

حرام کاری کو رواج دینا:

غیر مُقلِّد چاہتے ہیں کہ حرام کاری رائج ہو کیونکہ آزاد عورت کی طلاقیں تین ہیں اور تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر نصّ قطعی ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾(۵۵۲) سے حرام ہو جاتی ہے پھر بے حلالہ شرعیہ کے دوبارہ

۵۵۰۔ تهذيب التهذيب، المجلد(٣)، حرف السين، من إسمه سليمان، ص٤٦٥ تا ٤٦٦

۵۵۱۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، مصنفہ محمد یٰسین (غیر مُقلِّد)، ص۲۵، (فتاویٰ رسول اللہ ﷺ)

۵۵۲۔ البقرة: ٢/ ٢٣٠

اس مرد کے لئے حلال نہیں ہوتی، یہ لوگ ایک مجلس میں یا ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقوں کے بعد بھی عورت کو اس کے شوہر پر حرام قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ متعدد مجالس میں دی گئی تین طلاقوں کے بعد بھی عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں، چنانچہ ان کے پیر لکھتے ہیں: میں محمد یٰسین کہتا ہے (ہوں) اگر آدمی ایک دفعہ کے بجائے ایک ماہ تک بھی طلاقیں دیتا رہے تب بھی بلا حلالہ نکاح جائز ہے(۵۵۳)

دوسرے مقام پر لکھا: میں کہتا ہوں تین طلاق کی بجائے اگر تیس دن تک طلاق دیتا رہے تو بھی ایک ہی طلاق رجعی ہوگی چاہے ان کی تعداد ہزاروں بھی ہوئے بلا نکاح عورت کو اپنی طرف لٹا سکتا ہے۔(۵۵٤)

یہ حرام کاری نہیں کو رواج دینا نہیں تو اور کیا ہے؟

جمہور اسلاف اور ائمہ کا اتفاق:

جب کہ جمہور اسلاف اور ائمہ فتوی سب کے سب تین طلاق کو تین قرار دیتے ہیں، چنانچہ امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی لکھتے ہے:

قال علماؤنا: واتفق أئمة الفتوى على لزوم إيقاع الطلاق الثلاث في كلمة واحدة، و هو قول جمهور السلف، ...... و المشهور عن الحجاج بن أرطاة و جمهور السلف و الأئمة أنه لازم واقع ثلاثاً و لا فرق بين أن يوقع ثلاثًا مجتمعةً في كلمة أو متفرقة في كلماتٍ(۵۵۵)

یعنی، ہمارے علماء نے فرمایا کہ ائمہ فتوی کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک کلمہ سے دی گئی تین طلاقیں تینوں لازم ہو جاتی ہیں اور یہی جمہور

۵۵۳۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، مصنفہ محمد یسین (غیر مُقلِّد)، ص ۳۱

۵۵٤۔ رسالہ طلاق ثلاثہ، مصنفہ محمد یسین (غیر مُقلِّد)، ص ۳۵

۵۵۵۔ الجامع لأحكام القرآن، المجلد (۲)، الجزء (۳)، سورة البقرة: ۲۲۹/۲، ص ۱۲۹

سلف کا قول ہے......اور حجاج بن ارطاۃ اور جمہور اسلاف اور ائمہ
اس پر ہیں کہ دی ہوئی تین طلاقیں لازماً واقع ہو جاتی ہیں اور اس
میں کوئی فرق نہیں کہ تین ایک ساتھ ایک کلمہ سے واقع کرے یا
کلمات متفرقہ سے۔

لہٰذا قرآن وحدیث صحابہ وتابعین جمہور علماء کے فتاویٰ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے گا تو تینوں ہی بیک وقت واقع ہو جائیں گی اور بغیر حلالہ شرعیہ کے وہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی ہاں اگر عورت غیر مدخول بہا ہو اور طلاقیں جُدا جُدا دی جائیں تو ایک واقع ہوگئی اور وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائے گی دوبارہ صرف نکاح کرنے سے اپنے شوہر کے واسطے حلال ہو جائے گی اور شوہر کو آئندہ بقیہ کا اختیار رہے گا (یعنی، ایک طلاق دی پھر اُسے صرف دو کا اختیار ہے جب بھی دو طلاقیں دے گا عورت اس پر حرام ہو جائے گی اور بلا حلالہ شرعیہ حلال نہ ہوگی)۔

جہالت اور افتراء:

اور جو لوگ تین طلاقوں کو مطلقاً ایک قرار دیتے ہیں وہ اللہ ورسول کے حرام کردہ کو حلال کرتے ہیں جیسا کہ شارح صحیح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ٦٥٦ھ لکھتے ہیں ہم نے حدیث ابن عباس پر طویل کلام کیا کیونکہ بہت سے جاہل اس کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ نے جسے حرام فرمایا تھا اسے حلال کرلیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام اور رسول پر افتراء کیا۔

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً﴾ وعدل عن
سبیلہ(٥٥٦)

٥٥٦۔ المفہم، المجلد(١)، کتاب (٩٦) الطلاق، باب (٣) إمضاء الطلاق الثلاث، ص ٢٤٥

یعنی، ''اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے'' اور اس کے رستے سے پھر جائے۔

کتبہ: عبدہٗ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہٗ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ

حلالہ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح بشرطِ حلالہ کرنا کیسا ہے؟ بینوا بالبرھان و توجروا عندالرحمن

باسمہ تعالی و تقدس

الجواب:

نکاح بشرطِ تحلیل (یعنی، حلالہ سے مشروط نکاح) مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسے نکاح کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ۔(۱)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی۔

انہی سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : "اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ"؟، قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: "ھُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ"۔ (۲)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں مانگا ہوا بکرا بتاؤں، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ، کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا وہ

۱۔ سنن ابن ماجۃ، المجلد(۲)، کتاب(۹) النکاح، باب(۳۳) المحلّل والمحلّل لہ، ص۴۶۰۔۴۶۱، الحدیث:۱۹۳۴، ۱۹۳۵

۲۔ سنن ابن ماجۃ، المجلد(۲)، کتاب(۹) النکاح، باب(۳۳) المحلّل والمحلّل لہ، ص۴۶۱، الحدیث:۱۹۳۶

حلالہ کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ
کروانے والے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

ایک اعتراض:

یہ کہا جاتا ہے کہ مروجہ حلالہ سے عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوتی اور دلیل حدیث شریف ''لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَ الْمُحَلَّلَ لَہٗ'' پیش کی جاتی ہے تو ہم کہتے ہیں یہی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عورت پہلے شوہر کے لے حلال ہو جاتی ہے، چنانچہ علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں: مُحلّل وہ ہوتا ہے جو حِلّ کو ثابت کر دے جیسے مُحرِّم وہ ہوتا ہے جو حُرمت کو ثابت کرے تو گویا شوہر ثانی حِلّ کو ثابت کرنے والا ہو گیا تو حِلّ کا ثبوت ہو جائے گا۔(۳)

اور علامہ علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری متوفی ۷۴۹ھ لکھتے ہیں: اور حدیث شریف نے شوہر ثانی کو حلال کرنے والا ثابت کر دیا تو اس پر عمل واجب ہوا۔(۴)

اور علامہ محمد بن محمد بن احمد کاکی متوفی ۷۴۹ھ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسرا شوہر نبی ﷺ کے فرمان ''لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ...... الحدیث'' کی دلالت سے عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے والا ہے لہٰذا وہ حِلّ کو ثابت کرنے والا ہے۔(۵)

لہٰذا جو حدیث مخالفین پیش کرتے ہیں وہی ہمارے موقّف کی دلیل ہے۔ نبی ﷺ اُسے حلال کرنے والا، حِلّ کو ثابت کرنے والا فرما رہے ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حِلّ کو ثابت کرانے والا نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض:

کہا جاتا ہے کہ مروجہ حلالہ قرآن کے بھی خلاف ہے اس لئے اس طرح کے نکاح

۳۔ کشف الأسرار شرح المصنّف علی المنار، المجلد (۱)، بیان الخاص، ص ۳۵

۴۔ کشف الأسرار عن أصول فخر الاسلام البزدوی، المجلد (۱)، باب معرفة أحکام الخصوص، ص۱۳۶

۵۔ جامع الأسرار فی شرح المنار للنسفی، المجلد(۱)، ص۱۳۶

سے عورت شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی، تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ تو تمہاری بات ہے جب کہ مستند علماء کا قول یہ ہے کہ کتاب اللہ دوسرے شوہر کے محلِّل ہونے کی نفی نہیں کرتی، چنانچہ امام علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی متوفی ۷۳۰ھ لکھتے ہیں: کیونکہ کتاب اللہ نے زوج ثانی کو غایت ہونا ثابت کیا ہے اور اس کے محلِّل (شوہر اول کے لئے حلال کرنے والا) ہونے کی نفی نہیں کی۔(٦)

لہٰذا حلالہ قرآن کریم کے خلاف بھی نہیں اگر چہ حدیث شریف ''لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ ...... الحدیث'' کی بناء پر نکاح بشرط حلالہ کو علماء کرام نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔

کس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہے؟

مُحقِّق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں: مرد اگر عورت سے اس طرح نکاح کرے کہ میں تجھ سے اس لئے نکاح کرتا ہوں تا کہ میں تجھے پہلے کے لئے حلال کر دوں یا یہی بات عورت بوقت نکاح کہے:

فَهُوَ مَكْرُوْهٌ كَرَاهَةَ التَّحْرِيْمِ الْمُنْتَهَضَةَ سَبَباً لِلْعِقَابِ لِقَوْلِهِ ﷺ: "لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ"۔ (٧)

یعنی، تو وہ مکروہ تحریمی ہے جو عقاب کا سبب ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں: ''نکاح بشرط تحلیل جس کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی ہے وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول وثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے''۔(٨)

٦۔ کشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي، المجلد (١)، باب معرفة أحكام الخصوص، ص ١٣٤

٧۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد (٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلّقة، ص ٣٥

٨۔ بہار شریعت، حصہ (٨)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص ٥٦

حدیث شریف کا مطلب:

اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں ''اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صرف اس مقصد سے نکاح کرے کہ ایک دن بعد طلاق دے دے گا یا صرف پہلے کے لئے حلال کرنا مقصود تھا، اس کا یہ فعل اور پہلا شوہر جس نے اس شرط کے ساتھ حلالہ کروایا دونوں پر لعنت ہے''۔(۹)

کس صورت میں حلالہ مکروہ نہیں؟

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وَفِی "الْإِسْبِیْجَابِیْ": لَوْ تَزَوَّجَھَا بِنِیَّۃِ التَّحْلِیْلِ مِنْ غَیْرِ شَرْطٍ حَلَّتْ لِلْأَوَّلِ، وَلَایُکْرَہُ، وَالنِّیَّۃُ لَیْسَتْ بِشَیْءٍ۔(۱۰)

یعنی، اور ''اسیجابی'' میں ہے اگر مرد نے اس عورت سے بلا شرط، حلالہ کی نیت سے شادی کی تو سابق شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی اور یہ مکروہ بھی نہ ہوگا اور نیت کچھ چیز نہیں۔

اور بوقتِ عقد تحلیل کو شرط نہ کیا جائے صرف نیت میں ہو تو مکروہ نہیں چنانچہ امام ابن ھمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

أَمَّا لَوْ نَوَیَاہُ وَلَمْ یَقُوْلَاہُ فَلَا عِبْرَۃَ بِہٖ۔(۱۱)

یعنی، اگر دونوں کی حلالہ کی نیت تھی اور انہوں نے بوقت عقد نکاح حلالہ کا ذکر نہ کیا تو اس نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

کسی کے گھر کو تباہی سے بچانا:

اگر کوئی شخص خالص کسی کے گھر کو بربادی وتباہی سے بچانے کے لئے اس کے گھر

۹۔ وقار الفتاوئی، جلد(۳)، کتاب الطلاق، حلالہ کا بیان، حلالہ کی چند صورتیں، ص۲۲۰

۱۰۔ البنایة شرح الهدایة، المجلد(٥)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص٤٨١

۱۱۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد(٤)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص٣٥

کو بسانے کے ارادے سے حلالہ کرتا ہے تو ثواب کا حقدار ہے، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ بدالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُ مَشَايِخِنَا: لَوْتَزَوَّجَهَا لِيُحَلِّلَهَا لِلْأَوَّلِ، وَهُوَ مُثَابٌ مَأْجُوْرٌ فِيْ ذٰلِكَ۔ (۱۲)

یعنی، اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا: وہ مرد اگر کسی عورت سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہے کہ وہ عورت کو اول کے لئے حلال کر دے تو اسے اس میں اجر و ثواب ملے گا۔

اور امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

وَيَكُوْنُ الرَّجُلُ مَأْجُوْراً لِقَصَدِهِ الْإِصْلَاحَ۔ (۱۳)

یعنی، مرد کو کسی کا گھر بسانے کے قصد کی وجہ سے اجر ملے گا۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے لئے ہم بستری شرط ہے

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کے لئے صرف نکاح کافی ہے یا ہم بستری ضروری ہے؟ بینوا بالبرھان و توجروا عند الرحمن

باسمه تعالى و تقدس

الجواب:

۱۲۔ البناية شرح الهداية، المجلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص٤٨١

۱۳۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(٣)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص٣٥

حلالہ کے لئے صرف نکاح کافی نہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (١٤)

ترجمہ: وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنزالایمان)

پہلی دلیل:

اس آیہ کریمہ میں ''تَنْكِحَ'' یعنی، لفظ نکاح مذکور ہے اور یہاں نکاح بمعنی جماع ہے۔ کیونکہ فرمان ہے نکاح کرے دوسرے شوہر سے، اور دوسرا شخص شوہر جبھی ہوگا کہ اس سے صحیح عقد کرے اور عقد کے معنی تو لفظِ زوج کے اِطلاق سے حاصل ہو گئے لہٰذا آیہ کریمہ کا مطلب یہی ہوگا کہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح اور دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

اگر لفظ ''تَنْكِحَ'' سے بھی عقدِ نکاح ہی مراد لیا جائے تو کلام میں صرف تاکید ہوگی کیونکہ عقد کے معنی لفظ ''زوج'' سے بھی حاصل ہو رہے ہیں حالانکہ کلام کو تاسیس پر محمول کرنا راجح ہے لِأَنَّ الْإِفَادَةَ خَيْرٌ مِنَ الْإِعَادَةِ۔ (افادہ اعادہ سے بہتر)

اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن الحسن بن عبدالکریم بزدوی حنفی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں:

أَنَّ النِّكَاحَ يُذْكَرُ وَ يُرَادُ بِهِ الْوَطْءُ وَهُوَ أَصْلُهُ (١٥)

یعنی، نکاح کبھی ذکر کیا جاتا ہے اور اس سے وطی (ہمبستری) مراد لی جاتی ہے اور یہ اس کی (لغت میں) اصل ہے۔

اس لئے آیہ کریمہ میں مذکور ''تَنْكِحَ'' سے جماع اور ''زَوْجاً'' سے عقدِ نکاح مراد ہوں گے۔ اور معنی یہ ہوں گے تین طلاق کے بعد وہ عورت اپنے سابق شوہر کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے بعد عقدِ صحیح مقاربت نہ کرے۔

١٤۔ البقرة:٢٣١/٢

١٥۔ أصول فخر الإسلام البزدوی مع شرحه كشف الأسرار، المجلد (١)، باب معرفة أحكام الخصوص، ص ١٣٣

عربی لُغت کے امام علامہ ابوجعفر احمد بن محمد بن اسماعیل ابن النحاس متوفی ۳۳۸ھ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وَ بَيَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ النِّكَاحَ هَا هُنَا الْجِمَاعُ وَ كَذٰلِكَ أَصْلُهٗ فِي اللُّغَةِ (١٦)

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے بیان فرما دیا کہ یہاں نکاح (بمعنی) جماع ہے اور اس طرح لُغت میں اس کی اصل ہے۔

لہٰذا حلالہ میں زوج ثانی کا جماع کرنا شرط ہے کیونکہ قرآن نے سابق شوہر کے لئے مطلّقہ ثلاثہ کے حلال ہونے کے لئے "حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ" کی شرط لگائی ہے اور حضور ﷺ نے واضح اور صریح الفاظ میں نکاح کا معنی و مطلب قُربت و جماع قرار دیا ہے کیونکہ جب حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی تمیمہ جسے رفاعہ نے تین طلاقیں دی تھیں پھر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا تھا اور وہ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ نکلے تو وہ اپنے سابق شوہر سے نکاح کرنا چاہتی تھیں انہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے سابق شوہر رفاعہ قرظی سے اس وقت تک نکاح نہیں کرسکتیں جب تک تم اور تمہارے شوہر وظیفہءزوجیت کی لذت نہ پالو۔

دوسری دلیل:

اب بھی اگر کوئی کہے جماع کا شرط ہونا آیت کریمہ سے ثابت نہیں تو اسے کہا جائے گا کہ زوج ثانی کا مقاربت کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جن سے زیادتی علی الکتاب جائز ہے، چنانچہ حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهٗ﴾ سے نہیں تو حدیث عُسیلہ سے (١٧)

اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن الحسین بزدوی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں: پس حلالہ

١٦۔ إعراب القرآن، المجلد (١)، شرح إعراب، سورة البقرة (٢/ ٢٣٠)، ص ١١٥

١٧۔ المنار مع شرحه جامع الأسرار، المجلد (١)، ص ١٣٧

کے لئے دُخول کا شرط ہونا خبر مشہور کی زیادت سے ثابت ہوا اور اس کی مثل سے زیادۃ علی الکتاب کا احتمال ہوتا ہے۔(۱۸)

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ"۔(۱۹)

یعنی، ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کر لی اس نے بھی طلاق دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے (یعنی مقاربت نہ کر لے)۔

اور امام بخاری نے اسی باب میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ

أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَائَتْ إِلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ، وَأَنِّيْ نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلَىٰ رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِيْ عُسَيْلَتَهُ" (۲۰)

یعنی، رفاعہ قرظی کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی

۱۸۔ أصول فخر الإسلام البزدوي مع شرحه كشف الأسرار: ۱/۱۳۷

۱۹۔ صحيح البخاري، المجلد(۳)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، الحديث: ٥٢٦١، ص٤١٣

۲۰۔ صحيح البخاري، المجلد(۳)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٢، الحديث: ٥٢٦٠

اور حضور ﷺ سے اس نے عرض کی کہ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، عدت گذرنے کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کرلیا اور ان کے پاس تو صرف کپڑے کی مانند ہے (یعنی ان میں وطی کی صلاحیت نہیں ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید تو دوبارہ رفاعہ کی زوجیت میں آنا چاہتی ہے، نہیں آسکتی، یہاں تک کہ تو اس سے لطف اندوز ہو اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوں۔ (یعنی دوسرا شوہر تجھ سے ہمبستری کرے)۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۲۱) روایت کرتے ہیں اور ان سے علامہ ابن کثیر (۲۲) نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ یُطَلِّقُ امْرَأَتَہُ ثَلَاثًا، فَیَتَزَوَّجُھَا آخَرُ، فَیُغْلِقُ الْبَابَ، وَ یُرْخِی السِّتْرَ، ثُمَّ یُطَلِّقُھَا قَبْلَ أَنْ یَدْخُلَ بِھَا، ھَلْ تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ فَقَالَ: لَا، حَتّٰی یَذُوْقَ الْعُسَیْلَۃَ

یعنی، حضور ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی پھر اس عورت سے دوسرے مرد نے نکاح کیا، پھر اندر لے جا کر دروازہ بند کیا، پردہ گرایا پھر ہمبستری کرنے سے قبل طلاق دے دی تو کیا وہ عورت پہلے شوہر کے حلال ہوگئی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہاں تک کہ دوسرا شوہر عُسیلہ کو چکھے (یعنی ہمبستری کرے)۔

اور احادیث مبارکہ میں وارد لفظ ''عُسیلہ'' سے مراد ''جماع'' ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ (۲۳) روایت کرتے ہیں اور ان سے حافظ نور الدین ہیثمی متوفی

۲۱۔ المسند، المجلد (۲)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ص ۲۵

۲۲۔ جامع المسانید و السنن، المجلد (۲۸)، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، رزین بن سلیمان الأحمری عنہ، ص ۱۰۵، الحدیث: ۱۸۹

۲۳۔ المسند، المجلد (٦)، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا، ص ٦٢

۸۰۷ھ (۲۴) نقل کرتے ہیں:

عن عائشة: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الْعُسَيْلَةُ هِيَ الْجِمَاعُ

یعنی، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ عُسیلہ سے مراد جماع (ہمبستری) ہے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ہمبستری کی شرط ہونے کی حدیث کو مختلف نو اسناد کے ساتھ ''صحیح مسلم'' (۲۵) میں...... اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے ''جامع ترمذی'' (۲۶) میں...... اور امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے دو مختلف سندوں کے ساتھ ''سنن ابن ماجہ'' (۲۷) میں...... اور امام ابو عبدالرحمٰن بن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے پانچ مختلف اسناد کے ساتھ ''سنن نسائی'' (۲۸) میں...... اور امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ نے ''المؤطا'' (۲۹) میں روایت کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، امام علی بن عمر دار قطنی، امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی اور دیگر مُحدّثین نے اپنی اپنی مؤلّفات میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابن عمر، انس، رمیصاء، غمیصا، اور ابو ہریرہ کی روایات بھی ہیں اور حدیثِ عائشہ حَسَن صحیح ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں یہ حدیث ائمہ سِتّہ

۲۴۔ مجمع الزوائد، المجلد (٤)، كتاب (١٨) الطلاق، باب (١٣) متى تحلّ المبتوتة؟ ص٤٤٥، الحديث:٧٧٩٨

۲۵۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب(١٧) لا تحلّ المطلّقة ثلاثاً الخ، ص٥٣٧، الحديث:١٤٣٣

۲۶۔ جامع الترمذى، المجلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(٢٦) ماجاء فى من يطلق امرأته ثلاثا الخ، ص١٩٥۔١٩٦، الحديث:١١١٨

۲۷۔ سنن ابن ماجة، المجلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(٣٢) الرجل يطلّق امرأته ثلاثاً الخ، ص٤٥٩۔٤٦٠، الحديث:١٩٣٢۔١٩٣٣

۲۸۔ سنن النسائى، المجلد(٣)، الجزء(٦)، كتاب(٢٧) الطلاق، باب(١٢) احلال المطلّقة ثلثاً و النكاح الذى يحلّها به، ص١٢٨۔١٤٩، الحديث:٣٤٠٨ تا ٣٤١٢

۲۹۔ المؤطا، كتاب الطلاق، باب (١٦) المرأة يطلّقها زوجها الخ، ص١٩٦، الحديث:٥٨٢

نے اپنی کُتُب میں حضرت عائشہ سے روایت کی ہے اور یہ حدیث روایات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے مُحدّثین کی ایک جماعت نے سوائے ابوداؤد کے امام زہری از عروۃ از عائشہ صدیقہ روایت کیا ہے۔ ملخصاً (۳۰)

یہ حدیث عِبَارَۃُ النَّصّ سے جماع کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہے اور عِبَارَۃُ النَّصّ سے مراد ہے کہ لفظ معنی پر دلالت کرے اور کلام کو اسی معنی پر دلالت کرنے کے لئے لایا گیا ہو۔

یعنی، رسول اللہ ﷺ نے اس بات کے بتانے کے لئے یہ کلام فرمایا کہ دوسرے شوہر کا محض عقدِ نکاح کرلینا پہلے شوہر کی خاطر حلال ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے شوہر کے لئے شرط ہوگی کہ وہ عورت سے جماع کرے۔ حدیث شریف میں دونوں کے ایک دوسرے کے شہد چکھنے کا ذکر ہے جس سے مراد جماع و مقاربت ہے۔ لہٰذا حلالہ کے لئے جماع کا شرط ہونا مشہور حدیث سے عِبَارَۃُ النَّص کے ذریعے ثابت ہے۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

فَكَانَ الْحَدِيثُ عِبَارَةً فِي اشْتِرَاطِ وَطْئِهِ لِلتَّحْلِيلِ (۳۱)

یعنی، پس یہ حدیث حلالہ کے لئے ہمبستری کے شرط ہونے کے لئے ''عِبَارَۃُ النَّصّ'' ہے۔

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

فَإِنَّهُ عِبَارَةٌ فِي اشْتِرَاطِ وَطْئِهِ فِي التَّحْلِيلِ لِكَوْنِهِ مَسُوقاً لَهُ (۳۲)

یعنی، یہ حدیث حلال میں ہمبستری کے شرط ہونے میں ''عِبَارَۃُ النَّصّ'' ہے کیونکہ اسے اسی کے بیان میں لایا گیا۔

اگر محض عقدِ نکاح سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کو کافی ہوتا تو رسول اللہ ﷺ

۳۰۔ البنایہ، المجلد(۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به مطلقة الخ، ص۴۷۶

۳۱۔ فتح الغفار بشرح المنار، حکم الخاص، ص۲۸

۳۲۔ نسمات الأسحار علی إفاضة الأنوار شرح المنار، بحث الخاص، ص۲۱

تمیمہ بنت وہب کو رفاعہ قرظی سے نکاح کی اجازت دے دیتے اور نکاح کی اجازت شوہر ثانی کے جماع کے ساتھ مشروط نہ فرماتے۔

نوٹ: رفاعہ میں اختلاف ہے، کہا گیا کہ وہ رفاعہ بن شموال ہیں اور کہا گیا رفاعہ بن وہب اسی طرح ان کی بیوی کے نام میں بھی اختلاف ہے، پس ان کے نام میں چند اقوال ہیں سہیمہ، تمیمہ، رمصیاء، غمیصاء۔(۳۳)

اور امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَغَيْرِهِمْ: أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثاً فَتَزَوَّجَتْ زَوْجاً غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَنَّهَا لَاتَحِلُّ لِلزَّوْجِ الْأَوَّلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ جَامَعَ الزَّوْجُ الْآخَرُ۔ (۳٤)

یعنی، علماء صحابہ وغیرھم کا عمل اسی پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر نے جماع نہ کیا ہو۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ فرماتے ہیں:

لَا تَحِلُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلٰثاً لِمُطَلِّقِهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَهُ وَيَطَأَهَا ثُمَّ يُفَارِقَهَا، وَ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔ (۳۵)

یعنی، مطلّقہ ثلاثہ، طلاق دینے والے کے لئے اس وقت حلال ہوگی جب وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے وطی (جماع) کرے اور وہ پھر اسے طلاق دے اور عدت گذارے ورنہ حلال نہ ہوگی۔

۳۳۔ البنایۃ شرح الھدایہ، المجلد (٥) کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، فصل: فیما تحلّ به المطلّقة الخ ص ٤٧٧

۳٤۔ جامع الترمذی، المجلد(۲)، کتاب(۹) النکاح، باب(۲٦) ما جاء فی من یطلق امرأته ثلاثاً الخ، ص۱۹٦، الحدیث:۱۱۱۸

۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب(۱٦) النکاح، باب(۱۷) لاتحلّ الخ، ص ۳

تیسری دلیل:

جماع کے شرط ہونے کی ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے، چنانچہ امام علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد بخاری ۷۳۰ھ لکھتے ہیں:

فَإِنَّ الْمُتَقَدِّمِيْنَ اتَّفَقُوْا عَلٰى أَنَّهُ ثَابِتٌ بِالْحَدِيْثِ وَ إِثْبَاتُهُ بِالْكِتَابِ تَخْرِيْجُ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ (۳۶)

یعنی، پس بے شک متقدمین علماء اس پر متفق ہیں کہ حلالہ میں دُخول حدیث سے ثابت ہے اور اس کا کتاب اللہ سے اثبات بعض متاخرین علماء کی تخریج ہے۔

پھر بھی کوئی نہ مانے تو اُسے کہا جائے گا کہ اجماع کا شرط ہونا آیت سے ثابت ہے اور اس کی دلیل پوری اُمتِ مُسلمہ کا اجماع ہے کہ پوری اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ جماع کے معنٰی آیہ کریمہ سے ثابت ہیں، چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

فَإِنْ قَالَ: فَإِنَّ ذِكْرَ الْجِمَاعِ غَيْرُ مَوْجُوْدٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَمَا الدَّلَالَةُ عَلٰى مَعْنَاهُ مَا قُلْتَ؟ قِيْلَ: الدَّلَالَةُ عَلٰى ذٰلِكَ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ جَمِيْعاً عَلٰى أَنَّ ذٰلِكَ مَعْنَاهُ (۳۷)

یعنی، پس اگر کہا کہ بے شک جماع کا ذکر کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے تو جو معنی تم نے بتائے اس پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس پر دلیل پوری اُمّتِ مُسلمہ کا اِجماع ہے کہ آیت کے یہی معنی ہیں۔

اور امام ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالکریم بزدوی متوفی ۴۸۲ھ لکھتے ہیں:

۳۶۔ کشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوی، المجلد (۱)، باب معرفة أحکام الخصوص، ص ۱۳۷

۳۷۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن، المجلد (۲)، سورة البقرة، تحت قوله تعالیٰ: ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ الآیة، ص ۲۹۱

وَ ثَبَتَ شَرْطُ الدُّخُوْلِ بِهٖ بِالْإِجْمَاعِ وَ مِنْ صِفَتِهِ التَّحْلِيْلُ (۳۸)

یعنی، حلالہ میں دُخول کا شرط ہونا اجماع سے ثابت ہے اور اس کی صفت سے تحلیل ہے۔

مزید یہ کہ شوہر اول کے ساتھ دوبارہ نکاح کے لئے حلالہ کی شرط شوہر کو زجر و توبیخ کرنے کے لئے رکھی گئی ہے اور حلالہ میں اگر صرف نکاح کافی ہو تو مقصود حاصل نہ ہوگا، چنانچہ علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری لکھتے ہیں کہ عورت کے حلال ہونے کو اس شرط کے ساتھ مقید کرنے سے مقصود شوہر کو طلاق سے زجر کرنا ہے:

وَ مَعْلُوْمٌ أَنَّ هٰذَا الزَّجْرَ إِنَّمَا يَحْصُلُ بِتَوْقِيْتِ الْحِلِّ عَلَى الدُّخُوْلِ، فَأَمَّا مُجَرَّدُ الْعَقْدِ فَلَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةُ نَفْرَةٍ فَلَا يَصْلُحُ جَعْلُهٗ مَانِعاً وَ زَاجِراً (۳۹)

یعنی، اور یہ معلوم ہے کہ یہ زجر اسی وقت حاصل ہوگا جب اول کے لئے عورت کے حلال ہونے کو شوہر ثانی کے دُخول کرنے کے ساتھ مقید کیا جائے۔ باقی رہا خالی عقد نکاح تو اس میں نفرت کی زیادتی نہیں ہے اس لئے وہ زاجر اور مانع بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

لہٰذا قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مطلّقہ ثلاثہ کے شوہر اول پر حلال ہونے کے لئے شوہر ثانی کا صرف عقدِ نکاح کرنا کافی نہیں بلکہ بعد نکاح صحیح، جماع بھی شرط ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳۸۔ أصول فخر الإسلام البزدوی مع شرحه کشف الأسرار: ۱/۱۳۷

۳۹۔ تفسیر غرائب القرآن علی هامش جامع البیان، المجلد (۲)، سورة البقرة، ص ۳۶۶

حلالہ کے لئے اِنزال شرط نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کے لئے صرف دخول شرط ہے یا انزال بھی ضروری ہے؟ بینوا و توجروا عنداللّٰہ

باسمہ تعالی وتقدس

الجواب:

حلالہ کے لئے دُخول ضروری ہے اِنزال ضروری نہیں،

حدیث شریف میں ہے: ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اس عورت نے عِدّت گذارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرلیا پھر اس نے بھی طلاق دی تو اس عورت نے پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہا تو اس عورت کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

أَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَماَ ذَاقَ الْاَوَّلُ"

یعنی، کیا وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہے......؟ آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَ تَذُوقِيَ عُسَيْلَتَهُ (٤٠)

یعنی، تو اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی یہاں تک کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے۔

اِنزال شرط نہ ہونے کی وجہ:

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حلالہ کے لئے اِنزال شرط نہیں کیونکہ اِنزال

٤٠۔ صحیح البخاری، المجلد(٣)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز الطلاق الثلاث، ص٤١٢، ٤١٣، الحدیث: ٥٢٦٠_٥٢٦١

کمالِ دُخول یا مبالغہ فی الدُّخول ہے اور نصّ مُطلق ہے اس میں کمال یا مبالغہ کی قید لگانا درست نہیں کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا، اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی قید بلا دلیل ثابت نہیں ہوتی اور اس قید (یعنی کمال کی قید) پر کوئی دلیل نہیں۔ اور دلیل تو اِنزال کے عدم لُزوم (یعنی لازم نہ ہونے) پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے لفظ ''عُسَیْلَة'' فرمایا جو ''عَسَلَة'' کی تصغیر ہے۔ اور مرد کے جماع کی مٹھاس کو پہنچنے سے کنایہ ہے اور مٹھاس دُخول سے حاصل ہو جاتی ہے تو یہ دخول کی لذت اِنزال جو کمالِ لذت ہے کی تصغیر ہوگئی۔ اور لذتِ جماع کے ساتھ اِنزال سے قبل ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ اِنزال سے تو لذت زائل ہوتی ہے اور رغبت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے اِنزال شرط نہیں ہے۔(٤١)

لہٰذا حلالہ کے لئے دُخول شرط ہے اِنزال شرط نہیں۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ مشروط ہونے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں کوئی فرق نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مطلّقہ ثلاثہ مدخول بہا تو اپنے شوہر پر بلا حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔ غیر مدخول بہا بلا حلالہ شرعیہ حلال ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

٤١۔ البنایة شرح الهدایة، المجلد(٥)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحلّ به المطلّقة، ص ٤٧٨

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

عورت کو مجامعت کے بعد تین طلاقیں کسی طرح بھی دی گئی ہوں یا مجامعت سے قبل بیک لفظ تین طلاقیں دی گئی ہوں یعنی مطلّقہ ثلاثہ مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا دونوں کے شوہر اول سے نکاح کا جواز حلالہ شرعیہ سے مشروط ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا جماع کرنا شرط ہے۔

مُحقّق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

لَافَرْقَ فِیْ ذٰلِکَ بَیْنَ کَوْنِ الْمُطَلَّقَةِ مَدْخُوْلاً بِهَا اَوْ غَیْرَ مَدْخُوْلٍ بِهَا لِصَرِیْحِ اِطْلَاقِ النَّصِّ۔ (۴۲)

یعنی، صریح اِطلاق نص کی بناء پر مُطلّقہ ثلاثہ کے نکاح کا جواز حلالہ سے مشروط ہونے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں کوئی فرق نہیں۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

قریب البلوغ کا حلالہ کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مُراہق کا مطلّقہ ثلاثہ سے بعد نکاح جماع کرنا حلالہ کے لئے کافی ہوگا یا نہیں۔ نیز شرعاً مُراہق کسے کہتے ہیں؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

۴۲۔ فتح القدیر شرح الهداية، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة ص ۳۱

مراہق کی تفسیر میں محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

وفسّر الصبی المراهق فی الجامع فقال: غلام لم یبلغ ومثله یجامع، وفی "المنافع": المراهق الدانی من البلوغ، وقیل: الذی تتحرك آلته و یشتهی الجماع، و فی "فوائد شمس الأئمة": أنه مقدّر بعشر سنین۔ (۴۳)

یعنی، مراہق بچے کے بارے میں امام محمد نے فرمایا: مراہق اس لڑکے کو کہتے ہیں جو بالغ نہ ہوا ہو اور اس جیسا لڑکا جماع کر سکے اور ''منافع'' میں ہے مراہق قریب البلوغ کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ مراہق اس لڑکے کو کہتے ہیں جس کا عضوتناسل متحرک ہوتا ہو اور جماع کی خواہش رکھتا ہو اور ''فوائد شمس الائمہ'' میں ہے کہ اس کی مقدار دس سال ہے۔

مُراہق حلالہ میں بالغ کی مثل ہوتا ہے کیونکہ تحلیل میں نکاح صحیح کے ساتھ دُخول شرط ہے اور وہ (دُخول) اس سے پایا جاتا ہے اِنزال شرط نہیں کہ وہ تو کمال اور مبالغہ فی الدُّخول ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

والشرط أن تتحرك آلة المراهق ویشتهی الجماع وإنما شرط ذلك لأنه علیه السلام شرط الذوق من الطرفین۔ (۴۴)

یعنی، حلالہ میں مراہق کی شرط یہ ہے کہ اس کا عضوتناسل متحرک ہوتا ہو اور جماع کی خواہش رکھتا ہو اور یہ شرط صرف اس لئے لگائی گئی کہ نبی ﷺ نے حدیث عُسَیلہ میں طرفین کا لُطف اندوز ہونا شرط کیا ہے۔

۴۳۔ فتح القدیر شرح الهدایة، المجلد(۴)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۳۴

۴۴۔ البنایة شرح الهدایة، المجلد(۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۴۷۹

مُراہِق کے نکاح سے آزادی کی صورت:

لہٰذا مطلقہ ثلاثہ سے نکاح صحیح کے ساتھ جماع سے وہ عورت سابق شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی مگر وہ عورت سابق شوہر سے نکاح اس وقت کر سکتی ہے جب وہ بچہ (مراہق) کسی کا غلام ہو اور مالک اسے اس عورت کو ہبہ کر دے یا اگر وہ آزاد ہے تو وہ فوت ہو جائے۔ کیونکہ بچے کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فلا يقع طلاق الصبی لقوله عليه السلام: "كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ وَالْمَعْتُوْهِ"۔ (٤٥)

یعنی، بچے کی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:
"ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے، مجنون اور بوہرے کی طلاق کے"۔

بچے کی طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ:

ان کی طلاق جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لیاقت کا دار و مدار تو عقل ممیز پر ہے جب تک عقل ممیّز نہ ہو آدمی طلاق کے لائق نہیں حالانکہ بچہ اور معتوہ عدیم العقل ہیں۔

ورنہ اس کے بالغ ہونے کا انتظار کرنا ہو گا کہ وہ بالغ ہو کر طلاق دے۔

چنانچہ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے باب مَتیٰ يَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ؟ (یعنی بچے کی طلاق کب واقع ہو گی؟) کے تحت بنی قریظہ سے روایت ذکر کی ہے:

أَنَّهُمْ عُرِضُوا عَلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَمَنْ كَانَ مُحْتَلِماً أَوْ نَبَتَتْ عَانَتُهُ قُتِلَ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مُحْتَلِماً أَوْ لَمْ يَنْبُتْ عَانَتُهُ تُرِكَ۔ (٤٦)

٤٥۔ عینی شرح الکنز، المجلد(١)، کتاب الطلاق، ص ١٤٠

٤٦۔ سنن النسائی، المجلد(٣)، الجزء(٤)، کتاب(٢٧) الطلاق، باب(٢٠) متی یقع طلاق الصبیّ؟، ص ١٥٥، الحدیث:٣٤٢٦

یعنی، وہ یوم قریظہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے ان میں جو بالغ تھا اسے قتل کر دیا گیا اور جو نابالغ تھا اسے چھوڑ دیا گیا۔

امام نسائی کا اس روایت کو باب مَتیٰ یَقَعُ طَلَاقُ الصَّبِیِّ ؟ میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اور بچے کی طلاق بالغ ہونے کے بعد واقع ہوگی، چنانچہ امام نسائی نے اسی باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں یوم اُحد میں بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے غزوۂ اُحد میں شرکت کی اجازت نہ دی اور اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ پھر میں یوم خندق میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے غزوۂ خندق میں شریک ہونے کی اجازت دے دی اور اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔ (۴۷)

امام نسائی کا اس روایت کو مذکور باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بچہ بالغ ہونے پر ہی طلاق کا اہل ہوتا ہے اور بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اس کی حد پندرہ (۱۵) سال ہے۔

لہٰذا مُراہق کا، مطلقہ ثلاثہ سے بعد نکاح صحیح کے، جماع کرنا حلالہ کے لئے کافی ہوگا۔ مگر اس میں طلاق کی اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے بلوغ سے قبل اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۴۷۔ سنن النسائی، المجلد (۳)، کتاب (۲۷) الطلاق، باب (۲۰) متی یقع طلاق الصبیّ؟، ص ۱۵۶، الحدیث: ۳۴۲۸

نکاح بشرط حلالہ

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم احناف کے نزدیک بشرطِ تحلیل کیا گیا نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور مخالفین کہتے ہیں کہ حلالہ کے لئے کیا گیا نکاح اصلاً نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ اگر حلالہ کا نکاح جائز ہوتا تو ان پر لعنت نہ کی جاتی۔ مفصّل جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

حدیث شریف میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ۔ (٤٨)

یعنی، بے شک نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث سے نکاح بشرط حلالہ کا باطل ہونا ثابت نہیں ہوتا:

اس حدیث سے نکاح بشرطِ التحلیل (یعنی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنے) کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ نکاح کا باطل ہونا۔ اور جو لوگ اس حدیث کے ذریعہ نکاح حلالہ کا باطل ہونا ثابت کرتے ہیں ان کے جواب میں امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

أما الاعتراض فمنشؤه عدم معرفة إصطلاح أصحابنا وذلك أنهم لايطلقون إسم الحرام إلا على منع ثبت بقطعي فإذا ثبت بظني سمّوه مكروها وهو مع ذلك سبب للعقاب۔ (٤٩)

٤٨۔ سنن أبي داود، المجلد(٢)، كتاب(٦) النكاح، باب(١٦) في التحليل، ص ٣٨٨، الحديث: ٢٠٧٦

٤٩۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص ٣٤

یعنی، مگر اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ہمارے اصحاب کی اصطلاح
کی معرفت نہیں، اصطلاح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب لفظِ حرام کا
اِطلاق صرف اسی فعل پر کرتے ہیں کہ جس سے منع دلیل قطعی سے
ثابت ہو اور جس فعل سے منع دلیل ظنّی سے ثابت ہو اسے مکروہ
کہتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ عقاب کا سبب ہے۔

دلیل:

یہ حدیث خبرِ واحد ہے اور خبرِ واحد ظَن کا فائدہ دیتی ہے لہٰذا مذکور دلیل ظنّی دلیل ہے قطعی نہیں ہے اس لئے اس دلیل کی بناء پر عقد باطل نہیں ہوگا کیونکہ شرط سے عقد باطل نہیں ہوتا بلکہ شرط خود باطل ہو جائے گی۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں:

أن شرط التحليل يبطل و يصح النكاح۔

یعنی، شرطِ تحلیل باطل ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔

عقود کی دو قسمیں:

آگے لکھتے ہیں:

لاشكّ أنه شرط فى النكاحِ لايقتضيه العقد و العقود فى مثله
على قسمين منها مايفسد العقد كالبيع و نحوه و منها ما يبطل
فيه الشرط و يصح هو فيجب بطلان هذا۔ (۵۰)

یعنی، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ایسی شرط ہے کہ عقدِ نکاح
جس کا مقتضی نہیں ہے اور عقود کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو شرط سے
فاسد ہو جاتے ہیں جیسے تجارت وغیرہ اور دوسرے وہ جن میں شرط

۵۰۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد (٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة،
ص ۳۵

باطل ہو جاتی ہے اور عقد صحیح ہو جاتا ہے (جیسے نکاح وغیرہ) پس اس شرط کا بطلان بھی واجب ہے۔

لہٰذا شرطِ تحلیل، عقدِ نکاح کے عدم انعقاد (یعنی منعقد نہ ہونے) لیں مؤثر نہ ہوگی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔

حدیث شریف صحتِ نکاح پر دلیل ہے:

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ(۵۱) اور امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ(۵۲) لکھتے ہیں:

ولکن یقال: لما سمّاہ محلِّلادلّ علی صحۃ النکاح، لأن المحلِّل ھو المُثبِت للحِلّ، فلو کان فاسداً لما سمّاہ مُحلِّلاً۔

یعنی، اور لیکن کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا ایسا نکاح کرنے والے کو مُحَلِّل (سابقہ شوہر کے لئے عورت کے نکاح کو حلال کرنے والا) فرمانا، صحتِ نکاح کی دلیل ہے کیونکہ مُحَلِّل، حِلّ کو ثابت کرنے والا ہوتا ہے۔ پس اگر بشرط تحلیل کیا گیا نکاح فاسد ہوتا ہے تو آپ ﷺ اسے مُحَلِّل نہ فرماتے۔

ظاہر ہے کہ بشرط تحلیل نکاح کرنے والا مُحَلِّل (سابقہ شوہر کے لئے عورت کو حلال کرنے والا) اسی وقت ہوگا جب اس کا نکاح صحیح ہو جائے کیونکہ تحلیل کے لئے وطی (ہمبستری) بنکاحِ صحیح شرط ہے اگر نکاح صحیح نہ ہو تو اس کی وطی عورت کو سابق شوہر کے لئے حلال نہیں کرے گی اور وہ مُحَلِّل نہیں ہو سکتا۔ جب اسے مُحَلِّل فرمایا گیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تحریمی ہے اور حلالہ کرنے والا، کروانے والا اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے۔

۵۱۔ البنایۃ شرح الھدایۃ، المجلد(۵)، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، فصل: فیما تحلّ بہ المطلّقۃ، ص ۸۱؛

۵۲۔ فتح القدیر شرح الھدایۃ، المجلد(٤)، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، فصل: فیما تحلّ بہ المطلّقۃ، ص ۳٤

لعنت کی وجہ:

اور یہ بات کہ ایسے نکاح سے حصولِ تحلیل کے باوجود لعنت کیوں کی گئی......؟ تو اس کے جواب میں شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

لأن إلتماس ذلك هتك للمروئة و إعارة التَّيس فى الوطء لغرض الغير رذيلة، فإنه أنما يطأها ليعرضها لوطء الغير، وهو قلّة حمية، ولهذا قال عليه السلام: "هُوَ التَّيسُ الْمُستَعَارُ" (۵۳)

یعنی، کیونکہ اس کی طلب مروت کی ہتک (رسوائی) ہے اور وطی میں نَر کو دوسرے کی غرض سے مانگ کر لینا رذیل ہے کیونکہ وہ اس عورت سے صرف اس لئے وطی (ہمبستری) کرتا ہے تاکہ وہ اسے دوسرے کی وطی کے لئے حلال کر کے پیش کرے اور یہ قلّتِ غیرت ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اسے "تَیسُ الْمُستَعَارُ" (یعنی مانگا ہوا بکرا) فرمایا ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ اور مُتعہ میں فرق

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے اہلِ تشیع مُتعہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور اہلسنّت حضرات حلالہ کو جائز کہتے ہیں؟ گویا دونوں ایک طرح سے وقتی نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔ برائے کرم حلالہ اور

۵۳۔ البناية شرح الهداية، المجلد(۵)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، ص ۴۸۱

مُتعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرق بیان کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمہ تعالی وتقدس

الجواب:

نکاح کے اصطلاحی معنیٰ:

حلالہ شرعاً نکاح ہی ہے اور شریعت مطہرہ میں نکاح اس مخصوص عقد کا نام ہے جو بالقصد مفیدِ ملکِ مُتعہ ہو یعنی اس کے ذریعہ مرد کا عورت سے نفع حاصل کرنا جائز ہو جائے۔
شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

العقد الشرعي الذی یوجب حلّ المرأة بنفسه۔ (٥٤)

یعنی، نکاح ایک شرعی عقد ہے جو بنفسہ عورت کے حلال ہونے کو واجب کرتا ہے۔

نکاح کی ایک شرط یہ بھی ہے:

پھر نکاح کی شرائط میں سے ہے کہ یہ عقد نکاح دو عاقل بالغ گواہوں کے سامنے ہو اگر نکاح دو مسلمانوں کا ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴾ (٥٥)

ترجمہ: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (کنزالایمان)

اور عورت، جس سے نکاح کیا جارہا ہے وہ محرمات میں سے نہ ہو اور غیر مسلم یا غیر کتابیہ نہ ہو وغیرہ۔

٥٤۔ البناية شرح الهداية، المجلد(٥)، كتاب النكاح، ص٦

٥٥۔ النساء: ١٤١/٤

اور حلالہ جب نکاح ہی ہے تو اسے حلالہ کیوں کہتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نکاح مطلّقہ ثلاثہ کو جو اپنے شوہر پر حرام ہوتی ہے، سابقہ شوہر کے واسطے حلال کر دیتا ہے۔ اسی لئے اس نکاح کو حلالہ کہا جاتا ہے۔

مُتعہ کسے کہتے ہیں؟

اور متعہ کے متعلق علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

هو أن يقول لإمرأة أتمتّع بكِ كذا مدة بكذا من المال۔(٥٦)

یعنی، مُتعہ کسی عورت کو یہ کہنا ہے کہ میں تجھ سے اتنے مال کے بدلے اتنی مدت کے لئے مُتعہ کرتا ہوں۔

امام ابن ھمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں مُتعہ کسی عورت کو یہ کہنا ہے کہ میں تجھ سے اتنی مُدّت مثلاً دس دن یا چند دنوں کے لئے جسمانی نفع حاصل کرتا ہوں یا یوں کہنا کہ مجھے اپنے آپ سے چند دنوں کے لئے جسمانی نفع حاصل کرنے دے یا مدّت ذکر نہ کرے۔

نکاح مؤقّت اور مُتعہ میں فرق:

اور پھر نکاح مؤقّت اور مُتعہ میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں شیخ الاسلام نے فرمایا نکاح مؤقّت اور مُتعہ میں فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقّت میں لفظ نکاح اور شادی ذکر کیا جاتا ہے اور مُتعہ میں، میں مُتعہ کرتا ہوں، یا مُتعہ طلب کرتا ہوں، یعنی ہر وہ لفظ ذکر کیا جاتا ہے جو مُتعہ کے مادّہ پر مشتمل ہو، اور ہر وہ لفظ بولا جاتا ہے جس سے مُتعہ میں گواہوں کا لازم نہ ہونا اور تعیین مدّت ظاہر ہو، اور مؤقّت میں گواہ ہوتے ہیں اور مدّت مقرر ہوتی ہے۔(٥٧)

شارح صحیح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض

٥٦۔ الهداية، المجلد(١۔٢)، الجزء(١)، كتاب النكاح، فصل: في بيان المحرمات، ص٢١٢

٥٧۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(٣)، كتاب النكاح، فصل: في بيان المحرمات، ص٥

نے فرمایا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مُتعہ ایک مُدّت کے لئے عقد ہوتا ہے جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور بغیر طلاق کے انقطاع ہو جاتا ہے۔(۵۸)

فقہ جعفریہ کی روشنی میں مُتعہ:

اور فقہ جعفریہ کی روشنی میں جس عورت سے نفسانی خواہش پوری کرنی مقصود ہو اس سے مُتعہ کرلیا جائے اور مُتعہ کا رکن یہ ہے کہ عورت سے مُدّت اور وقت کا تعین کیا جائے کہ کتنے پیسوں کے عوض وہ عورت کتنی مدّت کے لئے اپنا جسم حوالے کرے گی۔ وقت پورا ہو جانے کے بعد مُتعہ از خود ختم ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں رہتی۔ ممتوعہ (مُتعہ کی گئی) عورت کے لئے مسلمان یا اہلِ کتاب ہونا ضروری نہیں۔ مجوسی عورت سے بھی مُتعہ کیا جاسکتا ہے۔ عقدِ مُتعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ممتوعہ عورتوں میں تعداد کی کوئی حدّ ہے۔ حتیٰ کہ بیک وقت سو عورتوں سے بھی مُتعہ کیا جاسکتا ہے۔ ممتوعہ (مُتعہ کی گئی) عورت وراثت کی حقدار نہیں ہوتی۔ نہ ہی مُتعہ کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔

جمیع اُمّتِ مُسلمہ کے نزدیک مُتعہ حرام ہے اور اہلِ تشیع کے ہاں جائز بلکہ ثواب ہے۔

مُتعہ اور نکاح میں فرق یہ ہے:

۱۔ اہل تشیع کے ہاں مُتعہ کے رکن، مُدّت کا تعین اور اُجرت کا تعین ہیں،

چنانچہ شیعہ مصنّف ابو جعفر محمد بن طوسی نے لکھا "زرارہ نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا مُتعہ صرف دو چیزوں سے منعقد ہوتا ہے مُدّت کا تعیُّن اور اُجرت کا تعیُّن ہو"۔(۵۹)

۵۸۔ شرح صحیح مسلم للنووي، المجلد(٥)، الجزء(٩)، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص ١٥٥، الحديث: ١١(١٤٠٤)

۵۹۔ تهذيب الأحكام، المجلد(٧)، ص ٤٦٢

جبکہ نکاح کے رُکن ایجاب وقبول ہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے: ینعقد بإیجاب و قبول یعنی، نکاح ایجاب اور قبول سے منعقد ہو جاتا ہے۔

۲۔ ان کے ہاں متعہ کا انعقاد لفظِ متعہ اور ہر اس لفظ سے بھی ہوتا ہے جو مادّہ متعہ کو شامل ہو۔ جیسا کہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کیا کہ ''ابو عمر کہتے ہیں میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں''۔(٦٠)

جبکہ نکاح کا انعقاد صرف لفظ نکاح، لفظ تزویج اور ان الفاظ سے درست ہوتا ہے، جو فی الحال تملیکِ عین کے لئے موضوع ہوں (یعنی فی الحال عین چیز کے مالک ہونے کے لئے رکھے گئے ہو) کما فی کتب الفقه

۳۔ متعہ میں عورت کا مسلمان یا کتابیہ ہونا ضروری نہیں جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا کہ ''منصور بن صقیل سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''مجوسی (آتش پرست) عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں''۔(٦١)

جبکہ نکاح کے لئے عورت کا مسلمان یا کتابیہ ہونا ضروری ہے کہ مشرکہ عورت سے نکاح نہیں ہوتا ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ﴾ (٦٢)

ترجمہ: شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ (کنزالایمان)

۴۔ عقدِ متعہ مدّت پوری ہونے پر خود بخود ختم ہو جاتا ہے طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ ابو جعفر نے لکھا کہ ''محمد بن اسماعیل کہتے ہیں میں نے ابو الحسن رضا

٦٠۔ الفروع فی الکافی، المجلد(٥)، ص ٤٥٥

٦١۔ الاستبصار، المجلد(٣)، ص ١٤٤

٦٢۔ البقرة:٢٢١/٢

علیہ السلام سے پوچھا کیا اس سے بغیر طلاق علیحدگی ہوجاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں"۔(٦٣)

جبکہ نکاح کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں:

والنكاح لا ينعقد إلّا مؤبّداً۔(٦٤)

یعنی، نکاح نہیں منعقد ہوتا مگر ہمیشہ کے لئے۔

اس لئے وہ خود بخود ختم نہیں ہوتا جب تک وہ اسباب نہ پائے جائیں جنہیں شریعت مطہرہ نے نکاح ختم کرنے کے لئے مقرر کیا ہے جیسے طلاق اور وفات وغیرہ۔

٥۔ عقدِ مُتعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ امام ابن ھمام حنفی نے "فتح القدیر" میں لکھا جس کا بیان مندرجہ بالا سطور میں گذرا جبکہ نکاح میں دو گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

لَانِكَاحَ إلَّا بِشُهُوْدٍ (٦٥)

یعنی، گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

اَلْبَغَايَا اللَّاتِىْ يَنْكِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ۔ (٦٦)

یعنی، زانیہ عورتیں وہ ہیں جو اپنا نکاح بغیر گواہوں کے کریں۔

٦۔ مُتعہ میں عورتوں کی کوئی حدّ نہیں حتی کہ بیک وقت ستّر یا اس سے زیادہ عورتوں سے بھی مُتعہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا "زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کیا مُتعہ چار عورتوں سے کیا جاسکتا ہے؟ انہوں

٦٣۔ الإستبصار، المجلد(٣)، ص ١٥١

٦٤۔ البناية شرح الهداية، المجلد(٥)، كتاب النكاح، ص ١١

٦٥۔ الهداية، المجلد(١۔٢)، الجزء(١)، كتاب النكاح، ص ٢٠٦

٦٦۔ جامع ترمذي، المجلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(١٥) ماجاء لا نكاح إلّا ببينة، ص ١٨٤، الحديث: ١١٠٣

نے کہا کہ مُتعہ اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کرلو'' ۔(٦٧)

جبکہ نکاح میں بیک وقت صرف چار عورتیں رہ سکتی ہیں ۔قرآن مجید میں ہے:

﴿ فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ﴾ (٦٨)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں، دو دو تین تین اور چار چار۔ (کنزالایمان)

٧۔ مُتعہ میں فریقین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا کہ ''مُتعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی'' ۔(٦٩)

جبکہ نکاح میں فریقین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں ۔فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ج فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَ ﴾ (٧٠)

ترجمہ: اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا:

﴿ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ ﴾ (٧١)

ترجمہ: اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے

٦٧۔ الإستبصار، المجلد(٣)، ص١٤٧

٦٨۔ النساء:٣/٤

٦٩۔ الإستبصار، المجلد(٣)، ص١٤٧

٧٠۔ النساء:١٢/٤

٧١۔ النساء:١٢/٤

آٹھواں۔ (کنز الایمان)

۸۔ عقدِ مُتعہ ایک معیّن مُدّت کے لئے ہوتا ہے اور اس میں اضافہ کا اختیار رہتا ہے جیسا کہ ابو جعفر قمی نے لکھا کہ "محمد بن نعمان نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا تم عورت سے کہو کہ عقد ایک معیّن مُدّت تک ہے۔ پھر اگر میں نے چاہا تو اس مُدّت میں اضافہ کرونگا اور تم بھی اضافہ کر دینا"۔ (۷۲)

جبکہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جو دوام (ہمیشگی) کے لئے وضع کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا﴾ (۷۳)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں نہ پسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنز الایمان)

پھر اگر چہ وہ نکاح کے فوراً بعد ہی ختم کر دیا جائے جیسے طلاق وغیرہ سے یا کسی وجہ سے ختم ہو جائے جیسے وفات سے۔

۹۔ مُتعہ والی عورت خرچہ کا حق نہیں رکھتی جیسا کہ خمینی نے مُتعہ کے احکام میں لکھا کہ "مُتعہ والی عورت اگر چہ حاملہ ہو جائے خرچہ کا حق نہیں رکھتی"۔ (۷۴)

جبکہ منکوحہ نفقہ کا حق رکھتی ہے، چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ﴾ (۷۵)

۷۲۔ من لایحضرہ الفقیہ، المجلد(۳)، ص ۲۹٤

۷۳۔ النساء: ٤/۱۹

۷٤۔ توضیح المسائل، ص ۳۲۹

۷۵۔ الطلاق: ٦۵/۷

ترجمہ: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا
رزق تنگ ہو گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ
کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا۔ (کنزالایمان)

اور حاملہ ہو تو بھی اس کو نفقہ دینے کا حکم ہے خواہ اس کو طلاق رجعی دی گئی ہو یا
بائن۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ﴾ (٧٦)

ترجمہ: اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ ان
کے بچہ پیدا ہو۔ (کنزالایمان)

١٠۔ مُتعہ میں جدائی کی صورت میں عدت نہیں ہوتی، ابو جعفر کلینی نے لکھا کہ "ابو عمر
کہتے ہیں میں نے ہشام بن سالم سے مُتعہ کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے (مُتعہ کا
طریقہ بیان کرتے ہوئے) کہا اس میں عِدّت نہیں ہے"۔(٧٧)

جبکہ نکاح کے بعد طلاق وغیرہ سے جدائی کی صورت میں مدخول بہا پر عِدّت لازم
آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ﴾ (٧٨)

ترجمہ: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض
تک۔ (کنزالایمان)

اور غیر مدخول بہا پر عِدّت نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ
عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ﴾ (٧٩)

٧٦۔ الطلاق:٦٥/٦

٧٧۔ الفروع فی الکافی، المجلد(٥)، ص٤٥٦

٧٨۔ البقرة:٢٢٨/٢

٧٩۔ الأحزاب:٤٩/٣٣

ترجمہ: پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو۔ (کنزالایمان)

اور جدائی اگر وفات کی صورت میں ہو تو بھی عِدّت لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ (۸۰)

ترجمہ: اور تم میں جو مرے اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔ (کنزالایمان)

اور اگر عورت حاملہ ہو اور جدائی چاہے طلاق سے ہو یا وفات سے تو بھی عِدّت لازم ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (۸۱)

ترجمہ: اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ (کنزالایمان)

۱۱۔ نبی کریم ﷺ نے مُتعہ قیامت تک حرام فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

حضرت ربیع بن سبرہ اپنے والد سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! آج سے قیامت تک کے لئے مُتعہ حرام ہے۔ (۸۲)

دوسری حدیث شریف ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مُتعہ کا حرام ہونا بتاتے ہوئے فرمایا۔ اے ابن عباس ٹھہرو! رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن مُتعہ کرنے اور پالتو گدھوں کو کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ (۸۳)

۸۰۔ البقرۃ:۲/۲۳۴

۸۱۔ الطلاق:۶۵/۴

۸۲۔ صحیح مسلم، کتاب(۱۶) النکاح، باب(۳) نکاح المتعۃ الخ، ص۵۲۳، الحدیث:۲۸۔(۱۴۰۶)

۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب(۱۶) النکاح، باب(۳) نکاح المتعۃ الخ، ص۵۲۳، الحدیث:۳۲(۱۴۰۷)

مُتعہ دو مرتبہ حرام کیا گیا ایک مرتبہ غزوۂ خیبر میں جس کا بیان مذکور حدیث میں گذرا اور فتح مکہ میں، مکہ میں داخل ہوتے وقت مُباح کیا گیا پھر نکلنے سے قبل قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مُتعہ مباح فرمایا پھر ہم ابھی مکہ سے نکلے نہ تھے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے حرام فرما دیا۔(٨٤)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے مُتعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے تم میں سے جس کے پاس بھی ان (ممتوعہ عورتوں) میں سے کوئی عورت ہو اس کا راستہ چھوڑ دے اور جو تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے بھی کچھ نہ لے۔(٨٥)

خود اہلِ تشیع کے ہاں مُتعہ کا ابدی حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ابو جعفر طوسی روایت کرتے ہیں کہ ''زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاحِ مُتعہ کو حرام کر دیا''۔(٨٦)

جبکہ نکاح قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (٨٧)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔ (کنز الایمان)

اور حدیث شریف میں ہے:

النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ (٨٨)

یعنی، نکاح میری سنّت ہے جس نے میری سنّت پر عمل نہ کیا وہ

٨٤۔ صحيح مسلم، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص٥٢٢، الحديث: ٢٢(١٤٠٦)

٨٥۔ صحيح مسلم، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص٥٢٣، الحديث٢٨(١٤٠٦)

٨٦۔ الإستبصار، المجلد(٣)، ص١٤٢

٨٧۔ النساء: ٤/٤

٨٨۔ سنن إبن ماجة، المجلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(١) ماجاء في فضل النكاح، ص٤١٥، الحديث: ١٨٤٦

میرے طریقہ پر نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ قَدَرَ عَلٰی اَنْ یَنْکِحَ فَلَمْ یَنْکِحْ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (۸۹)

یعنی، جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو پھر نکاح نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

تَزَوَّجُوْا فَاِنَّ التَّزَوُّجَ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ۔ (۹۰)

یعنی، شادی کرو پس تحقیق شادی کرنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔☆

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

کیا حلالہ عورتوں کے لئے سزا ہے؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض پڑھی لکھی سمجھدار مسلمان عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اسلام نے مطلّقہ ثلاثہ کے لئے اپنے شوہر پر حلال ہونے کے لئے حلالہ کی شرط لگائی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیوی ہی طلاق کا ظلم سہے اور حلالہ کی سزا بھی اُسی کو ملے؟، تو اس کا جواب کیا ہوگا؟ بینوا توجروا

باسمہ تعالیٰ وتقدس

۸۹۔ سنن الدارمی، المجلد(۲)، کتاب النکاح، باب الحثّ علی التزویج، ص ۱۱۰، الحدیث: ۲۱۶۴: ۱۲

أیضاً البنایة شرح الهدایة، المجلد(۵)، کتاب النکاح، ص ۵

۹۰۔ البنایة شرح الهدایة، المجلد(۵)، کتاب النکاح، ص ۵

☆ اس فتویٰ میں کُتبِ شیعہ کے حوالہ جات شرح صحیح مسلم للسعیدی (المجلد:۳) سے ماخوذ ہیں۔

الجواب:

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ عورت کو حلالہ کی سزا بھگتنے اور سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے پر کس نے جبر کیا؟ نہ قرآن وسنّت نے، نہ صحابہ وتابعین نے، نہ ائمہ مجتہدین وعلمائے دین نے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلاق دے کر ایک عرصہ کی رفاقت ختم کردینے والے شوہر سے دوبارہ رفاقت کی تمنا، خود مطلّقہ عورت ہی کرتی ہے۔ کوئی اس کو مجبور نہیں کرتا، نہ شریعت، نہ مفتی، نہ قاضی۔ اور عورت کے اپنے خاوند سے رفاقت کے لئے قرآن کی یہ ہدایت اس لئے ہے تاکہ آئندہ نہ عورت جلد بازی کرے طلاق لینے میں اور نہ مرد جلد بازی کرے طلاق دینے میں۔ طلاق دینے میں اکثر میاں بیوی دونوں کے کرتوتوں کا انجام ہے کیونکہ مرد نے ایک طلاق پر اکتفاء نہیں کیا۔ اس لئے کہ تعلیم اسلامی حاصل نہ تھی یا تعلیمات اسلامی کو اہمیت نہ دی۔ یہ بھی اللہ عزوجل نے کرم فرمایا کہ ایک بار اپنے کرتوتوں سے ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئے تھے اور اس نافرمانی کے ذریعہ اپنے کرتوتوں سے انجام کو پہنچنے کے بعد ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ اگر یہ حل نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ زمانہ میں حرام کاری سے بدنام ہوتے اور کبیرہ کے مرتکب ہوتے۔ اللہ تعالی کا کرم ہے کہ اس نے حِلّت کی راہ بتادی اور متعین فرمادی چاہیئے تو تھا کہ اللہ تعالی کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے مگر انسان ظالم وجاہل ہے کہ اسلام پر ،کلام الٰہی پر اور ذات باری تعالی پر اعتراض کرنے لگ گیا۔ حد ہوگئی کہ نعمت کو زحمت سمجھا جانے لگا۔ لہٰذا مرد عورت ایک دوسرے پر حرام ہونے کے بعد چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا کرم ہو کہ جو ایک ساتھ رہ سکیں تو لاج رکھنے والے نے لاج رکھتے ہوئے یہ حکم فرمایا:

﴿ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ﴾ (۹۱)

ترجمہ: وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے

۹۱۔ البقرۃ:۲۳۱/۲

پاس نہ رہے۔ (کنزالایمان)

یعنی، وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے ہمبستری کے بعد طلاق دے اور عدت گذرنے کے بعد اب وہ عورت اپنے سابق شوہر کے لئے حلال ہو سکتی ہے۔

تو عورت قرآن کی اس ہدایت کو بھی اپنی مرضی سے چاہتی ہے اور قبول کر لیتی ہے۔ اگر یہ قرآنی ضابطہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ظلم ہے تو عورتیں اسے کیوں اختیار کرتی ہیں؟

جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ (۹۲) اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ (۹۳) روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی کہ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، پھر انہوں نے مجھے طلاق دے دی اور طلاق مغلظہ دی تھی پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن ان کے پاس تو اس کپڑے کے پلو کی مانند ہے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو؟ لیکن تم اس وقت تک ان سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک تم عبدالرحمٰن بن زبیر کا مزہ نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدمتِ نبوی میں موجود تھے اور خالد بن سعید بن العاص دروازے پر اپنے لئے اندر آنے کی اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ابوبکر! کیا تم اس عورت کی آواز نہیں سنتے؟ یہ نبی کریم ﷺ کے حضور کس قدر آواز سے گفتگو کر رہی ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۹۲۔ صحیح مسلم، المجلد (٥)، الجزء (١٠)، كتاب (١٦) النكاح، باب (١٧) لا تحلّ المطلّقة ثلاثًا حتّى تنكح الخ، ص ٣، الحديث: ١١١ (١٤٣٣)

۹۳۔ صحیح البخاری، المجلد (٣) كتاب (٦٨) الطلاق، باب (٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص ٤١٢، الحديث: ٥٢٦٠

حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی کہنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ لفظ حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو پھر ان کا جواب کیا ہوگا؟ بینوا و توجروا

باسمه تعالى وتقدس

الجواب:

قرآن مجید میں مطلّقہ ثلاثہ کے سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ (٩٤) کے کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں نبی کریم اسے "أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟" کے الفاظ سے سوال کیا گیا۔ (٩٥)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے "كَانَ يَحِلُّ لِيْ" کے الفاظ میں سوال کیا۔ (٩٦)

اور آپ ﷺ نے خود "لَمْ تَحِلّ لَه" کے الفاظ اپنی مبارک زبان سے ارشاد

٩٤۔ البقرة:٢٣١/٢

٩٥۔ صحيح البخاري، المجلد(٣)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٣، الحديث:٥٢٦١

أيضاً صحيح مسلم، كتاب(١٦)النكاح، باب(١٧)لا تحل المطلقة ثلاثة الخ، ص٥٣٧، الحديث: ١١٤ (١٤٣٣)

أيضاً الموطا الإمام محمد، كتاب الطلاق، باب المرأة يطلقها زوجها الخ، ص١٩٢۔١٩٣

أيضاً سنن الدارقطني، المجلد(٣)، الجزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٩٣٢، ص٢١

أيضاً السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء في إمضاء الطلاق الخ، ص٥٥٠، الحديث:١٤٩٧١

٩٦۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء في إمضاء الطلاق الخ، ص٥٤٧، الحديث:١٤٩٥٥

فرمائے۔(۹۷)

یہی الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمائے۔(۹۸)

اور یہی الفاظ حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ اور ابن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی متفقہ طور پر: (۹۹) اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے متفقہ طور پر (۱۰۰) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (۱۰۱) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ (۱۰۲) اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (۱۰۳) وغیرھم سے مروی ہیں۔

اور تابعین میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (۱۰۴) اور حضرت سعید بن میسّب، سعید بن جبیر اور حمید بن عبد الرحمٰن (۱۰۵) سے مروی ہیں۔

بہر حال ''حلال وحرام''، قرآن وحدیث اور دین واسلام کی ایک اہم اصطلاح ہے جس کے بارے میں قرآن میں ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ اور احادیث وآثار صحابہ اور اقوال تابعین میں ''أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟''، ''كَانَ يَحِلُّ لِي؟''، ''لَمْ تَحِلُّ لَهُ''،

۹۷۔ سنن الدارقطنی، المجلد (۳)، الجزء (٤)، کتاب الطلاق، الحدیث: ۳۹۲۷ ۔ ۳۹۲۸، ص ۲۰

أیضاً السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب(۱٤) ماجاء فی إمضاء الطلاق الخ، ص ۵۵۰، الحدیث: ۱٤۹۷۰

۹۸۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۹) فی الرجل یقول لامرأته: "أنت طالق الخ"، ص ۲۱، الحدیث: ۷

۹۹۔ سنن أبی داود، المجلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة الخ، ص ٤۵۰، الحدیث: ۲۱۹۸

۱۰۰۔ شرح معانی الآثار، المجلد(۲)، الجزء(۳)، کتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل یطلّق امرأته ثلاثاً معاً، ص ۵۸، الحدیث: ٤٤۸۰

۱۰۱۔ السنن الکبریٰ للبیهقی، المجلد(۷)، کتاب الخلع و الطلاق، باب (۱٤) ماجاء فی إمضاء الطلاق الخ، ص ۵٤۷، الحدیث: ۱٤۹۵۸ ۔ ۱٤۹۵۹

۱۰۲۔ مجمع البحرین فی زوائد المعجمین، المجلد (۲)، کتاب الطلاق، باب المطلّقة ثلاثاً الخ، ص ۳۵۵، الحدیث: ۲۳۷۵

۱۰۳۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۸) فی الرجل یزوّج المرأة ثم یطلّقها، ص ۱۹

۱۰٤۔ سنن الدارقطنی، المجلد(۳)، الجزء(٤)، کتاب الطلاق، حدیث

۱۰۵۔ مصنف ابن أبی شیبة، المجلد(٤)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب یطلّقها، ص ۱۹

''لَاتَحِلُّ لَهُ''، ''لَا تَحِلُّ لِلْأَوَّلِ'' کے الفاظ آئے ہیں اس کے معنی (بالترتیب) ''تو اسے حلال نہ ہوگی''، ''کیا اسے حلال ہوگی؟''، ''کیا میرے لئے حلال ہے''؟ ''اسے حلال نہیں'' اور ''اسے حلال نہ ہوگی'' کے ہیں۔

اب حلالہ کے لفظ کو بے شرمی و بے حیائی قرار دینے اور مذاق اڑانے کی کیا کسی مسلمان کا ایمان اجازت دے گا؟ ہرگز نہیں۔ صرف وہی یہ بات کہے گا جس کے دل میں ایمان وایقان کی جگہ بے شرمی و بے حیائی نے لے لی ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق کو مُعلّق کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید نے ہندہ کے بارے میں کہا اگر میں اس سے نکاح کر کے ہمبستری کروں تو اسے تین طلاقیں ہیں حالانکہ اس وقت زید ہندہ دونوں اجنبی تھے پھر زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہمبستری بھی ہوئی تو طلاقیں واقع ہوجائیں گی یا نہیں اگر واقع ہوجائیں گی تو حضور ﷺ کے فرمان ''نکاح سے قبل طلاق نہیں ہوتی'' کا کیا مطلب ہوگا؟ بینوا وتوجروا

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

صورتِ مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی اور وہ عورت زید پر حرام ہوجائے گی کیونکہ یہ تعلیق ہے اور تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی چیز موقوف ہے اُسے شرط کہتے ہیں۔

جیسے کسی نے اجنبیہ سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے۔ یہاں پر طلاق کا واقع ہونا نکاح کے ہونے پر موقوف ہے۔

تعلیق بالشرط جائز ہے:

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ ﴾ (۱۰۶)

ترجمہ: ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم خیرات کریں گے۔ (کنز الایمان)

اس آیہ کریمہ کے تحت شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

فهذا نظير: إن تزوجتُ فلانة فهي طالق۔ (۱۰۷)

یعنی، پس یہ نظیر ہے إن تزوجت فلانة فهي طالق (یعنی اگر میں نے فلانی عورت سے شادی کی تو وہ طلاق والی ہے) کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ إِذَا نَكَحْتُ فُلَانَةً فَهِيَ طَالِقٌ كَذٰلِكَ إِذَا نَكَحَهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً فَهُوَ كَمَا قَالَ۔ (۱۰۸)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب کسی شخص نے کہا میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو

۱۰۶۔ التوبہ: ۹/۷۵

۱۰۷۔ عمدة القاری، المجلد (۱٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (۹) لا طلاق قبل النکاح، ص ۲۵٤

۱۰۸۔ الموطا للإمام محمد بن الحسن، کتاب الطلاق، باب الرجل یقول: إذا نکحت فلانة فهي طالق، ص ۲۵۸

وہ جب اس سے نکاح کرے گا طلاق واقع ہوجائے گی اگر ایک طلاق یا دو یا تین کہی ہوں گی تو اتنی ہی واقع ہوں گی کہ جتنی اس نے کہی ہوں گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ قَالَ فِی الْمَنْصُوْبَةِ: إِنَّهَا تُطَلَّقُ۔ (۱۰۹)

یعنی منصوبہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی قبیلہ یا شہر کی طرف منسوب ہو اس کے لئے مرد کہے اگر میں فلاں قبیلہ یا فلاں شہر کی فلانی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طلاق واقع ہوجائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

۱۔ احمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۷۹ھ روایت بیان کرتے ہیں کہ

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ: إِنْ قُلْتُ، إِنْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً فَهِیَ كَظَهْرِ أُمِّیْ، قَالَ: إِنْ تَزَوَّجْتَهَا، فَلَا تَقْرَبْهَا حَتّٰى تُكَفِّرَ۔ (۱۱۰)

یعنی، قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر میں یہ کہوں اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو وہ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے تو آپ نے فرمایا (یہ تعلیق صحیح ہے) جب تو اس سے شادی کرے تو ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے قبل اس کے قریب نہ جانا۔

۱۰۹۔ جامع ترمذی، المجلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (...) جاء لاطلاق قبل النکاح، ص۲۲۸

۱۱۰۔ المؤطا للإمام محمد بن الحسن، کتاب الطلاق، باب ... لامرأته: إذا الخ، ص ۲۵۸

اس سے معلوم ہوا کہ اگر طلاقِ ظہار کو نکاح سے معلّق کرنا درست ہے تو صریح طلاق کو بھی نکاح کے ساتھ معلّق کرنا درست ہوگا، اگر تعلیق بالنکاح (یعنی طلاق کو نکاح کے ساتھ مُعلّق کرنا) جائز ہے تو تعلیق بالدخول مع النکاح (یعنی طلاق کو نکاح کے بعد دخول سے مُعلّق کرنا) بھی جائز ہے۔

اور امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں قدامہ نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا، جس نے کہا، ہر عورت جس سے بھی وہ شادی کرے تو وہ طلاق والی ہے اور ہر باندی جسے بھی وہ خریدے تو وہ آزاد ہے، تو آپ نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو نہ میں نکاح کرتا اور نہ ہی باندی خریدتا یعنی نکاح سے طلاق اور خریدنے سے باندی آزاد ہو جائے گی۔(۱۱۱)

تابعین کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام زہری اور مکحول اس شخص پر جو یہ کہے "ہر عورت جس سے میں شادی کروں اسے طلاق ہے" اس پر (نکاح کے بعد) طلاق کو لازم کرتے تھے۔

اور امام شعبی سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ پر جس عورت سے بھی شادی کروں اُسے طلاق ہے تو آپ نے فرمایا وہ شخص اس پر جس سے بھی شادی کرے گا اُسے طلاق ہو جائے گی۔

اور امام زہری نے طلاق کو نکاح سے مُعلّق کرنے کے بارے میں فرمایا إِذَا وَقَعَ النِّکَاحُ وَقَعَ الطَّلَاقُ یعنی، جب نکاح ہوگا طلاق واقع ہو جائے گی۔(۱۱۲)

۱۱۱۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد (٤)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱۷) فی الرجل یقول کلّ امرأة یتزوّجها إلخ، الحدیث: ۱، ص ۱۷۰

۱۱۲۔ مصنّف ابن أبی شیبة، المجلد (٤)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (۱٦) من کان یوقعه علیه الخ، و باب (۱۷) فی الرجل یقول کل امرأته یتزوجها الخ ص ۱٦-۱۸

''نکاح سے قبل طلاق نہیں'' کا مطلب:

اور جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ نکاح سے قبل طلاق نہیں یا لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔ (الحديث)

اس کے جواب میں شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

والحنفية يقولون: هذا تعليق بالشرط وهو يمين فلا يتوقف صحته على مِلك المحلّ كاليمين بالله، وعند وجود الشرط يقع الطلاق وهو طلاق بعد وجود النكاح، فكيف يقال: إنه طلاق قبل النكاح؟ والطلاق قبل النكاح فيما إذا قال لأجنبية: "أنت طالق" فهذا كلام لغو، وفي مثل هذا يقال: لا طلاق قبل النكاح الخ۔ (۱۱۳)

یعنی، احناف فرماتے ہیں یہ تعلیق بشرط ہے اور وہ یمین ہے تو اس کی صحت محلّ کی مِلک پر موقوف نہیں ہوگی جیسے اللہ کی قسم اور شرط کے پائے جانے کے وقت طلاق واقع ہوجائے گی اور وہ طلاق نکاح کے وجود (یعنی نکاح کے پائے جانے) کے بعد ہوگی۔ تو کیسے کہا جائیگا کہ طلاق قبل نکاح ہے؟ اور طلاق قبل از نکاح اس صورت میں ہے جب کوئی شخص کسی اجنبیہ (عورت) سے کہے ''تو طلاق والی ہے'' تو یہ کلام لغو ہے اور اسی کی مثل کے لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ نکاح سے قبل طلاق نہیں۔

اور فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

"لَا طَلَاقَ إِلَّا بَعْدَ نِكَاحٍ وَلَا عِتْقَ إِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ" انتهى، هذا لا خلاف فيه أن الله جعل الطلاق بعد النكاح، والحنفية قائلون به،

۱۱۳۔ عمدة القاري، المجلد (۱٤)، كتاب (٦٨) الطلاق باب (۹) الطلاق قبل النكاح ص ۲۵۳

فلا يجوز للشافعية أن يحتجّوا به عليهم في مسألة التعليق، فإن تعليق الطلاق غير الطلاق، لأنه ليس بطلاق في الحال فلا يشترط لصحته قيام المحلّ، وحكى أبوبكر الرازي عن الزهري في قوله: لَا طَلَاقَ إِلَّا بَعْدَ نِكَاحٍ، قال: هو الرجل يقال له:تزوّج فلانة، فيقول: هي طالق، فهذا ليس بشيء، فأما من قال: إن تزوّجتُ فلانة فهي طالق، فإنما يطلّق حين يتزوّجها الخ۔ (۱۱٤)

یعنی ''طلاق واقع نہیں ہوتی مگر نکاح کے بعد اور غلام آزاد نہیں ہوتا مگر مالک ہونے کے بعد'' اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا ہے، اور احناف بھی اس کے قائل ہیں، تو شوافع کے لئے جائز نہیں کہ اس سے تعلیق کے مسئلہ میں ان پر حُجت پکڑیں، پس تحقیق تعلیق الطلاق، طلاق کا غیر ہے کیونکہ تعلیق فی الحال طلاق نہیں تو اس کی صحت کے لئے قیام محل بھی شرط نہیں، ابوبکر رازی نے لَا طَلَاقَ إِلَّا بَعْدَ نِكَاحٍ (طلاق نہیں مگر نکاح کے بعد) کے بارے میں امام زہری سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص جس سے کہا جائے فلانی سے شادی کر، تو وہ کہے وہ طلاق والی ہے تو یہ جو اس نے کہا وہ طلاق والی ہے یہ کچھ نہیں، مگر جس نے کہا اگر میں نے فلانی سے شادی کی تو وہ طلاق والی ہے تو وہ عورت طلاق والی ہو جائے گی جب وہ اس سے شادی کرے گا۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق مغلّظہ واقع ہو جائے گی اور ہندہ زید پر حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعیہ حلال نہ ہوگی۔

۱۱٤۔ عمدۃ القاری، المجلد (١٤)، كتاب (٦٨) الطلاق، باب (٩) الطلاق قبل النكاح، ص ٢٥٣، ٢٥٤

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بوقتِ نکاح طلاق کا اختیار حاصل کرنا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت نکاح کے وقت اپنے لئے طلاق کا اختیار حاصل کرلے تو اس کو بعد نکاح طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو اس کی صورت کیا ہوگی؟ بینوا بالبرهان و توجروا عند الرحمن

باسمه تعالیٰ وتقدس

الجواب:

''بوقت نکاح اگر کوئی عورت یا اس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے''۔(۱۱۵)

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نقل کرتے ہیں:

لو خافت أن لايطلّقها الثاني فتقول: زوّجت نفسي منك على أن أمري بيدي، أطلّق نفسي كلّما أريد، ويقول: تزوّجت أو قبلت جاز النكاح، وصار الأمر في يدها۔ (۱۱۶)

یعنی، عورت کو خوف ہو کہ دوسرا شوہر مجھے طلاق نہیں دے گا تو وہ

۱۱۵۔ بہار شریعت، حصہ(۸)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص۵٦

۱۱٦۔ البناية شرح الهداية، المجلد(۵)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص ٤٨٢

نکاح کے لئے کہے میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں اس شرط
پر دیا کہ میرا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوگا، میں جب چاہوں اپنے کو
طلاق دے لوں اور مرد کہے میں نے شادی کی یا میں نے قبول کیا،
نکاح جائز ہو جائے گا اور طلاق کا معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔

''اور اگر زوج کی جانب سے پہلے یہ الفاظ کہے گئے کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اسے اس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا''۔(۱۱۷)

حدیث شریف میں ہے:

لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ۔ (۱۱۸)

یعنی، کوئی شخص طلاق کا مالک نہیں ہوتا جب تک نکاح نہ کرلے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ میں نکاح کے اعلان کا حکم

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے رشتہ داروں اور اہلِ محلّہ سے راز میں رکھا جائے جبکہ حدیث شریف میں نکاح کے اعلان کا حکم ہے، تو بلا اعلان کیا گیا یہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ بینوا و توجروا

۱۱۷۔ بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص۵۶

۱۱۸۔ سنن ابن ماجۃ، المجلد (۲)، کتاب (۱۰) الطلاق، باب (۱۷) الطلاق قبل النکاح، ص۵۱۹، الحدیث: ۲۰۴۷

باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب:

نکاح کے لئے گواہی شرط ہے:

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

لاینعقد نکاح المسلمین إلّا بحضور الشاهدَین حرَّین عاقلَین بالغَین مسلمَینِ رجلَین أو رجل و إمرأتَینِ عدولاً کانوا غیر عدولٍ أو محدودَین فی القذف۔ (۱۱۹)

یعنی، دو مسلمانوں (یعنی مرد و عورت) کا نکاح آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان، دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی کے بغیر مُنعقِد نہیں ہوتا، وہ (گواہ) عادل ہوں یا غیر عادل یا زنا کی تہمت میں سزا یافتہ ہوں۔ یعنی صحت و انعقادِ نکاح کے لئے گواہی شرط ہے۔

بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا:

چنانچہ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: "اَلْبُغَایَا اللَّاتِیْ یَنْکِحْنَ أَنْفُسَهُنَّ بِغَیْرِ بَیِّنَةٍ"

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "زانیہ عورتیں وہ ہیں جو بغیر گواہوں کے اپنا نکاح کریں"

اور لکھتے ہیں:

والصحیح ما روی قوله عن إبن عباس لَا نِكَاحَ إِلَّا بِبَیِّنَةٍ۔ (۱۲۰)

۱۱۹۔ الهداية، المجلد(۱۔۲)، الجزء(۱)، کتاب النکاح، ص۲۰۶

۱۲۰۔ جامع ترمذی، المجلد(۲)، کتاب(۹)النکاح، باب(۱۵)ماجاء لانکاح إلّا ببيّنة، ص۱۸٤، الحديث:۱۱۰۳

یعنی، اور صحیح وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

اور لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمران بن حصین، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی روایتیں ہیں۔(۱۲۱)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

إعلم أن الشهادة شرط فی باب النكاح لقوله عليه السلام: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ"۔(۱۲۲)

یعنی، واضح ہو کہ گواہی بابِ نکاح میں شرط ہے اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ "گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

لنا قوله عليه الصلاة والسلام: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ۔ (۱۲۳)

یعنی، گواہ شرط ہونے میں ہماری دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے: "گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

محقق علی الاطلاق، امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

أما اشتراط الشهادة فلقوله ﷺ: "لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُودٍ"۔ (۱۲۴)

یعنی، مگر گواہی کی شرط پس نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے کہ "گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَنْ

۱۲۱۔ جامع ترمذی، المجلد(۲)، کتاب(۹) النكاح، باب(۱۵) ماجاء لانكاح إلا ببينة، ص ۱۸۵، الحديث: ۱۱۰۳ ـ ۱۱۰٤

۱۲۲۔ الهداية، المجلد(۱ـ۲)، الجزء(۱)، كتاب النكاح، ص ۲۰٦

۱۲۳۔ عینی شرح الكنز، المجلد(۱)، كتاب النكاح، ص ۱۱٤

۱۲٤۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(۳)، كتاب النكاح، ص ۱۱۰

بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ وَ غَيْرِهِمْ قَالُوْا: لَا نِكَاحَ إِلَّا بِشُهُوْدٍ لَمْ يَخْتَلِفُوْا فِيْ ذٰلِكَ عِنْدَنَا مَنْ مَضٰى مِنْهُمْ إِلَّا قَوْماً مِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَ إِنَّمَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِيْ هٰذَا إِذَا شَهِدَ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ فَقَالَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ: لَايَجُوْزُ النِّكَاحُ حَتّٰى يَشْهَدَ الشَّاهِدَانِ مَعاً عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ الخ (۱۲۵)

یعنی، اسی پر اصحابِ نبی ﷺ اوران کے بعد تابعین وغیرہم کا عمل رہا ہے کہ سب کہتے تھے کہ نکاح نہیں مگر گواہوں کے ساتھ (یعنی گواہوں کے بغیر نکاح نہیں) پس اس مسئلہ میں ان میں کوئی اختلاف نہ تھا پھر متأخرین علماء کی ایک جماعت نے ان سے اختلاف کیا اوران کا اختلاف بھی اس بات میں ہے کہ اگر ایک کو ایک کے بعد گواہ بنایا (تو کیا حکم ہے) تو علمائے کوفہ وغیرھم میں سے اکثر علماء نے کہا جب تک دونوں گواہ عقد نکاح کے وقت ایک ساتھ موجود نہ ہوں نکاح جائز نہ ہوگا۔

اعلانِ نکاح کی حدیث:

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: أَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالْغِرْبَالِ۔ (۱۲۶)

یعنی، اس نکاح کا اعلان کرواوراعلان کے لئے دف بجاؤ۔

۱۲۵۔ جامع الترمذی، المجلد(۲)، کتاب(۹)،النکاح، باب(۱۵) ماجاء لانکاح إلّا ببینة، ص۱۸۵، الحدیث: ۱۱۰۳۔۱۱۰۴

۱۲۶۔ سنن ابن ماجة، المجلد(۲)، کتاب النکاح، باب(۲۰) اعلان النکاح، ص۴۴۲۔۴۴۳، الحدیث:۱۸۹۵

قال السندی: "اضرِبوا عَلَيۡهِ بِالۡغِرۡبَالِ" أی بالدف للإعلان۔ (۱۲۷)

علامہ ابوالحسن سندھی متوفی ۱۰۳۸ھ فرماتے ہیں: "اضرِبُوا عَلَيۡهِ بِالۡغِرۡبَالِ" سے مراد، اعلان کے لئے دف بجانا ہے۔

اور امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عَنۡ عَائِشَةَ قَالَتۡ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: "أَعۡلِنُوۡا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجۡعَلُوۡا فِي الۡمَسَاجِدِ، وَاضۡرِبُوۡا عَلَيۡهِ بِالدُّفُوۡفِ۔ (۱۲۸)

یعنی، اس نکاح کا اعلان کرو اور اسے مسجد میں کرو اور اعلان کے لئے دف بجاؤ۔

علامہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے اپنی "مسند" میں، ابن حبان نے اپنی "صحیح" میں، طبرانی نے "کبیر" میں، ابو نعیم نے "حلیہ" میں اور امام حاکم نے "مستدرک" میں ابن زبیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔(۱۲۹)

سابقہ احادیث سے نکاح میں گواہی کا شرط ہونا مذکور تھا کہ گواہی کے بغیر نکاح نہیں اور دوسری احادیث میں نکاح کے اعلان کا حکم ہے۔

نکاح کے اعلان سے مراد:

پس اگر اعلان سے مراد گواہی لی جائے تو امر وجوب کے لئے ہوگا جیسا کہ علامہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

"أَعۡلِنُوۡا هٰذَا النِّكَاحَ" أی بالبيّنة فالأمر للوجوب۔

یعنی، اس نکاح کا اعلان کرو یعنی گواہوں کے ساتھ تو امر وجوب

۱۲۷۔ حاشية السندی علی السنن لابن ماجة، المجلد(۲)، كتاب النكاح، باب(۲۰) اعلان النكاح، ص۴۴۳، الحديث:۱۸۹۵

۱۲۸۔ جامع الترمذی، المجلد(۲)، كتاب(۹) النكاح، باب(۶) ماجاء في اعلان النكاح، ص۱۷۵، الحديث:۱۰۸۹

۱۲۹۔ مرقاة المفاتيح، المجلد(۶)، كتاب النكاح، باب اعلان النكاح، الفصل الثانی، ص۲۱۷

کے لئے ہوگا۔

کیونکہ گواہوں سے اعلان حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

إذبه يحصل الإعلان۔ (۱۳۰)

یعنی، گواہوں سے اعلان حاصل ہو جاتا ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

فَنَقُولُ: الإِعْلَانُ يَحْصُلُ بِحُضُورِ الشَّاهِدَيْنِ لَوْشُرِطَ كِتْمَانُ الْعَقْدِ مَعَ حُضُورِ الشَّاهِدَيْنِ صَحَّ الْعَقْدُ عِنْدَنَا۔ (۱۳۱)

یعنی، پھر ہم کہتے ہیں اعلان گواہوں کی موجودگی سے حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ دو گواہوں کی موجودگی میں کئے گئے نکاح کو خُفیہ رکھنے کی شرط لگائی جائے۔

اور اگر اعلان سے مراد شرعی اظہار لیا جائے تو بھی امر وجوب کے لئے ہوگا کیونکہ شرعی ظہور گواہوں سے ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

و كلام المبسوط حيث قال: ولأن الشرط لما كان الإظهار يعتبر فيه ماهو طريق الظهور شرعاً وذلك بشهادة الشاهدين فأنه مع شهادتهما لايبقىٰ سرّاً و قول الكرخي نكاح السرّ مالم يحضره شهود، فإذا حضروا فقد أعلن۔ (۱۳۲)

یعنی، مبسوط کا کلام جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ شرط جب نکاح کا اظہار ہے تو نکاح کے اظہار میں شرعاً ظہور کے طریقے کا اعتبار کیا

۱۳۰۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(۳)، كتاب النكاح، ص۱۱۱

۱۳۱۔ البناية شرح الهداية، المجلد(۵)، كتاب النكاح، ص۱۳

۱۳۲۔ فتح القدير شرح القدير، المجلد(۳)، كتاب النكاح، ص۱۱۱

جائے گا اور شرعی ظہور دو گواہوں کے ساتھ ہے پس تحقیق دو
گواہوں کی گواہی کے باوجود نکاح خُفیہ نہیں رہتا اور امام کرخی کا
قول ہے خُفیہ نکاح وہ ہے جس میں گواہ حاضر نہ ہوں پس جب
حاضر ہوں تو اس نکاح کا اعلان ہو گیا۔

اور اگر اعلان سے مراد صرف اظہار لیا جائے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو پھر امر استحباب کے لئے ہوگا۔

چنانچہ مشہور مُحدِّث علامہ مُلا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں: ''اعلان بالنکاح'' سے مراد اگر گواہ ہیں تو امر وجوبی ہے اور اگر مراد محض اظہار ہے:

فالأمر للاستحباب کما فی قوله إجعلوه فی المساجد۔ (۱۳۳)

یعنی، تو امر استحبابی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ''نکاح
مسجدوں میں کرو''۔

لہٰذا جو نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہو وہ درست ہو جائے گا اگرچہ اسے بقیہ لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہو۔ لیکن تہمت سے بچنے کے لئے ان لوگوں کو بتا دینا چاہئے جن کو مذکورہ عورت کے مطلّقہ ثلاثہ ہونے کا علم ہو۔ چنانچہ مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں: ''اور اس نکاح حلالہ کا علم ان لوگوں کو ہونا چاہئے جو اس کے مطلّقہ ہونے کو جانتے ہیں ورنہ تہمت لگائیں گے کہ تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھے ہوئے ہے''۔(۱۳٤)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۳۳۔ مرقاۃ المفاتیح، المجلد(٦)، کتاب النکاح، باب إعلان النکاح، الفصل الثانی، ص۲۱۷

۱۳٤۔ وقار الفتاویٰ، جلد (۳)، کتاب الطلاق، حلالہ کا بیان، اعلانیہ نکاح حلالہ کرنے کا حکم، ص۲۱۸

حلالہ کے بعد سابق شوہر کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ (یعنی تین طلاقیں) دے دے تو پھر وہ کسی دوسرے خاوند کے پاس رہنے کے بعد دوبارہ زید (یعنی پہلے شوہر) سے نکاح کرے تو اُسے کتنی طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر زید نے پہلے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور اس عورت کے دوسرے شوہر سے نکاح و ہمبستری اور شوہر ثانی کی طلاق یا وفات کے بعد، زید کے نکاح میں دوبارہ آنے کی صورت میں زید کو کتنی طلاقوں کا اختیار ہوگا۔ بینوا بالبرھان و توجروا عند الرّحمٰن

باسمه تعالى وتقدس

الجواب:

دونوں صورتوں میں زید دوبارہ تین طلاق کا مالک ہوجائے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

علامہ جلال الدین خوارزمی کرلانی لکھتے ہیں:

وهذه المسئلة إختلف فيه أصحاب النبى عليه السلام، ما قاله أبو حنيفة وأبو يوسف رحمهما الله قول ابن عباس و ابن عمر و إبراهيم النخعى و أصحاب عبد الله بن مسعور رضي الله عنهم۔ (١٣٥)

یعنی، اس مسئلہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ نے جو فرمایا وہ حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابراہیم نخعی تابعی اور ابن مسعود کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

١٣٥۔ الكفاية على الهداية، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص٣٧

امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

أی من الخاص کلمة "حَتّٰی" فی قوله تعالیٰ: ﴿حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ ذکر الشیخ ههنا "مسألة الهدم"، و صورتها أن یطلّق الرجل امرأته طلقةً أو طلقتین و تنقضی عدتها، فتزوّج بآخر فیطلّقها و تنقضی عدتها و تعود إلیٰ الزوج الأول فعند أبی حنفیة و أبی یوسف تعود إلیه بثلاث تطلیقات و الزوج الثانی هدم الطلقة و الطلقتین کما یهدم الثلاث، و المسألة مختلف فیها بین الصحابة فعند ابن مسعود و ابن عباس، و ابن عمر یهدم ما دون الثلاث، و به أخذ الشیخان (۱۳۶)

یعنی، خاص سے کلمہ ''حَتّٰی'' ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ میں شیخ نے یہاں ''ہدم کا مسئلہ'' ذکر کیا اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے دے اور اس کی عِدّت ختم ہو جائے، پھر وہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے، پھر بعد ہمبستری کے وہ اُسے طلاق دے دے اور اس کی بھی عدّت گزر جائے تو وہ عورت پہلے شوہر کی طرف لوٹے (یعنی وہ اس سے نکاح کرے تو کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا) تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف دونوں کے نزدیک وہ عورت تین طلاقوں کے ساتھ لوٹے گی (یعنی شوہر کو پھر تین طلاق کا حق ہوگا) اور دوسرا شوہر ایک اور دو طلاقوں کو ڈھا دیتا ہے جیسا کہ وہ تین کو ڈھا دیتا ہے اور یہ مسئلہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مختلف رہا، پس حضرت ابن مسعود، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کے نزدیک دوسرا

۱۳۶۔ التقریر لأصول فخر الإسلام البزدوی، المجلد (۱)، باب فی معرفة أحکام الخصوص، مطلب: "حتی" فی قوله تعالیٰ ... [illegible]

شوہر تین سے کم طلاقوں کو ڈھا (کر ختم کر) دیتا ہے، اور انہی صحابہ کے مسئلہ کو شیخین کریمین (امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ) نے لیا۔

پہلی دلیل:

امام ابن ھمام متوفی ۸۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ: کُنْتُ جَالِساً عِنْدَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃِ بْنِ مَسْعُوْدٍ إِذْ جَائَہُ أَعْرَابِیٌّ، فَسَأَلَہُ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَہُ تَطْلِیْقَۃً أَوْ تَطْلِیْقَتَیْنِ ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُھَا فَتَزَوَّجَتْ زَوْجاً غَیْرَہُ فَدَخَلَ بِھَا ثُمَّ مَاتَ عَنْھَا أَوْ طَلَّقَھَا ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُھَا وَ أَرَادَ الْأَوَّلُ أَنْ یَتَزَوَّجَھَا عَلٰی کَمْ ھِیَ عِنْدَہُ؟ فَالْتَفَتَ إِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَالَ: مَاتَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا، قَالَ یَھْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِی الْوَاحِدَۃَ وَاثْنَتَیْنِ وَالثَّلَاثَ، وَاسْأَلِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَلَقِیْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ ابْنَ عَبَّاسٍ۔ (۱۳۷)

یعنی، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق سے بائن کر دیا، اس عورت کی عدت گذر گئی تو اس نے کسی دوسرے شخص سے شادی کر لی اور دوسرے شوہر کا وطی کے بعد انتقال ہو گیا یا اس نے طلاق دے دی اور اس کی عِدّت بھی پوری ہو گئی۔ اب پہلا شوہر اس سے شادی کرنا چاہے تو وہ عورت پر کتنی طلاقوں کا مالک ہو گا۔ تو وہ حضرت ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ تو

۱۳۷۔ فتح القدیر شرح الھدایۃ، المجلد(٤)، کتاب الطلاق، باب [illegible]، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ۳٦

حضرت ابن عباس نے فرمایا دوسرا شوہر ایک، دو، تین سب طلاقوں کو ختم کر دیتا ہے، اور فرمایا جاؤ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کرلو، انہوں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا تو آپ نے بھی اس مسئلہ کا وہی جواب دیا جو حضرت ابن عباس نے دیا تھا۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ شوہر اول نے اگر اپنی بیوی کو ایک یا دو یا تین طلاقیں دے کر چھوڑا ہو حلالہ شرعیہ کے بعد وہ از سرِ نو تین طلاق کا مالک ہو جاتا ہے۔

دوسری دلیل:

اور حدیث شریف میں ہے:

"لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلِّلَ لَهُ"۔ (١٣٨)

یعنی، حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر غینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں:

سمّاہ محلّلاً وھو المُثبت للحلّ۔ (١٣٩)

یعنی، اس میں نبی ﷺ نے زوج ثانی کو مُحَلِّل فرمایا ہے اور وہ حلّت کو ثابت کرنے والا ہے۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، صاحبِ ہدایہ کے ان الفاظ کی شرح میں لکھتے ہیں:

أی للزّوج الثانی ھوَ مثبت الحلّ۔ (١٤٠)

یعنی، صاحب ہدایہ کا یہ قول زوج ثانی کے لئے ہے کہ وہ حِلّت کو ثابت کرنے والا

١٣٨۔ سنن أبی داود، المجلد(٢)، کتاب(٦) النکاح، باب(١٦) فی تحلیل، ص٣٨٨، الحدیث:٢٠٧٦

١٣٩۔ الهدایة، المجلد(١۔٢)، الجزء(٢)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحلّ به المطلّقة، ص٤٠١

١٤٠۔ البنایة شرح الهدایة، المجلد(٥)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحلّ به المطلّقة، ص٤٨٢

ہے، لہٰذا مُحَلِّل اسے کہتے ہیں جو حلّت کو ثابت کرے اور زوج ثانی کو مُحَلِّل کہا گیا کیونکہ وہ حِلّت کو ثابت کرتا ہے۔ عورت کو تین طلاق دے کر جُدا کرنے سے حُرمت مغلّظہ اور ایک یا دو طلاق سے بائن کرنے سے حرمت مخفّفہ لازم آتی ہے۔ جب دوسرا شوہر مغلّظہ میں محلِّل ہے تو مخفّفہ میں بطریق اَولیٰ محلِّل ہوگا، جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

لِأَنَّهُ لَمَّا كَانَ مُحَلِّلاً فِي الْغَلِيظَةِ فَفِي الْخَفِيفَةِ أَوْلىٰ۔ (۱٤۱)

یعنی، زوج ثانی جب حُرمتِ غلیظہ میں محلِّل ہے تو حُرمتِ خفیفہ میں بطریقِ اَولیٰ محلِّل ہوگا۔

لہٰذا زوج ثانی حُرمتِ مغلّظہ ومخفّفہ دونوں میں حِلّت کو ثابت کرتا ہے اور پھر حِلّت کی دو قسمیں ہیں حِلّت جدیدہ اور حِلّت سابقہ۔ اگر کہا جائے کہ وہ حِلّت سابقہ کو ثابت کرنے والا ہے تو تحصیلِ حاصل لازم آئے گا لہٰذا حِلّت سابقہ مراد نہیں ہوسکتی بلکہ حِلّت جدیدہ ہی مراد ہوگی۔

شارح صحیح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

الحلّ الجديد، لأنه لايجوز أن يكون المراد الحلّ السابق، لأنه تحصيل الحاصل وهو فاسد، لأن الحلّ السابق موجود فيما دون الثلاث۔الخ (۱٤۲)

یعنی، حلّت سے مراد حلّت جدیدہ ہے کیونکہ حلّت سابقہ مراد لینا جائز نہیں، اس لئے کہ وہ تحصیلِ حاصل ہے اور وہ فاسد ہے، کیونکہ حلّت سابقہ تو مادون الثلاث (تین سے کم) میں موجود ہے۔

اور علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

ثم الحلّ يثبت به اما أن يكون الحلّ السابق أو حلاًّ جديداً لا

۱٤۱۔ فتح القدیر شرح الهداية، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص۳۷

۱٤۲۔ البناية شرح الهداية، المجلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحلّ به المطلّقة، ص٤۸۳

سبیل إلی الأول لاستلزامه تحصیل الحاصل فتعیّن الثاني۔ (۱۴۳)

یعنی، پھر زوج ثانی سے جو حلّت ثابت ہوتی ہے وہ حلّت سابقہ ہوگی یا جدیدہ، پہلی مراد نہیں ہوسکتی کیونکہ اس سے تحصیلِ حاصل لازم آئے گا لہٰذا دوسری حلّت ہی متعیّن ہوگی۔

جب حلّت جدیدہ مراد ہے تو پھر اس حلّت کا سابقہ حلّت کے مغایر ہونا ضروری ہے، حلّت سابقہ ناقص تھی تو حلّت جدیدہ کا کامل ہونا ضروری ہوگا۔ اور حلّت کاملہ یہ ہے کہ شوہر اول پھر سے تین طلاق کا مالک ہوجائے۔

علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں:

وبالضرورة یکون غیرالأول والأول حلّ ناقص و کان الجدید کاملاً و هو مایکون بالطلقات الثلاث۔ (۱۴۴)

یعنی، اور ضروری ہے کہ وہ حلّت پہلی حلّت کا غیر ہو پہلی حلّت ناقص تھی اور حلّت جدیدہ کامل ہوگی اور حلّت کاملہ تین طلاقوں کے مالک ہونے کے ساتھ ہوتی ہے۔

تیسری دلیل:

حدیث شریف ہے: رفاعہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دیں تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا تو میں نے ان کو اپنے کپڑے کی مانند ڈھیلا (یعنی نامرد) پایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو؟ عرض کی، ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہاں تک کہ تو اس کی اور وہ تیری مٹھاس چکھے۔

اس حدیث کے بارے میں علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

۱۴۳۔ العنایة شرح الهدایة، المجلد (٤) کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فیما تحلّ به المطلّقة، ص ۳۷

۱۴۴۔ العنایة شرح الهدایة، المجلد (٤) کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحلّ به المطلّقة، ص ۳۷

اس حدیث کے بارے میں علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں:

و محلّلية الزوج الثانی أی جعلـه مثبتاً حلاً جديداً مطلقاً بحديث العُسيلة (١٤٥)

یعنی، زوج ثانی کا عورت کو زوج اول کے لئے حلال کرنا یعنی زوج ثانی کا حِلِ جدید کو ثابت کرنے والا بننا ''حدیث عُسیلہ'' کی دلالت سے ہے۔

اورعلامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں:

بأن كونه مثبتاً للحلّ الجديد إنما هو بحديث العُسيلة (١٤٦)

یعنی، شوہر ثانی حِلِ جدید کو ثابت کرنے والا ہو، ''حدیث عُسیلہ'' کی دلالت سے ہے۔

اور شیخ احمد المعرف بملا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں:

هذا الحديث كما أنه يدل على اشتراط الوطى بعبارة النّص فكذا يدل على محللّية الزوج الثانى بإشارة النّص و ذلك لأنه عليه السلام قال لها: "أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تَعُوْدِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ" ولم يقل أتريدين أن تنتهى حرمتك۔

یعنی، یہ حدیث جس کی طرح عِبَارَۃُ النَّص سے وطی (ہمبستری) کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اِشَارَۃُ النَّص سے زوج ثانی کے محلِّل (پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے والا) ہونے پر بھی دال ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے؟'' آپ ﷺ نے عود (لوٹنے) کا لفظ فرمایا، اور یہ نہیں فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ تیری حرمت ختم ہو جائے۔

١٤٥۔ إفاضة الأنوار شرح المنار، مبحث الخاص، ص ٢٠-٢١

١٤٦۔ فتح الغفار بشرح المنار، حكم الخاص، ص ٢٨

آگے لکھتے ہیں:

والعود: هو الرجوع إلى حالة الأولىٰ و في الحالة الأولىٰ كان الحلّ ثابتاً لها، فإذا عادت الحالة الأولىٰ عاد الحلّ و تجدّد باستقلاله۔

یعنی، اور عود کے معنی پہلی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں اور پہلی حالت میں شوہر کے لئے حلّت ثابت تھی، جب پہلی حالت لوٹ آئی تو حلّت بھی جدیدہ مستقلاً لوٹ کر آ گئی۔

اور لکھتے ہیں:

و إذا ثبت بهذا النّصّ الحل فيما عدم فيه الحلّ و هو الطلقات الثلث مطلقا ففيما كان الحلّ ناقصاً و هو مادون الثلث أولىٰ أن يكون الزوج الثاني متمِّماً للحلّ الناقص بالطريق الأكمل۔(١٤٧)

یعنی، جب اِس نصّ سے اُس جگہ حِلّت ثابت ہوگئی جہاں پر حِلّت معدوم تھی اور وہ تین طلاقوں کی صورت میں (معدوم) تھی اور جہاں حلّت ناقصہ موجود تھی وہ تین طلاقوں سے کم طلاقیں دینے کی صورت میں (ناقص) موجود تھی تو زوج ثانی کا ناقص حِلّت کو بطریق اکمل پورا کرنا اولیٰ ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر بائن کرے یا دو یا طلاقِ مغلّظہ دے دے اور عدت گذر جانے کے بعد وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کر لے بنکاحِ صحیح مجامعت کے بعد وہ شخص فوت ہو جائے یا طلاق دے دے اور وہ

١٤٧۔ نورالأنوار شرح المنار، بحث كون الخاص علی سبع تفريعات، ص ٢٠

عورت دوسرے شوہر کی عدت بھی گذار لے پھر سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرے تو سابق شوہر، ہر صورت میں تین طلاقوں کا مالک ہو جائے گا۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے بعد دوسرے شوہر کی عدّت پہلے شوہر کے گھر گذارنا

الإستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ میں عموماً عورتیں دوسرے شوہر سے تین طلاق ملنے کے اس کے گھر عِدّت نہیں گذارتیں بلکہ حلالہ کے بعد پہلے شوہر کے گھر ہی رہتی ہیں۔ عورت کو عِدّت والا گھر چھوڑنا اور اس شخص کا اپنی معتدہ کو گھر سے نکال دینا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا و توجروا

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب:

عورت نے سابق شوہر کی عِدّت گذارنے کے بعد جب دوسرے شوہر سے نکاح کیا تو اب وہ دوسرے شوہر کی بیوی ہے پھر جب اس نے ہمبستری کے بعد اس عورت کو طلاق دی تو وہ عورت دوسرے شوہر کی معتدہ (یعنی دوسرے شوہر کی عدت میں) ہوگی نہ کہ پہلے شوہر کی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم:

اور طلاق دینے والے شوہروں کو اور ان کی معتدہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ج لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْم بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ (١٤٨)

ترجمہ: اور اپنے رب اللہ سے ڈرو، عدّت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (کنزالایمان)

لٰہذا ''عورت کو عدّت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے اور نہ شوہر کو جائز ہے کہ مطلقہ کو عدّت میں گھر سے نکالے اور نہ عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا روا'' (خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (١٤٩)

ترجمہ: اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (کنزالایمان)

نکالنے کی اجازت:

ہاں ''اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذاء دے تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے'' (خزائن العرفان)

چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ﴾ (١٥٠)

ترجمہ: مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (کنزالایمان)

اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

١٤٨۔ الطلاق: ٦٥:١/

١٤٩۔ الطلاق: ٦٥:١/

١٥٠۔ الطلاق: ٦٥:١/

الْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ أَنْ تَفْحَشَ الْمَرْأَةُ عَلَىٰ أَهْلِ الرَّجُلِ وَتُؤْذِيهِمْ۔

یعنی الْفَاحِشَةُ الْمُبَيِّنَةُ (صریح بے حیائی کی بات) یہ ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں سے فحش بکے اور انہیں ایذاء دے۔

اور دوسری روایت میں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر میں فرمایا:

أَنْ تَبْذُوَ عَلَىٰ أَهْلِهَا فَإِذَا بَذَتْ عَلَيْهِمْ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ إِخْرَاجُهَا۔

یعنی، اس فرمان کا مطلب اپنے اہل سے فحش گوئی ہے، پس جب ان سے فحش بکے تو اُن کے لئے اس عورت کو نکالنا حلال ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا:

هُوَ الْبَذَاءُ عَلَىٰ أَهْلِ زَوْجِهَا۔ (۱۵۱)

یعنی، شوہر کے گھر والوں سے فحش بکنا اور ان کو ایذا دینا (مراد) ہے۔

نکلنے کی اجازت:

اگر شوہر نے اسے طلاق بائن یا مغلّظہ دی ہو اور وہ فاسق ہو جس سے اس عورت کے ساتھ بدفعلی کا خوف ہو اور وہاں کوئی ایسا نہ ہو جو اس کی نیت بد کو روک سکے تو ایسی صورت میں وہ عورت اس مکان سے نکل جائے کیونکہ یہ عذر ہے پھر جس مکان میں منتقل ہوئی وہاں سے نہ نکلے، بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد خود اس مکان سے نکل جائے اور عورت کو وہیں عِدّت گذارنے کے لئے چھوڑ دے کیونکہ عورت پر عِدّت والے گھر میں ٹھہرنا واجب ہے اور اُس پر واجب نہیں۔ اسی لئے بہتری اسی میں ہے کہ مرد گھر چھوڑ دے۔

۱۵۱۔ السنن الکبریٰ للبیھقی، المجلد(۷)، کتاب العدد، باب ماجاء فی قول اللّٰہ عزوجل ﴿إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾، ص۷۰۸۔۷۰۹، الحدیث:۱۵۴۸۵

امام ابن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں:

إلا أن يكون فاسقاً فحينئذ تخرج لأنه عذر والأولى أن يخرج هو۔ (۱۵۲)

یعنی، مگر جب شوہر فاسق ہو تو اس وقت عورت عِدّت کے گھر سے نکل سکتی ہے کیونکہ یہ عذر ہے اور بہتر یہ ہے کہ شوہر ہی نکل جائے۔

اسی طرح اگر گھر میں کوئی اور نہیں اور مکانِ آبادی کے کنارے پر ہو اور اسے وہاں جان یا مال کا خوف ہو یا صرف تنہا رہنے سے خوف کھاتی ہو، اس صورت میں بھی مکان بدلنے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ ''اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلىٰ نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ (۱۵۳)

یعنی، فاطمہ بنت قیس مکانِ وحشت میں تھیں تو اس کے آبادی کے کنارے پر ہونے پر خوف کیا گیا، پس اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں مکان بدلنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

اور فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر نے یمن جاتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرما دیا تھا لہٰذا وہ مطلّقہ مغلّظہ تھیں اور شوہر ان کے پاس نہ تھے۔

عذر پائے جانے کی صورت میں مطلّقہ بائنہ کو مکان بدلنے کی شرعاً اجازت دی گئی ہے

۱۵۲۔ فتح القدير شرح الهداية، المجلد(٤)، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل، ص ٦٧

۱۵۳۔ السنن الكبرىٰ للبيهقي، المجلد(٧)، كتاب العددة، باب ما جاء في قول الله عزوجل ﴿إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾، ص ٧١٢، الحديث: ١٥٤٩٥

نئے مکان کے تعین کا اختیار:

مگر نئے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کے پاس رہے گا جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی متوفی ۱۰۸۰ھ لکھتے ہیں:

وفي الطلاق إلى حيث شاء الزوج۔ (۱۰٤)

یعنی، طلاق میں (عورت اس مکان کی طرف منتقل ہوگی) جہاں شوہر چاہے۔

اورعلامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

وتعيين المنزل الثاني للزوج في الطلاق۔ (۱۰۵)

یعنی، طلاق بائنہ میں دوسرے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کو ہے۔

نیا مکان قریب ہو یا دور:

معتدہ اگر مطلقہ بائنہ یا مغلظہ ہو اور کسی شرعی عذر کی بناء پر مکان بدلنا پڑے تو ضروری نہیں کہ وہ مکان قریب ہی ہو دور بھی لیا جاسکتا ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

عيّن إنتقالها إلى أقرب المواضع مما انهدم في الوفاة و إلى حيث شاءت في الطلاق بحر۔ (۱۰٦)

یعنی، مکان منہدم ہونے کی صورت میں عِدّتِ وفات میں زیادہ قریب جگہ کی طرف عورت کا منتقل ہونا متعین ہوگا اور عِدّتِ طلاق میں جہاں عورت چاہے۔

۱۰٤۔ الدرمختارشرح تنوير الأبصار، المجلد(۳)، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: في الحداد، ص۵۳۷

۱۰۵۔ رد المحتار على الدر المختار، المجلد(۳)، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: في الحداد، مطلب :الحق أن على المفتي الخ، ص۵۳۷

۱۰٦۔ ردالمحتارعلى الدر المختار، المجلد(۳)، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: في الحداد، ص۵۳۷

اور جس مکان کی طرف منتقل ہو جائے پھر اسے نہ چھوڑے عِدّت وہیں پوری کرے چنانچہ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

وحكم ما إنتقلت إليه حكم المسكن الأصلى فلاتخرج منه بحر۔ (۱۵۷)

یعنی، اور حکم اس مکان کا جس کی طرف عورت شرعی عذر کی وجہ سے منتقل ہوئی اصل رہائش کا سا ہے پھر وہاں سے نہ نکلے۔

اور عورت کا دوسرے شوہر کی عِدّت سابق شوہر کے گھر گذارنا اور سابق شوہر کا غیر کی معتدہ کو اپنے گھر لانا کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ وہ اب نہ اس کا شوہر ہے نہ عورت اس کی عِدّت میں ہے بلکہ وہ صرف ایک نامحرم ہے، لہٰذا ایسا کرنے سے عورت و سابق شوہر دونوں گنہگار ہوں گے۔ اور اگر اس نے گھر سے نکالا ہو جس کی وہ عورت معتدہ ہے تو وہ بھی گنہگار ہو گا۔

اور عورت پر شوہر کے ہی گھر میں عِدّت گذارنا شرعاً واجب ہے۔ جب تک کوئی شرعی عذر نہ پایا جائے اسی گھر میں رہے گی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ النعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۵۷۔ ردالمحتار على الدر المختار، المجلد(۳)، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل: في الحداد، ص ۵۳۷

مآخذ و مراجع

1- الإحسان بترتيب صحيح ابن حبّان، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٦م

2- أحكام الصّغار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

3- أحكام القرآن لابن العربي، دارالمعرفة، بيروت

4- إختلاف الأئمة العلماء، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

5- إخلاص الناوي في إرشاد الغاوي إلى مسالك الحاوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

6- إرشاد الساري في شرح صحيح البخاري، دار الفكر، بيروت

7- إرشاد الغاوي إلى مسالك الحاوي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

8- الأشباه و النظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣ھ۔ ١٩٩٣م

9- الإشراف على مذاهب أهل العلم، دار الفكر، بيروت ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٣م

10- أشعة اللمعات شرح المشكاة، مكتبة النورية الرضوية ، سكر

11- الأشفاق على أحكام الطلاق، أيج أيم سعيد أيند كمپني، كراتشي

12- أصول فخر الإسلام البزدوي مع شرحه كشف الأسرار، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ۔١٩٩٧م

13- إعراب القرآن لابن النحاس، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م

14- الأعلام للزركلي، دار العلم للملايين، الطبعة السادسة عشر ٢٠٠٥م

15- أعلام الموقعين عن ربّ العالمين، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٦م

16- إفاضة الأنوار شرح المنار، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي

17- الإفصاح عن معاني الصحاح، مطبعة الكيلاني، القاهره

18- الإفصاح عن معاني الصحاح في الفقه على مذاهب الأربعة، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ۔١٩٩٦م

19- إكمال المعلم بفوائد المسلم، دارالوفا، بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨ء

20- إيثار الإنصاف في آثار الخلاف، المكتبة الغفورية العاصمية، كراتشي

21- البحر الرائق شرح كنز الدقائق، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعةالأولىٰ ١٤١٨ه۔ ١٩٩٧ء
22- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔١٩٩٧م
23- البناية شرح الهداية، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه۔ ٢٠٠٠ء
24- بياض الفقه، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشي
25- بياض المخدوم عبدالحي السندي، مخطوط، دار الهدى، تيرهي، خير بور ميرس
26- البياض الهاشمي، مخطوط، المكتبة القاسمية، كنديارو
27- تأويلات أهل السنّة، المكتبة الحقانية، بشاور
28- تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه۔ ٢٠٠٠م
29- تحفة الفقهاء، دار الفكر، بيروت ١٤٢٢ه۔ ٢٠٠٢م
30- تحقيقات أسلمية حاشيه سلطان الفقه، إشاعة القرآن ببلى كيشنز، لاهور ١٩٩٧م
31- تحقيق جامع المسانيد و السنن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ۔٢٠٠٠م
32- تحقيق حاشية ابن عابدين، دار الثقافة و التراث، دمشق
33- تحقيق عبدالحكيم على التنبية على مشكلات الهداية، مكتبة الرُشد، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤ه۔ ٢٠٠٣م
34- تحقيق عبدالقادر عطا على السنن الكبرىٰ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه۔ ١٩٩٩ء
35- تحقيق كتاب الآثار، دار السلام، مصر، الطبعة الأولى ١٤٢٧ه۔ ٢٠٠٦م
36- تحقيق محمود على السنن لابن ماجة، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩ه۔ ١٩٩٨م
37- تذكره مشاهير سنده، سندى أدبى بورد، حيدر آباد
38- ترتيب الأعلام على الأعوام، دار الأرقم، بيروت
39- ترجمة الإمام الشوكاني و مذهبه عقيدته مع فتح القدير للشوكاني، دار المعرفة، بيروت
40- تفسير ابن عباس (تنوير المقباس من تفسير ابن عباس)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٥ه۔ ٢٠٠٤م

41- تفسیر ابن کثیر، دار الأندلس، بیروت، الطبعة السابعة ١٤٠٥هـ ١٩٨٥ء
42- تفیسر أبی السعود، دار أحیاء التراث العربی، بیروت
43- تفسیر البیضاوی (أنوار التنزیل و أسرار التأویل)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨هـ ١٩٩٨م
44- تفسیر الحدّاد (کشف التنزیل فی تحقیق المباحث و التأویل)، المکتبة القدس، بشاور
45- تفسیر خازن، مطبعة مصطفی البابی و أولاده، مصر، الطبعة الثانیة ١٣٥٧ھ ١٩٥٥ء
46- تفسیر خزائن العرفان، المکتبة الرضویة آرام باغ، کراتشی
47- تفسیر روح المعانی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٥هـ ١٩٨٥ء
48- تفسیر صاوی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الاولی ١٤١٩هـ ١٩٩٩ء
49- تفسیر غرائب القران و رغائب الفرقان للنیشاپوری، دار المعرفة، بیروت، ١٤٠٦هـ١٩٨٦م
50- التفسیر الکبیر للإمام الرازی، دار إحیاء التراث العربی، بیروت
51- تفسیر مظهری، بلوشستان بك دبو، کوئتة
52- تفسیر معالم التنزیل، مطبعة مصطفی البابی و أولاده، مصر، الطبعة الثانیة ١٣٥٧هـ ١٩٥٥ء
53- تقدیم تمام العنایة فی الفرق بین الصریح و الکنایة، المکتبة القاسمیة، کندیارو
54- التقریر لأصول فخر الإسلام البزدوی، وزارة الأوقاف و الشئون الإسلامیة، بدولة الکویت ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م
55- التنبیه علی مشکلات الهدایة، مکتبة الرُّشد، الریاض، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٤هـ ٢٠٠٣م
56- تنو یر الأبصار مع شرحه الدر المختار، دار الفکر ، بیروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ ١٩٧٩ء
57- تنویر الأذهان و الضمائر شرح الأشباه و النظائر، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
58- تمام العنایة فی الفرق بین الصریح و الکنایة، المکتبة القاسمیة، کندیارو
59- تهذیب التهذیب، دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٥هـ ١٩٩٥م
60- تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، دارالفکر، بیروت ١٤١٤هـ ١٩٩٤م
61- تیسیر الباری، نعمانی کتب خانه، لاهور
62- جاء الحق، نعیمی کتب خانه، گجرات

63- جامع الأسرار فی شرح المنار مکتبة نزار مصطفی الباز، مکة المکرمة
64- جامع البیان فی تفسیر القرآن للطبری، دار المعرفة، بیروت، ١٤٠٦ھ۔ ١٩٨٦م
65- جامع الترمذی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م
66- جامع الرموز، أیج أیم سعید، کمبنی، کراتشی
67- جامع الفصولین، دار الإشاعة العربیة، کوئتة
68- الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی١٤١٦ھ۔١٩٩٥م
69- جامع المسانید و السنن، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م
70- جامع المضمرات، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
71- جمع الجوامع للسیوطی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م
72- الجواهر الأخلاطی فی علم الفقه، مخطوط مصوّر،دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
73- الجوهر النقی علی هامش السنن الکبریٰ للبیهقی، نشر السنّة ملتان
74- الجوهرة النیرة، میر محمد کتب خانه ، کراتشی
75- حاشیة ابن التمجید علی تفسیر الإمام البیضاوی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م
76- حاشیة السندی علی النسن لابن ماجة، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطعبة الأولیٰ ١٤١٩ھ۔١٩٩٨م
77- حاشیة السندی علی السنن للنسائی، دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٥ھ۔ ١٩٩٥م
78- حاشیة القونوی علی تفسیر الإمام البیضاوی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م
79- حسامی مع النّامی، کتب خانه مجیدیة، ملتان
80- حسب المفتی، مخطوط مصوّر،دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
81- حلیة العلماء فی معرفة مذاهب الفقهاء، مکتبة نزار مصطفی الباز، مکة المکرمة، الطبعة الأولی١٤١٧ھ۔ ١٩٩٧م
82- خزانة الروایات، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
83- خزانة العلماء، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی
84- خزانة الفتاویٰ، مخطوط مصوّر، دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السنّة، میتادر، کراتشی

85- خزانة المفتين، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشي
86- خلاصة الفتاوىٰ، المكتبة الرشيدية، كوئتة
87- الدراية فى تخريج أحاديث الهداية مع الهداية، مكتبة شركة علمية، ملتان
88- الدر المختارشرح تنوير الأبصار، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثة١٣٩٩هـ ١٩٧٩م
89- الدر المنثور، دار إحياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ ٢٠٠١م
90- الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج، دار الأرقم، بيروت
91- الذخائر الأشرفية فى ألغاز الحنفية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ ١٩٩٨م
92- رحمة الأمة فى اختلاف الأئمة، دار الكتب العلمية ،بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ ٢٠٠٣م
93- رد المحتار على الدر المختار، دارالفكر ، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ ١٩٧٩م
94- رساله ايك مجلس كى تين طلاقيں، مكتبة النور، كراتشي
95- رساله حكم الطلاق الثلاث، دار الرحمانية، جامع مسجد رحمانيه، بوهره بير، كراتشي
96- رساله طلاق، مصنّفه حكيم محمد اسرائيل ندوى، مكتبه أهلحديث، كورت رود، كراتشي
97- رساله طلاق، طلاق كے مسائل مصنّفه محمد اقبال كيلانى، حديث بيلى كيشنز، لاهور
98- رساله طلاق ثلاث، مكتبة جامعة خلفاءِ راشدين، كراتشي
99- رساله طلاق ثلاثه، مصنّفه محمد يسين غير مُقلّد، المركز تحفظ حقوق السلفية، كراتشي
100- روزنامه ايكپريس كراتشي (پير) ٧ جمادى الأخرىٰ ١٤٢٢هـ ٢٧ اغسطس ٢٠٠١م، ص ١ـ٧
101- الروض المربع شرح زاد المستقنع، دار الأرقم، بيروت
102- زاد المستقنع، دار الأرقم، بيروت
103- زاد المعاد، مصطفى البابى و أولاده ،مصر
104- سلطان الفقه المعروف فتاوىٰ نظاميه، إشاعة القرآن ببلى كيشنز، لاهور ١٩٩٧م
105- سنده هائيكورٹ كے جج كا فيصله اور طلاق ثلاثه، مجلس گنج بخش، إسلام پور، لاهور
106- سنن أبى داؤد، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ ١٩٩٧م
107- سنن أبى داؤد، أيج أيم سعيد كمپنى، كراتشي

108- سنن ابن ماجة، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ ١٩٩٨م
109- سنن الدار قطنی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ ١٩٩٦م
110- سنن الدارمی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ ١٩٩٦م
111- السنن الكبرىٰ للبيهقی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ ١٩٩٩م
112- السنن الكبرىٰ للنسائی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١١هـ ١٩٩١م
113- سنن النسائی، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ ١٩٩٥م
114- شرح البخاری لابن بطال، مكتبة الرشيد، رياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ ٢٠٠٠م
115- شرح الزرقانی علی مؤطا الإمام مالك، دارالمعرفة، بيروت، ١٣٩٨هـ ١٩٧٨م
116- شرح صحيح مسلم للنووی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ ٢٠٠٠م
117- شرح معانی الآثار، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٤هـ ١٩٩٤م
118- شرح الوقاية، مكتبه إمداديه، ملتان
119- صحيح البخاری، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ ١٩٩٩م
120- صحيح البخاری بشرح الكرمانی، دار إحياء التراث العربی، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ ١٩٨١م
121- صحيح مسلم، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ ٢٠٠٠م
122- ضياء القرآن، ضياء القرآن پبلی كيشنز، لاهور
123- عمدة الفقه علی مذاهب الإمام أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م
124- عمدة القاری شرح صحيح البخاری، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ ١٩٩٨ء
125- العناية شرح الهداية علی هامش فتح القدير، دار إحياء التراث العربی، بيروت
126- عون المعبود شرح سنن أبی داؤد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ ١٩٩٨م
127- عينی شرح الكنز (رمز الحقائق)، مكتبة النورية الرضوية، سكر
128- عيون المذاهب، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشی
129- عيون المسائل فی فروع الحنفية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ ١٩٩٨م

130- غاية البيان شرح الهداية، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشي

131- غرر الأحكام مع شرحه الدرر، مطبعة أحمد كامل الكائنة فى دار الخلافة العليا، ١٣٣٠ھ

132- الغرّة المُنيفة فى تحقيق الإمام أبي حنيفة، مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ ـ ١٩٨٦م

133- فتاوىٰ أجمليه، شبير برادرز، لاهور

134- الفتاوىٰ الأسعدية، الطبعة الخيرية، مصر

135- الفتاوى الإمام الغزالى، اليمامة، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥ھ ـ ٢٠٠٤م

136- فتاوىٰ الإمام الغزى، مطبع أهل السنّة و الجماعة بريلى، الهند ١٣٣٢ھ

137- فتاوى الإمام النووى، دار البشائر الإسلامية، بيروت

138- فتاوىٰ الأمجدية، المكتبة الرضوية، كراتشى، ١٤١٩ھ ـ ١٩٩٨م

139- الفتاوىٰ الأنقروية، المكتبة القاسمية، كوئتة

140- فتاوىٰ ابن رشد، دار الغرب الإسلامى، الطبعة الأولى ١٤٠٧ھ ـ ١٩٨٧م

141- الفتاوىٰ البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٣ھ ـ ١٩٧٣م

142- الفتاوىٰ التاتار خانية، دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥ھ ـ ٢٠٠٤م

143- فتاوىٰ ثنائيه، إسلامى پبلشنگ ہائوس، شيش محل روڈ، لاهور

144- فتاوى اللّجنة الدائمه للبحوث و الإفتاء، دار المؤيد، الرياض، الطبعة الخامسة ١٤٢٤ھ ـ ٢٠٠٣م

145- فتاوىٰ حجت، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشى

146- الفتاوىٰ الحنفية، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشى

147- الفتاوىٰ الخيرية على هامش الفتاوىٰ تنقيح الحامدية، المكتبة الحبيبية، كوئتة

148- الفتاوىٰ الرضوية، المكتبة الرضوية، كراتشى

149- الفتاوىٰ السراجية، مير محمد كتب خانه، كراتشى

150- فتاوىٰ شرعيه، دائرة الأوقاف و الشئون الإسلامية دبئى، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ ـ ١٩٩٧م

151- الفتاوىٰ الظهيرية، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشى

152- فتاوىٰ عزيزيه، أيج أيم سعيد اينڈ كمپنى، كراتشى ١٣٩٦ھ ـ ١٩٧٦م

153- فتاوىٰ علامه شمس الدين رملى بر حاشيه فتاوىٰ الكبرىٰ، ملتزم الطبع و النشر عبد

الحميد أحمد حنفی ،مصر

154- فتاوىٰ العلماء فی عشرة النساء، دار الغدّ الجديد، المنصورة، مصر ، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ ٢٠٠٥م

155- فتاوىٰ فقيه ملّت، شبير برادرز، لاهور

156- فتاوىٰ فيض الرسول، شبير برادرز ، لاهور

157- الفتاوىٰ القاسمية، در مطبع اليكٹرك پريس لاهور

158- فتاوىٰ قاضی خان (خانية) على هامش الفتاوىٰ الهندية، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة١٣٩٣هـ ١٩٣٠م

159- الفتاوىٰ الكبرىٰ الفقيهه، ملتزم الطبع و النشر عبد الحميد أحمد حنفی، مصر

160- فتاوى مجدديه نعيميه، مفتی أعظم سنده أكادمی، كراتشی ، الطبعة الأولىٰ ١٤١١هـ

161- فتاوىٰ مركزى تربيت إفتاء، كتب خانه أمجديه، مهراج گنج ضلع بستی (يوپی) ١٤١٨هـ ١٩٩٧م

162- فتاوىٰ مسعودی، سرهند پبلی كيشنز، كراتشی

163- فتاوىٰ مظهری، مدينه ببلشنگ كمبنی، أيم اے جناح روڈ، كراتشی

164- فتاوىٰ معمّی مشهور بذخائر أشرفيه، المكتبة الحقانية، كوئتة

165- الفتاوىٰ النسفية، مخوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشی

166- فتاوىٰ نعيميه، ضياء القرآن ببلی كيشنز، لاهور

167- الفتاوىٰ النقشبندية، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشی

168- فتاوىٰ نوريه، شعبة تصنيف و تاليف دارالعلوم حنفيه فريديه، بصير پور، او كاڑه

169- الفتاوى الولوالجية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ ٢٠٠٣م

170- فتاوىٰ همايونی، در مطبع رفاه عام واقع، لاهور

171- الفتاوى الهندية، دارالمعرفة، بيروت ، الطبعة الثالثة ١٣٩٣هـ ١٩٧٣م

172- فتاوىٰ يورپ، شبير برادرز، لاهور، ٢٠٠٦م

173- فتح البارى شرح البخارى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ ٢٠٠٠م

174- فتح الغفار بشرح المنار، مكتبة إسلامية، كوئتة

175- فتح القدير الجامع بين فنی الرواية و الدراية فی علم التفسير، دار المعرفة، بيروت

176- فتح القدير شرح الهداية، دار احياء التراث العربی، بيروت

177- فتح المعين على شرح الكنز لملا مسكين، أيج أيم سعيد، كمپنى، كراتشى

178- فصول العمادى، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشى

179- فقه الحنفى فى ثوبه الجديد، دار القلم، دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ۔٢٠٠٠م

180- فهرس مخطوطات دار الكتب الظاهرية، الفقه الحنفى، مطبعة الحجاز دمشق، ١٤٠١، ١٩٨٠م

181- فهرس الفقه الحنفى، سلسلة فهارس المخطوطات المصوّرة (١٠)، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة ١٤١٧ھ

182- القبس فى شرح مؤطا ابن أنس، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔١٩٩٨م

183- قُرّة العين بفتاوىٰ علماء الحرمين، فتاوى العلامة العجيمى، المكتبة القدس، كوئتة

184- قُرّة العين بفتاوىٰ علماء الحرمين، فتاوى العلامة المكى، المكتبة القدس، كوئتة

185- القنية المنية، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشى

186- القول الحسن فى جواب القول لمن، الطبع و النشر الحاج سالم الشورابى و محمد الشورابى فى سنة ١٢٧٦ھ

187- كتا ب الإختيار لتعليل المختار، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٣م

188- كتاب أدب القضاء، دار الكتب القادرية، أدكـ بازار قندهار ١٤١٨ھ

189- كتاب الأم، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ ـ ٢٠٠٢م

190- كتاب تأسيس النظر، مير محمد كتب خانه، كراتشى

191- كتاب التبنيه فى فروع الفقه الشافعى، دار الفكر، بيروت

192- كتاب الفقه على مذاهب الأربعة، دار احياء التراث العربى، بيروت، ١٩٦٩م

193- كتاب المنتقى من السنن المسندة عن رسول الله ﷺ لابن جارود، دار القلم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧ھ۔ ١٩٨٧م

194- كتاب الميسر فى شرح مصابيح السنّة، مكتبة نزار مصطفى الباز، الرياض، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

195- كشف الأسرار شرح المصنّف على المنار، دار الكتب العلمية، بيروت

196- كشف الأسرار عن أصول البزدوى ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ۔١٩٩٧م

197- كشف الظنون عن أسامى الكتب الفنون، دار الفكر، بيروت، ١٤١٩ھ، ١٩٩٩م

198 کشف الغمة عن جميع الأمة، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ-١٩٨٨م

199- الكفاية شرح الهداية مع فتح القدير، دار إحياء التراث العربي، بيروت

200- كنز الإيمان في ترجمة القرآن، المكتبة الرضوية، كراتشي

201- كنز البيان مختصر توفيق الرحمٰن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ-١٩٩٨م

202- كنز الدقائق، المكتبة الضيائية، راولپنڈی

203- اللباب في شرح الكتاب، دارالمعرفه، بيروت، الطبعة الاولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٨م

204- اللباب في علوم الكتاب، ذار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ-١٩٩٧م

205- لسان الحكام في معرفة الأحكام، مطبعة مصطفى البابي الحلبي و أولاده بمصر، الطبعة الثانية ١٣٩٣هـ-١٩٧٣م

206- لسان العرب، دارالفكر، بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ-١٩٩٠م

207- المبسوط للسرخسي، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م

208- المتانة في المرمة عن الخزانة، جنّة أحياء الأدب السّندي، كراتشي

209- مجمع البحرين في زوائد المعجمين، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ-١٩٩٨م

210- مجمع البحرين و ملتقى النيّرين في الفقه الحنفي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ-٢٠٠٥م

211- مجمع الزوائد و منبع الفوائد، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ-٢٠٠١م

212- مجموعة الفتاوىٰ للملكاني الحنفي ، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشي

213- مجموع الفتاوىٰ لابن تيمية، بأمر فهد بن عبدالعزيز، الرياض

214- مجموع فتاوى و مقالات متنوّعة، دار أصداء المجتمع، المملكة العربية السعودية

215- المحرّر في الحديث، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م

216- المحلّى لابن حزم، بيت الأفكار الدولية، الأردن/ السعودية

217- المحيط البرهاني في الفقه النعماني، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م

218- المختار الفتوى، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-

١٩٩٧م
219- مختصر إختلاف العلماء، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ ١٩٩٦م
220- المختصر للخليل مع مواهب الجليل، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤م
221- مختصر القدورى مع شرح اللباب، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ١٩٩٨م
222- مخزن الفتاوىٰ، مطبع كليمى واقعه كلكته ١٣٣٠ه
223- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، مكتبه إمدادية، ملتان
224- المسند للإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الريان، بيروت
225- المسند للإمام أحمد بن حنبل، المكتب الإسلامى، بيروت
226- المسوّى شرح المؤطّا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٢ه ٢٠٠٣م
227- مشكاة المصابيح، دار الكتب العلمية، بيروت
228- مصنّف ابن أبى شيبة، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٣هـ ١٩٩٤م
229- المصنّف لعبد الرزاق، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ ٢٠٠٠م
230- المعجم الكبير للطبرانى، دار إحياء التراث العربى، بيروت
231- معجم ما طُبع من كتب السنّة، دار البخارى، المدينة المنوره، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ ١٩٩٧م
232- المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، دار إبن كثير، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ ١٩٩٦ء
233- مقارنة المذاهب فى الفقه، دار المعارف، مصر ١٩٨٦ه
234- الملتقط فى الفتاوى الحنفية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ ٢٠٠٠م
235- ملتقى الأبحرمع مجمع الأنهر، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ ١٩٩٨م
236- المنار مع شرحه جامع الأسرار، مكتبة نزاد مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ ١٩٩٧م
237- منية المفتى، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشى
238- موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبّان للهيثمى، دار الكتب العلمية، بيروت
239- مواهب الجليل من أدلة الخليل، المكتبة العلميّة، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤م

240- مواهب الرّحمٰن على مذهب أبي حنيفة النّعمان، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشي
241- الموسوعة الفقهية لوزارة الأوقاف و الشئون الإسلامية، الكويت، دار الصفوة، الكويت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ ـ ١٩٩٦م
242- موسوعة الأحكام و الفتاوى الشرعية، دار الغدّ الجديد، القاهره، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م
243- المؤطا برواية الإمام محمد بن الحسن الشيباني، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الثانية
244- المؤطا لابن أنس مع شرحه القبس، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ ـ ١٩٩٨م
245- المؤطا للإمام محمد بن الحسن الشيباني، قديمي كتب خانه ، كراتشي
246- المؤطا للإمام مالك بن أنس، دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ ـ ١٩٩٦م
247- النبراس شرح شرح العقائد ، نعماني كتب خانه، كابل ، أفغانستان
248- النتف في الفتاوىٰ، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠٠م
249- نزهة الخواطر و بهجة المسامع و النواظر، دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩٩م
250- نسمات الأسحار على إفاضة الأنوار، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي
251- نصب الراية تخريج أحاديث الهداية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م
252- نيل الأوطار، دار الكتاب العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ ـ ٢٠٠٠م
253- نور الأنوار شرح المنار، أيج أيم سعد كمبني، كراتشي
254- النهر الفائق شرح كنز الدقائق، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠٢م
255- وقار الفتاوىٰ، بزم وقار الدين، كراچي
256- الهداية، دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ ـ ١٩٩٠م
257- هداية الرواة إلى تخريج أحاديث المصابيح و المشكاة لابن حجر، دار إبن القيم، الدمّام، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٢ ـ ٢٠٠١م
258- يعقوب باشه حاشية شرح الوقاية، مخطوط مصوّر، دارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السنّة، ميتادر، كراتشي

دیگر ضمنی مآخذ

259- إتحاف النبلاء بحواله فتاویٰ ثنائية، إسلامی بیلشنگ هاؤس، لاهور

260- إزالة الخفاء بحواله طلاق ثلاث، مكتبة جامعة خلفاءِ راشدين، كراتشى

261- الإسبيجابى ، بحواله البناية شرح الهداية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠م

262- الإستبصار، دارالكتب الإسلاميه، تهران، بحواله شرح صحيح مسلم للسعيدى، فريد بك استال، لاهور

263- الإستذكار لابن عبدالبر بحواله تحقيق عبدالقادر در عطا على السنن الكبرىٰ للبيهقى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م

264- الأضواء البيان بحواله مواهب الجليل ، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤م

265- توضيح المسائل، بحواله شرح مسلم للسعيدى، المجلد (٣)، فريد بك استال، لاهور

266- تهذيب الأحكام، دار الكتب الإسلامية، تهران، بحواله شرح مسلم للسعيدى، المجلد (٣)، فريد بك استال، لاهور

267- فتح المنعم بشرح زاد المسلم بحواله مواهب الجليل ، المكتبة العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠٤م

268- الفروع فى الكافى بحواله شرح مسلم للسعيدى، المجلد (٣)، فريد بك استال، لاهور

269- الفوائد لابن رُشد بحواله التنبيه على مشكلات الهداية، مكتبة الرُّشد، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م

270- الكاشف للذهبى بحواله تحقيق عبدالقادر در عطا على السنن الكبرىٰ للبيهقى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م

271- كتاب الإعتبار فى بيان الناسخ و المنسوخ من الآثار للحازمى بحواله فتاویٰ ثنائية، إسلامی بیلشنگ هاؤس، لاهور

272- المستدرك للحاكم بحواله بحواله فتاویٰ ثنائية، إسلامی بیلشنگ هاؤس، لاهور

273- من لا يحضره الفقيه، بحواله شرح مسلم للسعيدى، المجلد (٣)، فريد بك استال، لاهور

274- ميزان الإعتدال للذهبى بحواله فتاویٰ ثنائية، إسلامی بیلشنگ هاؤس، لاهور

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہارِ شریعت بہادرآباد کراچی۔